ارمغان سلطانی

المعروف بہ

سیر گلبرگہ

جو

سچا فوٹو تاریخی واقعات گلبرگہ شریف کا ہے جسکو تین حصون مین تقسیم کیا گیا ہے -
لے حصہ مین شہر گلبرگہ کے موجودہ حالات درج ہین - دوسرے مین زبدۃ العرفا حضرت
م بندگی عاشق شہباز بلند پرواز گیسو دراز سید محمد حسینی المشہور بہ خواجہ
نواز قدس اللہ سرہ العزیز و نیز دیگر اولیاے کرام کی فیاض زندگی اور ان کے
ح عمری جو مختلف مستند و معتبرہ کتب سے اخذ کرکے مسلسل طور پر لکھے گئے ہین
تصدیق خود معزز سجادگان گلبرگہ نے اپنے خاندانی ملفوظات غیر مطبوعہ سے جو قدیم الایام
محفوظ چلے آتے ہین منطبق کرکے فرمائی ہے - اور تیسرے حصہ مین سلاطین بہمنیہ
کے مفصل حالات درج ہین

بڑی محنت و جگر کاوی سے مع نقشہ جات وغیرہ

مولوی محمد سلطان صاحب میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ علاقہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

نے

تالیف کی اور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپوائی

۱۹۰۲ء

تصدیق

ہذا الکتاب ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ جس کو منشی محمد سلطان صاحب
میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے کتب معتبر خاندانی
اولیاء اللہ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے ہمارے نظر سے گذری - اسمین جسقدر حالات
اولیاء اللہ کے درج ہین انکو ہمنے پڑہا اور بنظر تنقیح دیکھا - لہذا تصدیق کیجاتی ہے کہ اس کتاب
مین جسقدر حالات ہمارے خاندانی کاملین رحمہم اللہ اجمعین کے درج ہین وہ بلاشبہ صحیح ہین فقط
مرقوم ۱۴ - اسفندار ۱۳۱۱ فصلی مطابق ۵ شوال المکرم ۱۳۱۹ ہجری -

شرح دستخط - سید شاہ ولی اللہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی سجادہ روضۂ بزرگ
حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ -

شرح دستخط - غلام محی الدین جنیدی سجادہ روضۂ شیخ صاحب قدس سرہ

شرح دستخط - سید صاحب حسینی سجادہ روضۂ تیغ برہنہ -

تنقید

حامداً و مصلیاً

یہ کتاب لاجواب جسکا پیارا نام ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ ہے میری نظر سے گذری - یون تو تاریخی دنیا مین صدہا تاریخی کتابین ایک سے ایک بڑہکر اپنا محبوب جلوہ دکہا رہی ہین - مگر مین اس موقع مین اس امر کے کہے بغیر بہی نہین رہ سکتا کہ ان جملہ تاریخی کتابون مین جسقدر کہ متبرک مقامات کی تاریخی کتابون کے مطالعے سے دلچسپی ہوتی ہے دوسری تاریخی کتابون سے نہین ہوتی - اسکی وجہ اس سے زیادہ کوئی نہین بتا سکتا کہ قدرتاً انکی مبارک و متبرک مقامات کو جو ایک شرف خاص و امتیاز حاصل ہے وہ محض بزرگان دین کا وہان مدفن و آرامگاہ ہونیکی وجہ سے ہے جسکا اثر بمنزلہ جذب مقناطیسی قلوب کو کہنچتا ہے - اسمین کچہ شبہ نہین کہ جہان کہین بزرگان دین اور اولیاء کاملین نے اپنی محبوب سکونت اختیار کی ہے اور اپنی فیاض زندگی کی خیر و برکات کو پہیلایا ہے اسکا اثر قیامت تک باقی رہیگا درحقیقت یہ مقامی شرف اُن حضرات عالیات کے ذاتی شرف سے متفرع ہے - اسی وجہ سے ایسے متبرک مقامات جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے عموماً وقعت و عزت کی نگاہون سے دیکہے بہی جاتے ہین - مجہے اس موقع پر عرفی کا ایک شعر یاد آیا کہ کیا خوب کہا ہے ؎

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنا دید عجم را

جہان کہین عظیم الشان و باوقعت گنبد نظر آتے ہین یا کوئی ایسی رفیع الشان عمارت نظر آتی ہے تو فوراً صاحب عمارت و گنبد پر نظر پڑتی ہے اور انکی وقعت و شان کا سکہ قلب پر

جم جاتا ہے۔ الغرض اس کتاب فضیلت انتساب کا یہ ایک سچا فوٹو ہے جسکو مین اوپر
یان کرچکا ہون۔ اور ذیل مین اسکی تفصیل بہی بیان کرونگا۔

یہ تاریخی کتاب معصرف اس وجہ سے مرغوب الطبع اور محبوب القلوب سمجھی جاتی ہے
صرف ایک تاریخ کی حیثیت رکہتی ہے بلکہ ایک حصہ اس کتاب کا ایک ایسے جلیل القدر
عظیم الشان بزرگ کی سچی سوانح عمری سے مملو ہے جو گلبرگہ شریف مین تقریبًا پانچ سو برس سے
آسودہ ہین۔ جنکا نام نامی واسم گرامی زبان زدخاص و عام حضرت مخدوم بندگی سید محمد گیسو دراز
خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز ہے۔ جو خطۂ دکن کے معنوی شہنشاہ سمجھے جاتے
ہین جن کے محامد ومحاسن بے حد اور جلیل القدر قطب وقت ہونے کا شہرہ نہ صرف
خطۂ ہندوستان مین بلکہ عرب وعجم مین بہی اسوقت تک برابر زبان زدخاص و عام ہے اور دور دور
دراز ممالک سے زائرین بہی بغرض زیارت وحصول سعادت اس مبارک مقام مین آیا جایا
کرتے ہین۔ زیادہ تر لطف اس کتاب مین یہ ہے کہ آپکے گنبد شریف کا خوبصورت نقشہ
نیز دیگر معزز گنبدون وغیرہ کے نقشجات نہایت حسن وخوبی کے ساتھ اس کتاب مین
کہینچکر بتلائے گیے ہین جس سے قلب کو اس امر کا وجدان ہوتا ہے کہ سچ مچ ہم ان مبارک
نادر مقامات کی سیر کر رہے ہین اور دل خوش ہو رہا ہے۔ اور ایک حصہ اس کتاب کا
موجودہ حالات گلبرگہ شریف کا آئینہ ہے اور اخیر حصہ اس کتاب کا سلاطین بہمنیہ کی حکومت
پر مشتمال ہے جو یہان حکمران رہ چکے ہین۔ میری دانست مین یہ کتاب لاجواب ان تینون
فضیلتون کے لحاظ سے مجموعہ اوراق ثلاثہ سمجھی جاتی ہے۔ اس مین وہ سچے تاریخی حالات
درج ہین۔ کہ افراط وتفریط کی اسمین گنجایش نہین۔ خصوصًا حضرت خواجہ قدس سرہ
کی سوانح عمری جو آجتک اس تفصیل کے ساتھ کہین طبع نہین ہوئی تہی اس کتاب مین لکہی
گئی ہے۔ اس کتاب کے مولف صاحب نے بڑی عرق ریزی وجانکاہی کے ساتھ
اسکا مواد فراہم کرکے اسکی تالیف کی ہے پس شاالفقیر ...

... مین دیا جا۔ خدا اسکے مولف کو جزا دے اور ناظرین کو برکت۔ آمین۔ شرح دستخط۔ محمد عبد العزیز مہاجر (مصنف کتاب الانسان۔ سررشتہ دار مال محکمہ اول تعلقداری گلبرگہ دکن

فہرست مضامین کتاب ارمغان سلطانی المعروف بہ سیر گلبرگہ

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمد وثنا کے لایق وہی ایک مقدس ذات خداوند جل وعلا ہے کہ جس نے نوع انسان کو اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ کا خلعت فاخرہ پہنا کر حجلۂ عدم سے منصۂ وجود پر جلوہ افروز فرمایا اور گویائی کا قدرتی ہار پہنا کر اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کا اُسے خطاب بخشا اور کل مخلوقات پر اسکی بزرگی اور شرف کو بمصداق وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ ثابت کرکے تمام دنیا کی اُسے حکومت بخشی - اور تاج دلفریبی اسکے سر پر رکہا ؎

ملک در سجدۂ آدم زمین بوسِ تو نیت کرد
کہ در حسنِ تو چیزے یافت غیر از طور انسانی

جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ وَعَظُمَ بُرْہَانُہٗ ؎

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم
وز ہرچہ گفتہ ایم وشنیدیم وخواندہ ایم

حَمْدًا لَّکَ یَا مَنْ تَجَلّٰی بِالذَّات
در غیب وشہادت بہ شیونات وصفات

محمود تو در حمد تو لا اُحصی گفت
ہیہات زبان من وحمدت ہیہات

اور صفت ونعت کے سزاوار وہی ایک ذات مستجمع کمالات محبوب کبریا ہے کہ

جسکی رفیع ومقدس شان مین خود قرآن مکرم وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے ناطق ہوچکا ہے - سبحان اللہ ایسی مبارک ذات کہ جسکو دونون جہان کی سرداری بخشی اور محمدؐ رسول اللہ کی مہر نبوت عطا کرکے کافہ عالم کی طرف عموماً اور نوع انسان وبنی جان کی طرف خصوصاً بغرض تربیت روانہ فرمایا - صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ؎

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست — محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

مخفی نرہے کہ یہ خاکسار امیدوار غفران محمدؐ سلطان باشندۂ خطہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن ابن محمدؐ عبد القادر عرض کرتا ہے کہ حضرات ناظرین پر یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ فن تاریخ کو تمامی طبقات الارض مین کس درجہ وقعت حاصل ہے - کوئی قوم وملت ایسی نہین ہے کہ اس فن شریف کو عزیز نہین رکھتی ہو - اور کیون نہو کہ وہ اگلی اور پچھلی طرز معاشرت انسانی کی ایسی باعبرت تمثال ہے جسکو دیکھنے کے بعد ہر انسان اپنے اعلیٰ ملکات سے کام لیکر اپنے علمی وعملی طریقون کو ایک حد معین تک یعنی جس حد تک وہ صلاحیت رکھتا ہو درست کرسکتا ہے اگر انصاف فرمایا جاوے تو درحقیقت ہماری تہذیب نفس اور حسن معاشرت کا یہ ایک ایسا کافی ذخیرہ ہے کہ ہمکو اس سے ہر طرح کی مدد مل سکتی ہے یا یون کہا جاوے کہ یہ ایک ایسا لایق استاد ہے کہ جس سے ہم ہر طرح کا سبق پڑھ سکتے ہین - اس کے بعد مین اس امر کے عرض کرنے پر مجبور ہون کہ بدو شعور سے مجھے تاریخ بینی کا شوق دامنگیر رہا - لیکن میری چھوٹی معاشرت مین اتنی فرصت کہان کہ مین اپنے شوق کو پورا کرسکتا - خدا کا شکر ہے کہ میرے دلی جوش اور ولولہ

سے نے کچھہ ایک اپنا رنگ دکہا کر ہی چھوڑا - جو مجھے اس کتاب کی تالیف کی طرف متوجہ کردیا - الحاصل میرے آباو اجداد جو سیفی اور قلمی معزز عہدون پر رہ چکے ہین انکی پیروی سے نے مجھے اولاً اس بات پر مجبور کیا کہ مین انگریزی زبان سیکہون -

الحمد للہ - اسمین مجھے بہت کچھہ کامیابی ہوئی - امتحان مٹرکولیشن پاس ہوتے ہی سرکار نظام کی ملازمت مین داخل ہوگیا - اور حسن اتفاق سے گلبرگہ شریف مین میرا تقرر ہوا - اور ساتھہ ہی اس کے یہان کے تاریخی حالات معلوم کرنے کی طرف طبیعت مایل ہوئی - جس کا اثر پہلے ہی سے دل مین جوش مار رہا تہا - چونکہ یہان ایک جلیل القدر بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ آرمیدہ ہین وغیرہ یہ مقام سلاطین بہمنیہ کا دار السلطنت رہ چکا ہے - اس لیے مجھے یقین کامل تہا کہ مین یہان کے مقامی حالات کو پورے طور پر معلوم کرسکونگا - خصوصاً خواجہ صاحب قدس سرہ کے حسن ورود سے لیکر آپ کی وفات تک جو کچھہ آپ کے محامد و محاسن ہین نہایت آسانی کے ساتھہ مجھے مل جائینگے - لیکن دقت یہ پیش ہوئی کہ یہان کے سلاطین بہمنیہ کے حالات تو دوسری تواریخ کی مدد سے کسیقدر مجھے مل گیے مگر خواجہ صاحب رح کے سچے حالات کا معلوم کرنا سخت دشوار اور قریب بہ محال کے ہوگیا - تاہم مین نے ہمت نہ ہاری اور اس مواد کے فراہمی کی طرف پوری کوشش کرنی شروع کی - مجھے زیادہ تر جو دقتین کہ لاحق ہوئین اسکی وجہ یہ ہے کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے اکثر ملفوظات تلف ہوچکے اور جو خال خال کسی کے پاس رہ گیے تہے تو وہ لوگ اسکے دینے مین سخت دریغ کرتے تہے - اس لیئے مین نے اُن سے روابط بڑہائے اور اونکو ہر طرح سے اطمینان دلایا کہ اگر کچھہ بزرگانِ دین کے ملفوظات اور انکے سچے حالات سے مجھے مدد دیجائیگی تو مین ان مبارک

کتابون کو نصب العین کرکے پھر واپس کردون گا - لیکن مجھے اسمین بھی بہت کم کامیابی حاصل ہوئی - جن لوگون نے ازراہ عنایت کچھہ نسخے عنایت کیے - ایسی جلدی اونکی واپسی ہین کی کہ کوئی نسخہ دوچار روز سے زیادہ میرے پاس نہین رہ سکا اور جسقدر نسخے ملے عموماً کاتب کی کم توجہی یا یون کہا جاے کہ کم لیاقتی کی وجہہ سے اسقدر غلط تھے کہ ان سے مطلب براری دشوار تھی - صرف انھی بزرگان دین کی باطنی تائید سمجھنی چاہیئے کہ اسقدر بھی مجھے اپنے خیال مین کامیابی حاصل ہوئی اور مین ایک سچا ذخیرہ پیدا کرکے ناظرین کی خدمت مین پیش کرنے پر قادر ہوگیا -

مین اخیر مین اور اسقدر کہنے پر مجبور ہون کہ بیان سے کے بزرگان دین کے سچے حالات اس اہتمام و جگر کاوی کے ساتھہ کسی نے جمع کرکے طبع نہین کرائی ہین اسکی تالیف مین جسقدر دقتین مین نے اٹھائی ہین وہ میرا دل ہی جانتا ہے پس اس بنا پر مین امید کرسکتا ہون کہ ناظرین اسکی قدر فرمائینگے اور میری محنت کی داد دینگے - اور مین یہ بھی عرض کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ مین کوئی اہل زبان نہین ہون اور نہ مجھے کوئی تالیف و تصنیف کا دعویٰ ہے - صرف شوق دریافت و اظہار حالات بزرگانِ دین و شاہانِ سلف وغیرہ نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا اور اس کتاب کی ترتیب کو اپنی کچھ مج زبان مین تاریخ کی صورت بخشی -

جن کتب سے اس کتاب کی تیاری مین مدد لیگئی انکے نام بھی ذیل مین بتائے جاتے ہین -

سیر محمدی - بتصرف النحوارقات - تذکرۃ الملوک - تاریخ حسینی - سیر مخدومی
تاریخ رشید الدین خانی و خورشید جاہی - تاریخ فرشتہ - تاریخ ہند مولوی

ذکاؔ اللہ - مرآۃ الاسرار - گلدستۂ موجودات - جوامع الکلم - خاتمہ شریف وغیرہ -

مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ یہ کتاب بعہد میمنت مہد سر آمد رؤسائے ہندا علٰے حضرت بندگان عالی حضور پرنور آصف جاہ مظفر الممالک - نظام الملک - نظام الدولہ میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی سی ایس - آئی - بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ مرتب ہوئی ہے لہذا مجھے خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب عام طور پر محبوب ہوگی وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ -

	ہر کہ خواند دعا طمع دارم		زانکہ من بندۂ گنہگارم

گلبرگہ دکن
۲ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ ہجری

خاکسار
محمد سلطان
میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ

حصہ اوّل

شہر گلبرگہ شریف کے موجودہ حالات

مقام گلبرگہ کشور ہندوستان کی دیسی ریاستون مین حیدآباد سب سے بڑی اور اسلامی ریاست ہے - یہ ریاست چار صوبون مین منقسم ہے - ان مین سے ایک صوبہ گلبرگہ ہے جو ملک کے جنوبی حصہ مین واقع ہے - اس صوبہ مین شہر گلبرگہ ایک آباد اور تجارتی مقام صوبہ کا مستقر اور گریٹ انڈین پنشولا ریلوے کا اسٹیشن ہے

تقسیم آبادی - اس شہر کی آبادی گو اسوقت پینتیس ہزار سے زیادہ ہے مگر چونکہ آبادی گنجان نہین اور ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین اتنا فصل ہے کہ وہ بجائے خود ایک جداگانہ مقام معلوم ہوتا ہے لہذا کوئی اجنبی آدمی اسکی آبادی کو دیکھکر بادی النظر مین یہ راے نہین قایم کرسکتا کہ اسکی آبادی اسقدر زیادہ ہوگی - شمالی حصہ آبادی جو سب سے بڑا ہے دو پورون مومن پورہ و مخدوم پورہ پر مشتمل ہے - شرقی حصہ روضۂ بزرگ کہلاتا ہے - شمال مغربی حصہ جو مومن پورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے شاہ بازار کہلاتا ہے - غربی حصہ کا نام بہمنی پورہ ہے جو مومن پورہ اور شاہ بازار سے کسیطرح ایک میل سے کم فاصلہ پر نہین ہے - اسٹیشن بازار کی آبادی جو ریلوے اسٹیشن کے متصل ہے مومن پورہ سے دو میل اور بہمنی پورہ سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر ہے - جگت و آصف گنج وغیرہ متفرق چھوٹے محلے ہین جو مومن پورہ و مخدوم پورہ کے متصل ہین -

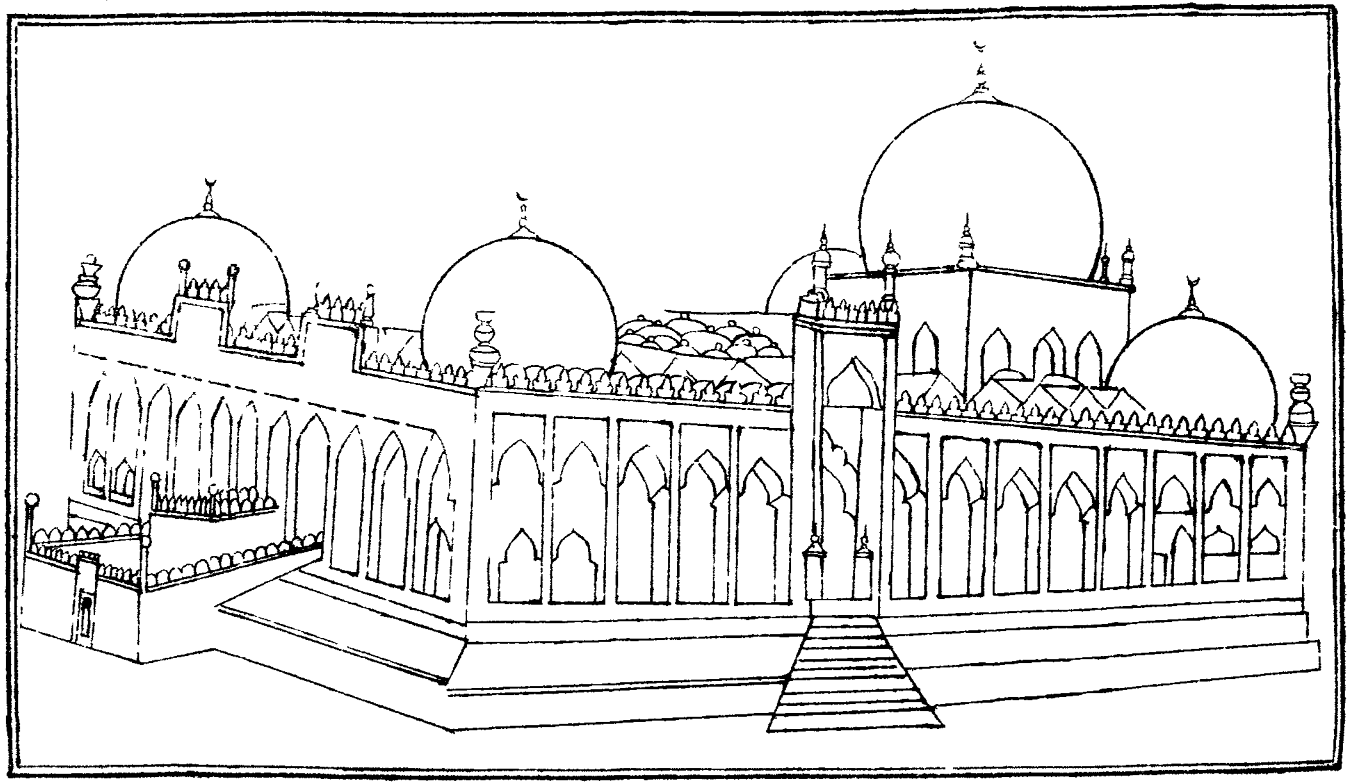
گلبرگہ کا منظر گلبرگہ اور اس کے نواحی سرسبز و شاداب نہین ہین - یہان ہمیشہ قلت آب کی شکایت رہتی ہے - اندرون آبادی دو تین چھوٹے تالاب ہین جو موسم بارش مین لبریز اور موسم گرما مین خشک ہوجاتے ہین - لوگ باؤلیون کے پانی پر اپنی گذران کرتے ہین - گلبرگہ سے (۷) میل کے فاصلہ پر بجانب شمال مغرب ایک وسیع تالاب بنام بہوسگہ واقع ہے جو بوجہ شدت بارش وطغیانی آب شکست ہوگیا ہے - اگر یہ تالاب درست کر دیا جاے اور شہر مین اسکا پانی نل کے ذریعہ سے لایا جاے تو قلت آب کی یہ شکایت دور ہوسکتی ہے اور چونکہ عمدہ پانی نہ ملنے اور صحت جسمانی کے تفرقے سے ہمیشہ عارضہ نارو وغیرہ مین لوگ مبتلا رہتے ہین نفیس پانی کے دستیاب ہونے پر اس بلا سے نجات پا سکتے ہین - علاوہ ازین شہر کی آبادی اور سرسبزی مین بھی ترقی ہوسکتی ہے - گلبرگہ کالی مٹی کی زمین پر آباد ہے - اسمین جوار بکثرت پیدا ہوتی ہے - یہان باغات بہت کم ہین - ایک سرکاری باغ محبوب گلشن، اسٹیشن کے راستہ پر واقع ہے جو ایک تفریح کا مقام ہے - یہان کے موز - اگربتی اور سرکا مصالحہ فرمائشی اور مشہور اشیا ہین -

قلعہ و مسجد قلعہ شہر گلبرگہ پہلے ہندو رایون کی راج دہانی (دار الخلافہ) تہا - اس کی آبادی کی بنا راجہ ہکلی چندر نے ڈالی - اسوقت اس کا نام کلبرگہ قرار پایا تہا مگر تبدیل زمانہ کی وجہ سے اب گلبرگہ کہلاتا ہے - جو قلعہ اسوقت یہان موجود ہے وہ انہین رایون کے زمانہ مین تعمیر ہوا ہے - اس قلعہ مین ایک عجیب مسجد ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ دراصل یہ عمارت انہین راجاؤن کے دربار کا مقام تہا مگر زیادہ صحیح یہ امر ہے کہ یہ عمارت بت خانہ تہی جسکی نسبت یہان کے لوگ عموماً تصدیق بہی کرتے ہین - چنانچہ اس مسجد کی استرکاری کے وقت

جوابھی ہوئی ہے مسجد کے اندر بعض جگہہ دیوارون پر مورتین اور دیوتاؤن کی شکلین نظر آتی ہین - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جگہہ پہلے مندر تھی - جس وقت سلطان علاؤالدین حسن کانگوے بہمنی نے یہان کے راے بہیرن کو قتل کرکے اوسکو اپنا دارالخلافہ قرار دیا اور بجاے گلبرگہ اس کا نام حسن آباد رکھا اور قلعہ کی بھی ضروری ترمیم کی اُسوقت اس مندر کی شکل حسب سنت بعض سلاطین مغلیہ تبدیل کردی اور اسکو مسجد بنادیا - یہ عالیشان مسجد جو نامی عبادتگاہ قرطبہ کی وضع پر بنی ہوئی اور صنعت قدیم کا ایک اعلےٰ درجہ کا نمونہ ہے بے شبہ ایک سیاح کے لیے قابل دید ہے - (دیکھو نقشہ نمبر۱)

حسن آباد عرف گلبرگہ قدیم - اگرچہ سلاطین بہمنیہ کا دارالحکومت خاص گلبرگہ مین تقریبًا اسی سال قایم رہا - تاہم اس خاندان کے کسی متنفس کا یہان پتہ نہین چلتا - بلکہ انکی فلک شکوہ شاہی ایوانات سب منہدم اور مسمار ہوگیے جنکا نام و نشان تک باقی نہین البتہ قلعہ کے غربی جانب عیدگاہ کی طرف مکانون کی بے شمار بنیادین نظر آتی ہین - قدیم آبادی یہین تھی جسکو حسن آباد کہتے تھے - شاہ بازار گلبرگہ کا ایک قدیم محلہ ہے - چند روز پیشتر وہ ایک بہت بڑا اور بارونق محلہ تھا گلبرگہ کے تمام باشندے خرید و فروخت کے لیے وہین جایا کرتے تھے - اندنون جو مقام آصف گنج کے نام سے تعمیر و آباد ہے یہان ناگ پھنی اس کثرت سے تھی کہ لوگون کا اس راہ سے گذرنا دشوار تھا - چبیس سال کا عرصہ ہوا - محمد اکرام اللہ خان نواب یار جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ گلبرگہ نے اسے کٹوا کر آصف گنج کی بنا ڈالی اور چوطرفہ پختہ مکانات اور کمانین تعمیر کرائی گیئن - جب یہ بازار تیار ہوا تو شاہ بازار کی رونق جاتی رہی - لوگ بخواہش تمام آکر ادہر آباد ہوگیے - اس

نمبر (۱) نقشہ مسجد اندرون قلعہ گلبرگہ شریف جو مسجد قرطبہ واقع اسپین کے نمونہ پر تعمیر کیگئی ہے



بازار مین ہنگام تعمیر ایک سراے بنام محمد اکرام سراے تیار ہوئی ہے جسمین مسافر لوگ آرام سے ٹہیر سکتے ہین -

مزارات وگنبد :- گلبرگہ مین متعدد گنبد موجود ہین جو سلاطین بہمنیہ کے زمانہ مین اکثر تاجرون نے اپنے ذاتی صرف سے تعمیر کیے تہے اور جب شاہی خاندان مین سے کسی کو انکی ضرورت لاحق ہوتی تو ایک معتدبہ رقم لیکر گنبد تعمیر شدہ کو فروخت کردیتے تہے - چنانچہ اسی وجہ سے بعض گنبدون مین مزار یا اون کے آثار موجود ہین اور بعض بالکل خالی ہین - ان گنبدون مین سب سے بڑا مشہور اور قابل دید گنبد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کا ہے جو محلہ روضہ بزرگ مین واقع ہے - اس گنبد کے آس پاس اور بہی گنبد ہین جن مین بڑا اور بہت دور سے نظر آنے والا گنبد حضرت موصوف کے پوتے حضرت شاہ قبول حسینی قدس سرہ کا ہے - یہ دونون عالیشان اور بلند گنبد دس بارہ میل کے فاصلہ پر سے نظر آتے ہین - روضہ بزرگ اور محلہ مخدوم پورہ کے درمیان سات گنبد واقع ہین جو ہفت گنبد کے نام سے مشہور ہین یہ سلاطین بہمنیہ اور ان کے خاندان کے لوگون کے مدفن ہین - محلہ شاہ بازار کی غربی طرف حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کا روضہ ہے جس کے عالیشان دروازہ کے دونون جانب دو بلند مینار بنے ہوے ہین مگر گنبد حضرت موصوف کچھہ ایسا بلند نہین ہے - اس سے آگے چلکر ایک عالیشان گنبد بہاری لاگت کا بلند اور پر فضا مقام پر بنام چور گنبد گلبرگہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اس مین کوئی قبر نہین ہے - چونکہ یہ گنبد آبادی سے دور ہے اور اکثر چور اور بدمعاش لوگون نے اسکو اپنا مسکن بنالیا تہا - لہذا یہ گنبد اس نام سے مشہور ہوگیا - اسکی تعمیر اور کاریگری قابل دید ہے -

مشہور عمارات قدیم عمارتون مین ان گنبدون کے علاوہ خانقاہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ قلعہ کے عقب مین - جامع مسجد شاہ بازار مین - لنگرخانہ سلطان پور کے راستہ مین اور عیدگاہ چور گنبد کے متصل اور جدید عمارتون مین گورنمنٹ ہوس اور پیمایش کا بنگلہ مشہور ہین - شہر سے جانب غرب تین میل کے فاصلہ پر پارچہ بافی کی کل اور اسکا کارخانہ واقع ہے جسکو یہان کے لوگ گرنی کہتے ہین اور بانی سنے وہ محبوب شاہی مل کے نام سے موسوم کیا ہے - یہ کارخانہ مفید ملک اور قابل دید مقام ہے -

قوم مومن کا طرز معاشرت گلبرگہ کی مسلمان آبادی کا بہت بڑا حصہ بافندون کا ہے جو یہان کے اصلی باشندے اور عام لوگون کے زبان مین مومن کہلاتے ہین - محلہ مومن پورہ و مخدوم پورہ مین بیشتر یہی آباد ہین - انکے مکان نہایت پائدار مثل قلعون کے سنگ سیاہ سے بنے ہوئے عموماً وسیع ہوتے ہین جنمین کئی گھرون کے لوگ اکٹھے بود و باش کرتے ہین - سب کا صحن اور آمد و رفت کا رستہ ایک ہوتا ہے عورتون مین پردہ کا رواج بہت کم ہے چنانچہ عرس و میلے وغیرہ مین وہ بہ جسن عقیدت آیا جایا کرتی ہین - مثل مردون کے پارچہ بافی جانتی ہین - یہ لوگ تمام دن اسی کام مین مشغول رہتے ہین تاہم انکی آمدنی اس زمانہ مین جیسی کہ چاہیئے نہین ہوتی - اس حالت مین بھی اکثر اپنی دن بھر کی تکان دور کرنے کے خیال خام سے یہ لوگ کسیقدر نشہ کے عادی ہین اور عموماً طبیعت صفائی پسند نہین شخصی صحت بہت خراب حالت مین رہتی ہے - ان قباحتون کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عموماً تعلیم یافتہ نہین ہوتے اور باوجودیکہ ان دنون ہر بڑے محلہ مین سرکاری مدرسہ قایم ہے یہ لوگ تعلیم کی طرف خاطرخواہ توجہ نہین کرتے - مومن لوگ پرانے خیالات اور اپنے اگلون کے

طریقون پر چلنے کے عادی ہین عام اس سے کہ وہ اطوار کہنہ وشعار دیرینہ سزاوار ترک ہون یا قابل تقلید۔

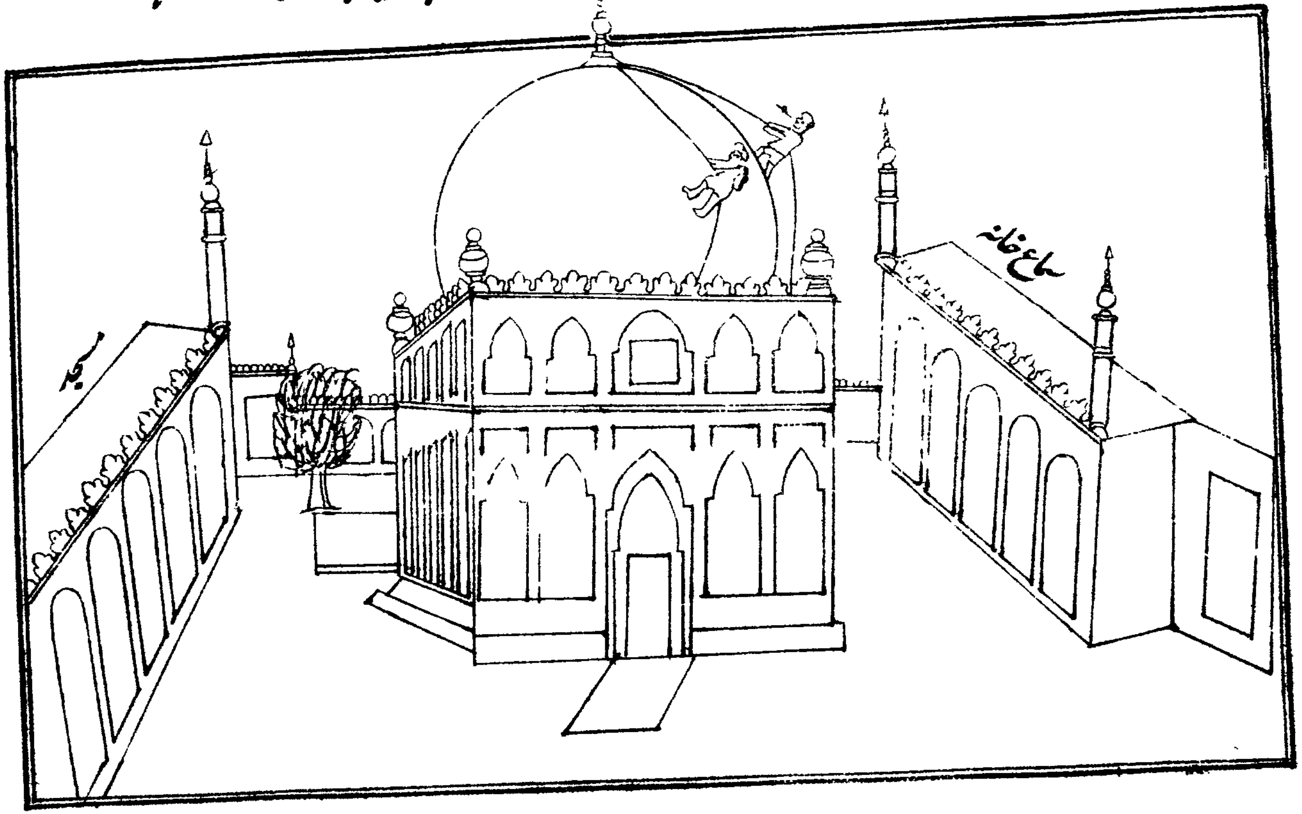
عشرہ محرم محرم کے ایام مین یہان بڑی دہوم دہام رہتی ہے - چاندرات سے جابجا علم استادہ ہوجاتے ہین - مومن لوگ چوتھی تاریخ سے اپنا کاروبار بند کردیتے ہین اور عموماً یہان کے باشندے قسم قسم کے سانگ شیر - مجنون - سدگی - جوگی وغیرہ وغیرہ کے لاتے ہین اور خوب دل کہولکر ناچتے کودتے ہین - سجادہ صاحب روضہ بزرگ کے دیوان خانہ مین علم استادہ ہوتے ہین جنمین قیمتی جواہرات نصب ہین انکے یہان روشنی کا بہت کچہہ اہتمام رہتا ہے - چہٹی اور آٹھوین شب کو تمام رنگ والے یہان جمع ہوتے ہین - ہر رنگ کو سجادہ صاحب کے یہان سے انعام ملتا ہے - کالی گنبد مین جو علم استادہ ہوتے ہین وہ بہی آٹھوین کی شب مین نکالے جاتے ہین - انکے ہمراہ خلقت کا ہجوم رہتا ہے معتقد ومنتی لوگ تین تین سیر کی ایک ایک مشعل لیے جلوس مین ساتہہ رہتے ہین - مشعلون کی کثرت اور جلوس کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے - دہم کی سہ پہر کو روضۂ خرد کا حسینی علم جلوس کے ساتہہ نکالا جاتا ہے - اسوقت لوگون کا جو اژدہام یہان رہتا ہے اتنا اور کسی دن کسی مقام پر نہین ہوتا - آصف گنج مین بہی دہم کو روز خلقت کا ہجوم رہتا ہے - خصوصاً شام کے وقت گلزار حوض کے پاس رستہ چلنا دشوار ہوجاتا ہے - دوکانون اور چہتون پر تماشائیون کا بڑا جمگہٹہ رہتا ہے کیونکہ سب رنگ - سانگ اور میلے والے اسی راہ سے گذرتے ہین - علم اور تعزیون کو بہی اسی راہ سے لیجاکر جگت کے تالاب پر ٹہنڈا کرتے ہین - اس موقع پر ایک یہ امر بہی قابل نوٹ ہے کہ ایک علم روئی کا تین چار گز بلند قلعہ مین استادہ ہوتا ہے اور حسب دستور زمانہ سابق باقی پر بڑے

ہی جلوس کے ساتھہ دہم کے روز اُٹھایا جاتا ہے - حالانکہ نہ تو وہ زمانہ رہا نہ وہ بادشاہت مگر یہان رواج قدیم کی اب تک پابندی جاری ہے -

جہیلا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے عرش شریف کے ایک ماہ قبل ۱۷ شوال کو جہیلا نکالتے ہین - جہیلا پہولون کے ہارون کا مجموعہ ہوتا ہے جو پندرہ بیس بلکہ چالیس سیر کا ہوتا ہے اور ہر سال حضرت کے گنبد مبارک کے کلس پر باندہا جاتا ہے - جہیلے کے روز بہی بڑی دہوم رہتی ہے شام کے پانچ بجے محبوب گلشن سے جہیلا نکالتے ہین - اس کا اہتمام صندل شریف کے اہتمام سے کچہہ کم نہین ہوتا - صرف اتنا فرق ضرور ہوتا ہے کہ باہر کے لوگ اکثر کم آتے ہین - جہیلا گنبد پر چڑہانے کے وقت اس بوجہ کو ایک آدمی اپنی پیٹہہ پر باندہکر رسّی کے سہارے سے اس مدور گنبد پر چڑہتا ہے - اس کے ساتھہ ایک اور شخص دوسری رسی کے سہارے مشعل مُنہ مین لیکر چڑہتا ہے - اس مدور گنبد پر رسّی کے بل چڑہنا نہایت دشوار امر ہے مگر چونکہ یہ لوگ اسطرح چڑہنے کے عادی ہوتے ہین - پہر جوشِ عقیدت لہذا اسقدر بوجہ لیئے ہوئے بے تکلف چڑہ جاتے ہین - یہ نظارہ بہی پر لطف ہوتا ہے (دیکہو نقشہ نمبر ۲)

اہتمام عرس شریف - ماہ ذیقعدہ کی چاندرات کو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی درگاہ شریف مین نئے نقارے نوبت خانہ پر چڑہائے جاتے ہین اُسی روز سے درگاہ مین سماع شروع ہوتا ہے اور پائین مین رقص جو سترہ روز تک شب مین مسلسل رہتا ہے - ۱۵ ذیقعدہ کے شام کو حضرت کا صندل مبارک بڑے تزک و احتشام سے منجانب سرکار محبوب گلشن سے نکلتا ہے - سپاہ کوتوالی سوار و پیادہ و فوج باقاعدہ بے قاعدہ جنمین نظم جمعیت کے سوار - عرب -

نمبر (۲) نقشہ گنبد مبارک حضرت خواجہ بندہ نوازؒ پر جبیلا چڑھایا جاتا ہے



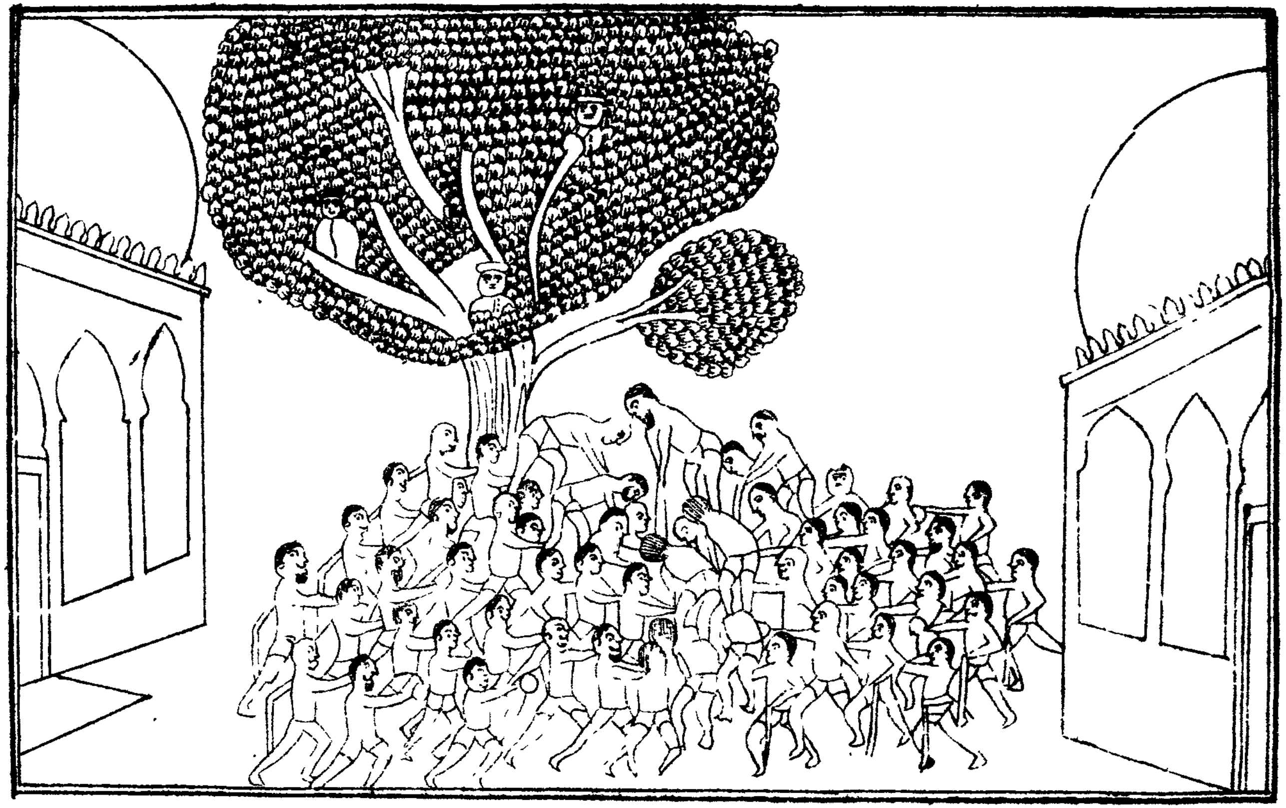
روہیلے - سندہی جوان وغیرہ شامل ہین ساتھہ رہتے ہین - اکثر عہدہ دار بہی صندل کے ہمراہ رہتے ہین - روشنی کا خاطرخواہ انتظام کیا جاتا ہے - اس روز بیرونجات سے بہت سے منتی لوگ آتے ہین خصوصًا حیدرآباد سے آنے والون کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ شام تک کئی اسپشل ٹرین زایرین کی آجاتی ہین - اس روز گلبرگہ شریف کی بڑی سڑک درگاہ شریف تک جہنڈیون اور قندیلون سے آراستہ کیجاتی ہے - سرکاری خیمے میدان عرس مین نصب ہوتے ہین - عہدہ دار اپنا اجلاس معہ دفاتر انہین خیمون مین کرتے ہین - شب مین یہان بہی ناچ رنگ کا ٹہاٹہہ رہتا ہے سولہوین کی شب کو شہر کی بڑی سڑک پر روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے - صندل شریف و روشنی وغیرہ کے اخراجات اُسی رقم سے ہوتے ہین جو منجانب سرکار عالی سالانہ منظور ہوتی ہے - البتہ درگاہ شریف کی روشنی وغیرہ کا اہتمام سجادہ صاحب کی جانب سے ہوتا ہے اور آتش بازی بہی عرس کی شب مین درگاہ شریف مین ہوتی ہے - سترہوین کی صبح مین مومن لوگ چار بجے شب سے اپنے اپنے مکانون پر روشنی کرتے ہین - اسوقت کا سمان محلہ مومن پورہ و مخدوم پورہ مین حیرت انگیز ہوتا ہے - صندل سکے روز اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام مدظلہ العالی کی جانب سے حضرت کے مزار مقدس پر ایک زرین غلاف اور ایک کمخواب کا غلاف چڑہایا جاتا ہے اور ایک شامیانہ و دیگر تحالیف نذر ہوتے ہین عرس کے ایام مین تجارت کا بازار یہان خوب گرم رہتا ہے -

کشتی درگاہ مبارک منتی لوگ موسم عرس شریف مین کشتی لٹاتے ہین - درگاہ شریف کے روبرو چند قدم کے فاصلہ پر پتہر کا بہت بڑا کشتی نما ظرف ہے جسپر ہنوز شیر - مچہلی وغیرہ کی شکلین موجود ہین اور مشہور ہے کہ کسی دیول کا چراغ ہے

یہ کشتی (۱۵۰) سیر بریانی سے بہر سکتی ہے - منتی لوگ اسکو بریانی کے علاوہ مالیدہ بوزے کہیر - مزعفر وغیرہ سے بہی بہرتے ہین - فاتحہ کے بعد اس کشتی کو لوٹنے کا طریقہ جاری ہے - گو اس طریقہ مین لوٹنے والون کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے اور کہانیکی بہی بے تعظیمی ہوتی ہے مگر رسم اور درگاہ کے ادب کی پابندی سنے اسکو جایز رکہا ہے -
کشتی لوٹنے کی کیفیت بہی قابل دید ہوتی ہے - لوٹنے والون کے دو فریق ہوتے ہین - ایک تو بڑے روضہ کا کہلاتا ہے اور دوسرا چہوٹے روضہ کا - یہ لوگ جو تعداد مین سوسوا سو سے کم نہین ہوتے فاتحہ سے پہلے ہی لوٹنے کے لیئے صف باندہکر مستعد رہتے ہین - یہ سب برہنہ سر اور برہنہ جسم رہتے ہین - ہر ایک صرف ایک لنگوٹ باندہے رہتا ہے ہر ایک کے گلے مین ایک جہولی رہتی ہے اور لعض کے ہاتہہ مین لوٹنے کے لیئے طشتری نما چوبی چمچہ بہی فاتحہ خوانی کے ساتہہ ہی ہر دو فریق دوہڑے سے مجنونانہ طور پر کشتی پر گرتے اور ایک دوسرے کو ہٹا کر خود لوٹنے کی کوشش کرتے ہین - کشتی مین عموماً گرم و چرب پکوان رہتا ہے مگر یہ لوگ اس پہرتی سے دلیرانہ ایک دوسرے کی گردن پر سوار ہو کر اپنی جہولیان پر کرتے اور لوٹتے ہین کہ دیکہنے والون کو اس وقت لوگون کے سر ہی سر نظر آتے ہین اور اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید کسی کو ضرر شدید پہنچے - عرصہ قلیل مین اس کشتی کو لوٹ کر صاف کر دیتے ہین - اس لوٹ کہسوٹ مین بہت سا پکوان روندن مین آتا ہے جسکو معتقد لوگ تبرکاً اٹہا کر کہا لیتے ہین - سنا جاتا ہے کہ لوٹنے والے اس لوٹی ہوئی چیز کو بالمعاوضہ کسی کو بہی نہین دے سکتے - البتہ بطور تبرک کے کسی کو دے سکتے ہین - (دیکہو نقشہ نمبر ۳)

قوم لنگایت اور اونکی دیول -	اہل ہنود کی آبادی مین لنگایت قوم کے لوگ یہان زیادہ

نمبر (۳) تصویر گشتی لوٹنے کی



آباد ہین - اس قوم کا بانی کلیانی کا ایک شخص بسپا نامی تہا - لنگایت اپنے آپ کو مشہور چارون فریق برہمن - چہتری - ویش - سودر سے جدا سمجھتے ہین - شیو کو پوجتے ہین اور اپنے مذہب کی پابندی و اظہار کی غرض سے لنگ (ایک گول پتہر) چاندی کے خول مین منڈہوا کر یا ریشمی رومال مین باندہکر اپنے بازو یا گلے مین ڈالتے ہین - انکے مذہبی پیشوا کو جنگم کہتے ہین جنکی بہت اطاعت کیجاتی ہے - ان لوگون کا مشہور دیول محلہ بہمنی پورہ مین ہے جسکو شرن بسپا کا دیول کہتے ہین - اسکی جاترا بڑی دہوم سے ہوتی ہے - دور دور کے لوگ یہان تیرتہہ کے لیے آتے ہین -

حکومت صنعت - تجارت - تعلیم - شہر گلبرگہ چونکہ صوبہ کا مستقر ہے اسی وجہ سے کل اعلے محکہ جات صوبہ یہان موجود ہین - علاوہ ازین ضلع اور تعلقہ کی کچہریون کا مستقر بہی یہی شہر ہے - یہان کا محبس صنعت وحرفت خصوصًا تیاری خیمہ جات نفیسہ کے سبب سے تمام ممالک محروسہ دکن مین مشہور ہے - یہ شہر صوبہ کے دوسرے مقامات پر تجارت مین تفوق رکہتا ہے چنانچہ یہان ہر قسم کی تجارت ہوتی ہے تعلیم کی خاطر علاوہ پرائمری مردانہ و زنانہ اسکولون کے جو ہر ایک بڑے محلہ مین قایم ہین ایک ہائی اسکول بہی ہے جسمین انگریزی - اردو - عربی - فارسی - مرہٹی وغیرہ کی تعلیم نہایت اہتمام کے ساتھہ جاری ہے -

حصہ دوم

تذکرہ بزرگان دین شہر گلبرگہ شریف

پہلا باب

ذکر جناب ملاذ الخلایق غوث العالم عاشق شہباز بلند پرواز بندہ نواز گیسو دراز حضرت خواجہ سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز

فصل اول۔ دربیان ولادت وکشف وکرامات

شجرہ نسب آپ کی ذات ملکی صفات دکن مین مشہور ومعروف ہے شجرہ نسب آپکا یہ ہے۔حضرت خواجہ سید محمد حسینی بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابو الحسن الجندی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید مظلوم بن زین العابدین بن حسین السبط الشہید بن ابو ابی الحسن العلی الوصی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ امۃ اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسباب ورود دہلی کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ابی الحسن الجندی رحمۃ اللہ علیہ

بن سید حسین قدس سرہ ہرات سے دہلی فتح کرنے کے لیے آئے تھے۔ ہندون کی بہت کثرت تھی انہین آخر شکست ملی اور اخیر حملہ مین آپکی شہادت ہوئی۔ لوگون نے آپکو مسجد ایاز کے صحن مین دفن کیا۔ جو لوگ اس مسجد کے حجرون مین رہتے تھو جمعہ کی رات مین آپکی قبر اشرف پر ایک شعلۂ نور دیکھا کرتے تھے۔ آپکی شہادت کے بعد آپکی اولاد بلدہ دہلی ہی مین بس گئی۔ انمین سے سید یوسف عرف سید راجہ بن سید علی قدس سرہما کے دو فرزند ہوئے۔ اول سید نجم الدین عرف سید چندا رحمتہ اللہ علیہ اور دوم حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز۔

تاریخ ولادت حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی ولادت شریف ۴۔ رجب المرجب ۷۲۰ھ ہجری مین بمقام دہلی واقع ہوئی۔

حضرت کی ولایت کی پیشنگوئی۔ حضرت کی عمر چار سال کی تھی۔ اسوقت سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی نے اپنا پایہ تخت بجاے دہلی کے دولت آباد قرار دیا اور سب دہلی کے باشندون کو دولت آباد جانیکا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کے والد ماجد حضرت سید یوسف قدس سرہ جو سید راجہ کے نام سے مشہور تھے اپنے کنبے کے ساتھ ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۵ھ ہجری مین دہلی سے روانہ ہوے اور تقریباً چار ماہ کے بعد پنجشنبہ ۱۶ محرم الحرام ۷۲۶ھ کو شہر دولت آباد مین پہنچے اور وہین قیام اختیار کیا۔ دولت آباد مین شیخ الاسلام حضرت شیخ بابو قدس سرہ رہتے تھے۔ حضرت بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد آپکو اور آپ کے بڑے بھائی کو ساتھ لیکر ایک روز حضرت شیخ صاحب موصوف کی ملاقات کو گیے۔ شیخ بابو رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ ان سے بہت سی

کرامات ظاہر ہوئی تہین چنانچہ ایک وقت سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی کو شدت سے بخار چڑہا - اہل ولایت - مشایخون و مجذوبون کی خدمت مین اسکی شفا کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی گئی - اسوقت سلطان نے خود ہی شیخ بابو قدس سرہ کو اپنے پاس بلایا اور عرض کی کہ مجہے بخار شدت سے ہے - شیخ موصوف نے فرمایا کہ بخار کہان ہے - وہ توشیخ نے لے لیا - غرضکہ اسی وقت بادشاہ کا بخار جاتا رہا اور شیخ صاحب قدس سرہ پر موثر ہوا - جب بادشاہ نے یہ کرامت دیکھی تو آپ کا بہت معتقد ہوگیا اور اُسی وقت دولت آباد کے قرب وجوار کے تمام مواضعات کی سند شیخ بابو قدس سرہ کے خرچ خانقاہ کے لیئے لکہکر دیدیا - شیخ بابو قدس سرہ کا مکان فیض منزل سنار دروازہ سے متصل تہا - جب سماع شروع ہوتا تو آپ بیہوش ہوجاتے - کف منہ سے جاری ہوجاتا اور اُسوقت آپ جو فرماتے وہی ہوتا تہا لوگ آپکے بہت معتقد تہے - غرضکہ جب شیخ موصوف کی نظر حضرت بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ اور آپکے برادر بزرگ پر پڑی تو شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ دونون کو اپنے نزدیک بلاکر بٹہایا اور اپنی قوت ولایت سے اِن ہر دو کے طالع ملاحظہ فرماکر آپ کے والد سے اسطرح گویا ہوئے کہ سید! آپکے بڑے فرزند توسوداگر ہونگے مگر آپ کے چہوٹے صاحبزادے کو دیکہتا ہون کہ دانشمند یہ ہین - عالم یہ ہین - عارف یہ ہین - محب یہ ہین - ولی یہ ہین - مرشد یہ ہین - اور چند اوصاف دیگر جو اولیا سے متعلق ہوتے ہین فرماکر آخر الکلام یہ بہی فرمادیا کہ جسقدر مین نے کہا ہے وہ سب وہین تک کہا جہان تک میری نظر نے رہبری کی ہے آپ کا مرتبہ اس سے بہی بڑہا ہوا ہے - جہان میری نظر کو رسائی نہین ہوسکتی

بچپن کے حالات حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ جب چہہ سال کے ہوئے

تو اُسوقت سے ہی روزہ اور نماز کے پابند ہوگیے - سات سال کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے آٹھہ سال کی عمر سے کبھی آپ کی نماز قضا نہین ہوئی - بچپن ہی سے تحصیل علم کا آپکو بہت شوق تہا - آپ اکثر اپنے دادا کی صحبت فیض منزلت مین رہتے تہے - آپ کے جد امجد و نیز آپکے والد حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ کے مرید تہے - یہ دونون اپنے پیر و مرشد کے اوصاف حمیدہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینیؒ سے بیان کیا کرتے تہے - حضرت اُنکو بڑی توجہ و رغبت سے سنا کرتے تہے -

آثار ولایت جب حضرت خواجہ دکن اُستاد کے پاس مصباح و قدوری پڑہتے تہے ایک شخص نے آکر آپ سے سوال کیا کہ نماز مین جب رکوع سے سجدہ مین جاتے ہین تو پہلے ہاتہہ زمین پر رکہتے ہین یا زانو اور جب سجدہ سے اُٹہتے ہین تو اول ہاتہہ اُٹہاتے ہین یا زانو - چونکہ حضرت یہ مسئلہ ابہی نہین پڑہے تہے لہذا سایل کو چند دنون کے بعد آنے کے لیئے فرمایا تاکہ اس کا جواب دیا جائے اور جب وہ واپس ہوا تو آپ وہان سے اُٹہکر مسجد مین آئے اور کونے مین مسجد کے بیٹہکر اس مسئلہ پر غور و فکر کرنے لگے - ناگاہ کیا دیکہتے ہین کہ ایک بزرگ دراز قامت - گندم گون - سرخ آنکہہ والے - بڑا عمامہ باندہکر چوڑی آستینون کا جبہ پہنے ہوے مسجد مین آے اور دوگانہ شروع کیا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی نگاہ جب اُن بزرگ پر پڑی تو دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی مرد بزرگ معلوم ہوتے ہین - شاید شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ ہی نہ ہون کیونکہ دادا صاحب اکثر آپکا جو حلیہ بیان فرمایا کرتے ہین آپ بالکل اُسی مطابق ہین - کوئی تفاوت نہین ہے - غرضکہ آپ نے بزرگ موصوف پر نظر کی اور اپنے دل مین کہا کہ یہ بزرگ جسطرح ہاتہہ اور زانو اُٹہائینگے اور رکہینگے

اُسی طرح مین اپنے سایل کے سوال کا جواب دیدونگا- پس وہ بزرگوار نماز تمام کرکے غائب ہوگیے - حضرت خواجۂ مارضی اللہ عنہ مسئلہ کا جواب ملنے سے نہایت خوش ہوے اور دوڑتے ہوے اپنے داداجان کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا کہ مین نے آج اس حالت مین آپکے پیر حضرت شیخ نظام الدین محمد بدایونی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے - دادا نے فرمایا بے شک تم نے آپ کو ہی دیکھا ہے - آپ زندگی مین اسی طرح رہتے تھے - یہ ماجرہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد گذرا تہا اسلیے تمام لوگ سنکر متعجب ہوئے -

حضرت کے والد کا وصال اور کرامات

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر جب گیارہ سال کی تہی - اُس وقت آپکے والد حضرت سید یوسف قدس سرہ نے دولت آباد مین بتاریخ ۵ شوال سنہ ۷۳۲ ہجری اس دار فانی سے بجوار رحمت باقی مراجعت فرمائی - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکا مزار مبارک خلدآباد شریف مین ہے جو دولت آباد سے متصل ہے - حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے والد کو سماع کا بہت شوق تہا دہلی مین ایک روز سماع تہا - بعض لوگ اپنے تلودن کو کچھ دوا لگاکر آگ پر ناچتے تھے - میرے والد کو سماع سنکر بیخودی طاری ہوگئی - ضبط نہ کرسکے آگ مین کودے اور لوٹنے لگے - لوگ حیرت مین رہے کہ ہم تو دوا کے اثر سے آگ مین کود کر محفوظ رہتے ہین مگر یہ تو بے ساختہ گر کر لوٹ رہے ہین - دیکھین کہین جل تو نہین گیے - اچھی طرح دیکھا مگر آپکو کہین جلا ہوا نہین پایا - بہت خوش ہوئے اور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آنے لگے -

حالات حصول ارادت

جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ ۱۲/۱۴ سال کے تھے تو اُسوقت آپ کو مرید ہونے کا خیال پیدا ہوا - آپ نے مرشد کے انتخاب مین بہت

غور کیا - حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس اللہ سرہ کے فضایل بہت سن چکے تھے اس سبب سے حضرت کا دل اونکی طرف زیادہ مایل تہا مگر وہان تک آپکی رسائی مشکل تہی کیونکہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ دہلی مین تشریف فرما تھے اور حضرت خواجہؒ دولت آباد مین تھے اِن ہر دو مقام مین پانچ سو کوس کا فاصلہ تہا - ناگاہ ایک دن حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے بہائی ملک الامرا ملک ابراہیم مستوفی سے کسی سبب رنجیدہ ہوئین اور غصہ سے حضرت خواجہؒ اور آپکے بڑے بہائی سید چندا رضی اللہ عنہما کو ہمراہ لیکر شہر دہلی کی طرف روانہ ہوئین - چند مہینون کے بعد دہلی مین پہونچکر سرائے مین ٹہیرے - جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ سرائے سے نکلکر سلطان قطب الدین کی جامع مسجد مین نماز جمعہ کے لیے گیے اور صحن مسجد مین بیٹھے تھے - اتنے مین حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ مسجد مین تشریف لاے جب حضرت خواجہؒ کی نظر آپ کے جمال مبارک پر پڑی تو آپ کے عاشق اور فریفتہ ہوگیے اور اپنے دل مین خیال کرکے کہ اگر شیخ نصیر الدین محمود اودہی رحمۃ اللہ علیہ یہی ہون تو کیا خوب ہوگا - لوگون سے آپکا اسم مبارک دریافت فرمایا - جب لوگون نے آپ کے خیال کی تصدیق کی اور بیان کیا کہ شیخ ممدوح آپ ہی ہین تو حضرت خواجہؒ بے حد خوش ہوے - خدا کا شکر بجالائے اسواسطے کہ پہلے دل قبول کرچکا تہا اب آنکھون نے بہی قبول کیا اور بڑے بہائی سے مصر ہوے کہ شیخ ممدوح کے وہ ہی مرید ہوجائین چنانچہ ۳ ماہ رجب المرجب ۷۳۶ھ ہجری مین حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ اور آپکے بہائی سید چندا رحمۃ اللہ علیہما حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے مرید ہوے - اسوقت حضرت کی

عمر شریف ۱۲ سال کی تھی۔

تحصیل علوم ظاہری وباطنی

حضرت سید چندا قدس سرہ مرید ہونے کے بعد دنیوی کاروبار مین مصروف ہوئے مگر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اپنی پیر کی خدمت گذاری مین رہنے لگے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ ریاضت وذکر ومراقبہ وتلقین وغیرہ مین شریک ہوتے اور علوم ظاہری کے حاصل کرنے مین سعی بلیغ فرماتے تھے۔ ۱۶ سال کی عمر مین مولانا امام ہمام تاج الدین بہادر قدس سرہ کے پاس ایک حصہ کافیہ کا پڑھ چکے تھے مگر جب آپکے طرز تعلیم سے سیری نہ ہوئی تو قاضی عبد المقتدر رحمتہ اللہ علیہ سے کافیہ و شرح کافیہ وکشاف کی تعلیم ختم کی۔ ان کے علاوہ سید شرف الدین کنتلی و دیگر بزرگوارون سے بہی تحصیل علم فرمائی۔ جب حضرت کو شغل اذکار کا شوق بہت ہوگیا اور گھر مین تکلیف ہونے لگی تو آپ شیرخان جہان پناہ کے حظیرہ مین رہنے لگے۔ وہان ایک حجرہ تہا۔ دس سال تک اُس حجرہ مین حضرت موصوف اپنے اشغال مین مصروف رہے۔ ان دنون مین اپنے پیر کے ارشاد کے موافق روزانہ حضرت قاضی عبد المقتدر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاکر تعلیم پاتے تھے اور اسکے بعد حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتے تھے کبھی کبھی اس اثنا مین اپنے پیرو مرشد کی خدمتمین عرض کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو جسقدر علوم ظاہری حاصل کیا ہے اسی پر اکتفا کرکے ہمہ تن علوم باطنی کی طرف مشغول ہوجاتا ہون۔ مگر شیخ ممدوح ایک مدت تک آپکو تحصیل علوم کی نصیحت فرماتے رہے اور جب حسب فرمان شیخ ممدوح حضرت خواجہ صاحبؒ نے چند کتب لکھکر پیش کین تو حضرت شیخ الاسلام انکو دیکھکر بہت خوش ہوے اور اسکے بعد سے علوم باطنی کے حاصل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اسوقت سے علوم باطنی کی۔

جانب بالکل مصروف ہوگیے - ہر روز مجاہدہ و ریاضت فرماتے - مکاشفات وتجلیات سے فائض ہوتے اور اپنے واقعات حضرت شیخ الاسلام سے عرض کرتے تھے - حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ سولہ سال کا لڑکا ستر سال کی عمر مین مجھے اپنے پچھلے واقعات یاد دلا رہا ہے یعنی تجلیات وکشوفات وحالات و مقامات حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کو سیر وسلوک مین اس کثرت سے مشاہدہ ہوتے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام کو ان واقعات کے سننے سے اپنے سالقہ حالات ومعاملات ومکاشفات یاد آنے لگتے - حضرت خواجہؒ پر حضرت شیخؒ بہت مہربانی فرماتے تھے - یہانتک کہ جب شیخ ممدوح کے کسی بزرگ معتقد کا وصال ہوا تو حضرت شیخ الاسلام انکے سوم کے فاتحہ کے دن انکی قبر پر تشریف لائے تھے - زیارت سے فارغ ہونے کے بعد دریافت فرمایا کہ سید محمد حسینی کا مقام شغل واذکار کونسا ہے - مین خود جاکر دیکھنا چاہتا ہون چنانچہ لوگون کو ہمراہ لیکر حظیرہ شیر خان مین حضرت خواجہ صاحب کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گیے - اور جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو ہوے تو کوئی چیز ہاتھہ مین چاندی کی مثل سکہ کی تھی وہ نذر کرکے زبان مبارک سے آپ نے فرمایا کہ "این روشط ماست برائے سید محمد" اس روز سے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے اذکار مین اور بھی ترقی ہوگئی بیس سال کی عمر مین کشوفات وتجلیات وعکس نور ربوبیت حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اہل کمال کو صاف نظر آنے لگا تھا اور بڑی محنت وریاضت ومجاہدہ سے آپ نے اسکو حاصل کیا تھا - کل حضرات صوفیہ یک زبان ہوکر کہتے تھے کہ اس شخص کو جوانی مین ہی پیران واصل وعارفان کامل کا مقام حاصل ہوچکا ہے جسطرح کے حالات سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی وحضرت خواجہ جنید

ط روش بمعنی نذر

بغدادی قدس سرہا و دیگر بزرگون کے لکھے اور سنے گئے ہین اسی قسم کے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہی حالات تھے - یاران معتبر و مریدان معتمد کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر حق مین ایسے محو ہو جاتے تھے - کہ آپکو اکثر کہانے پینے کی بالکل پرواہ نہوتی تہی - دس بارہ بلکہ پندرہ روز تک صوم دوام رکہتے تھے - ہرگز بہوک اور پیاس کی وجہ سے ضعف نہین ہوتا تہا - باوجود اس کے آپ ہر روز ان دنون مین بہی تحصیل علم کے لیے حضرت قاضی عبد المقتدر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے اور اسکے بعد پیر و مرشد کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتے تھے - اگر سماع ہوتا تو سننے کے لیے وہان بہی جاتے تھے - حضرت خواجہ اکثر فرماتے تھے کہ جسوقت آپکے مرشد نے آپکو پہلے پہل روزہ رکہایا اوس رات بعد تناول طعام ہنوز بہت کم رات باقی تہی کہ میرے دل مین بیقراری پیدا ہوئی - جان نکلنے لگی - اسوقت مین نے بہت صبر کیا - دل مین درد اٹہکر ایک تے ہوئی اور کوئی چیز گولی سی حلق سے میرے نکلکر گر پڑی - جب زمین پر گری تو جیسے گولی زمین پر گرتی ہے اسطرح کی آواز آئی - ہرچند مین نے اسکو توڑنا چاہا مگر نہین ٹوٹ سکی - الگ کر کے ایک طرف ڈالدیا - اس کے بعد سے میری اشتہا بالکل جاتی رہی - دہوپ کے ایام مین بہی مدامی روزے رکہے مگر کبہی ضعف نہین ہوا - حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ و نیز دیگر قرابتدار فرماتے تھے کہ ایام طفولیت سے حضرت شیخ الاسلام کے مرید ہونے کے زمانہ تک ایک شخص علم غیب سے ہمیشہ حضرت خواجہؒ کے ہمراہ رہتا تہا اگر کسی قسم کا خطرہ خلاف شرع جو لازمہ بشریت ہے آپ کے دل مین گذرتا تو وہ اسکا مانع ہوتا تہا - بہت دنون تک حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ پہاڑون اور غارون مین رہا کرتے تھے - اگر شہر مین آتے تو کسی کیطرف

نہین کرتے۔ اسی وجہ سے لوگ آپکو دیوانہ سید کہتے تھے۔ اکثر ابدال و مردان غیب آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ ایک روز ایک شخص نے اثنائے راہ مین آپ سے ملکر دریافت کیا کہ اب آپ نے کونسے مقام تک رسائی کی ہے۔ خواجہ صاحبؒ نے جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری تک رسائی ہو چکی۔ وہان سے آگے بڑہنا چاہتا ہون مگر رستہ نہین ملتا۔

حضرت خواجہ خضرعؑ سے ملاقات ایک روز شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کو ریاح سے قبض ہو کر درد شکم ہونے لگا۔ مولانا زین الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضرت پیر و مرشد نے فرمایا ہے کہ آپ اور مولانا علاء الدین دونون ملکر حظیرۂ شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس سرہ کی زیارت کرین اور عرض حال کرین۔ حضرت خواجہؒ و مولانا علاء الدینؒ دونون نے ملکر حضرت شیخ موصوف کی زیارت کی اور واپس ہوئے۔ چونکہ ان دونون حضرات کی تفویض ایک ہی کام تہا اس لیے حضرت خواجہ صاحبؒ رحمتہ اللہ علیہ نے نہین چاہا کہ خود توجہ کرین مگر ساتھ ہی اس کے اس بات کا بھی دل مین خیال تہا کہ اگر پیر و مرشد استفسار حال کرین تو اسوقت کیا جواب دیا جائے۔ غرضکہ مولانا علاء الدین کو پھر وہان واپس لے گئے۔ اور اندر جا کر مراقبہ فرمایا۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک بڑا نا چھپر ہے اور خواجہ خضر علیہ السلام اس چھپر پر کھڑے ہوئے ہین اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے فرماتے ہین کہ شیخ نصیر الدین محمود اودہی کو میرا اسلام کہیو۔ اس کے بعد حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ مین آئے اور سارا ماجرا اپنے پیر و مرشد سے بیان کیا کہ مین نے آپکی صحت کی نسبت دریافت کرنے کی غرض سے مراقبہ کیا تو خواجہ خضر علیہ السلام نے مجھکو فرمایا کہ میرا اسلام آپکو پہنچا دُو۔ حضرت شیخ الاسلام

یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور بفضل خدا تھوڑے ہی دن مین آپکو صحت کامل حاصل ہوگئی - (خواجہ خضر علیہ السلام کا پُرانے چہرہ پر کہڑا رہنا اشارہ اس بات کا تہا کہ اب حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کی عمر شریف قریب الختم ہوچکی ہے اور سلام کہنا اشارہ تہا کہ آپکو اس بیماری کی تکلیف لاحقہ سے صحت ہوگی -)

وبا کا صدمہ ایک سال دہلی مین وبا پہیلی - اسوقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی عمر ۲۶ سال کی تہی - ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو قے اور دست کثرت سے آئے - جسم سرد ہوگیا اور ہچکی بندہ گئی - خانقاہ کے تمام یاروں اصحاب و ارباب درس مین چرچا ہونے لگا کہ سید محمد سلمہ اللہ تعالے چند گہنٹون کے مہمان ہین - حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ نے مولانا صدر الدین طبیب اور مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہما کو حضرت کی عیادت کے لیے روانہ فرمایا - مولانا صدر الدینؒ نے نبض دیکھی تو اسمین حرکت وحرارت موجود پائی مگر حضرت کی حالت بہت ردی ہوچکی تہی - اِن دونون بزرگون نے تمام دن وہین بسر کیا بلکہ روزہ بہی وہین افطار فرمایا - شیخ الاسلامؒ نے روغن خشت بہیجا تہا - اسکو جوڑ دن پر ملا - اس مالش سے جسم مین حرارت پیدا ہوئی اور حالت رو بصحت ہونے لگی - بالآخر جب کچہہ صحت ہوگئی تو مولانا صدر الدینؒ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت شریف مین مزاج کی حالت بیان کرنے کی غرض سے گئے اور حضرت ممدوح نے جب استفسار فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کی کیا حالت ہے تو مولانا نے عرض کی کہ فضل خدا شامل حال ہے روغن خشت سے بہت فائدہ ہوا - حضرت شیخ الاسلام نے مولانا صدر الدینؒ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے

صدر الدین اور تھوڑا روغن خشت لیجا اور سید محمد کو کہدے کہ اس روغن کو کشید کرنا سوا بادشاہ کے اور کسیکو نہین آتا - وہ خود جب کینچتا ہے تو میرے لیے بھی بہیج دیتا ہے - مولانا صدر الدین نے یہ سنکر کہا کہ بندہ زادے بہی اس روغن کو کینچنا جانتے ہین - شیخ ممدوح نے فرمایا کہ پہر کینچکر کیون نہین دیتے - مولانا نے جواب دیا اس واسطے نہین کینچتے کہ اسطرح عام طور پر روغن مذکور کی بے قدری ہو - شیخ ممدوح نے یہ سنکر علاء الدین سے فرمایا کہ تم سید محمد سے کہدو کہ تمہارے دوست اس طرح کے خود غرض ہین - ۸۲۵ ہجری مین یہ واقعہ ہوا تہا - اسی سال چہارشنبہ کی صبح کو ایک شخص حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے پاس سے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کرنے آیا - اندنون حضرت کو صحت کامل حاصل ہو چکی تہی اسلیئے خود ہی شیخ ممدوح کی قدمبوسی کے لیے تشریف لے گیے - اس روز ملک ابراہیم کو انتقال فرماے تیسرا دن تہا - سوم کے فاتحہ کے لیے زین الدین و دیگر ملازمین خانقاہ ملک ابراہیم مستوفی کی خانقاہ مین گیے ہوے تہے - جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ وہان پہنچے تو خواجہ بشیر حاضر تہے جنہون نے شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت کے حاضر ہونے کی اطلاع کی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ یہ سنکر بہت خوش ہوے اور اپنے روبرو انہین طلب کیا جب آپکی نظر حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی تو بلند آواز سے الحمد للہ فرمایا - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا سر نیاز زمین پر رکہدیا اور حسب ارشاد جب اپنے پیر و مرشد کے نزدیک جا بیٹہے تو شیخ الاسلام نے استفسار فرمایا کہ اے سید تمہین کیا تکلیف تہی حضرت نے عرض کی کہ ہاتہ پیر شل ہو چکے تہے ضعف کی انتہا تہا ہچکی شروع ہو چکی تہی شیخ الاسلام نے یہ سنکر افسوس کیا اور فرمایا کہ بیشک بہت نازک حالت تہی خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا کہ تمہین صحت

ہوئی - اس موقع پر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے واقعات پیر مرشد کے حضور مین بیان کرنے کا قصد فرمایا اور استادہ ہوے مگر شیخ ممدوح نے فرمایا کہ آفتاب نکل چکا ہے مجھکو اسوقت نماز اشراق ادا کرنا چاہیئے تم بہی جاکر ادا کرو - اسکے بعد پہر آؤ اور بیان کرو - چنانچہ حضرت خواجہ مارحمتہ اللہ علیہ باہر آئے اور شیخ ممدوح نماز اشراق مین مشغول ہوے اس اثنا مین میان قاضی عبد المقتدر و شیخ محمود درویش قدس سرہما و دیگر اصحاب پابوسی شیخ موصوف کے لیئے حاضر ہوے - خواجہ بشیر نے جاکر اطلاع کی شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سب کو بلالاؤ مگر سید محمدؒ کو کہو کہ وہ وہین ٹہیرے رہین - جب اصحاب موصوف قدمبوسی سے مشرف ہوکر واپس ہونے لگے تو حضرت نے ان سے بیان کیا کہ سید محمدؒ کی حالت بالکل ابتر ہوچکی تہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ صحت یاب اور تندرست ہوگیے تم لوگ جاؤ - وہ باہر ہین - انہین میرے پاس بہیجدو - چنانچہ یہ لوگ باہر آئے اور قاضی عبد المقتدرؒ نے خواجہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے کہا پیر مرشد نے آپکو اندر بُلایا ہے - تشریف لیجائے - حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ بالاخانہ پر جہان حضرت شیخ الاسلام تشریف رکہتے تہے گیے اور یہ عرض کی کہ اُس حالت تکلیف مین مین نے دیکھا کہ چند لوگ آئے اور اپنے ساتھہ کئی ایک پیراہن لائے جو ولایت - نبوت - رسالت - اتحاد وغیرہ وغیرہ کے تہے یکے بعد دیگرے پہنائے اور مین ہر ایک کو پہنکر اُتارتا گیا - جس وقت یہ واقعہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ بیان کر رہے تہے تو حضرت شیخ الاسلام کا چہرہ مارے خوشی کے دمکنے لگا تہا شیخ ممدوح نے بہت خوش ہوکر اوس وقت شکر حق ادا کیا اور مولانا زین الدین کی طرف مخاطب ہوکر ان سے فرمایا کہ کندوری کے لیے فرمایشی حلوا تیار کرو - جب مولانا اس کے اہتمام کے لیے وہان سے روانہ ہوے تو آپ نے اپنا نہالچۂ مبارک حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی طرف پھینکا اور فرمایا کہ اے سید محمد اس کا غلاف نکال لو اور لیجاؤ۔

حضرت کی شادی۔ چالیسوین سال مین حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت کی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد بن جمال الدین حسینی مغربی قدس سرہ کی دختر بلند اختر بی بی رضا خاتون قدس سرہا کا عقد کروایا۔ مغربی اس زمانہ کے جید عالم وفاضل تھے۔ آپکے فضایل بہت مشہور معروف ہین۔ ایک وقت مولانا موصوف فرماتے تھے کہ مین سادات حسینی مین سے ہون۔ جب ہندوستان مین آیا اور یہان پر سادات کی عزت جیسی کہ چاہیے ویسی ہوتی ہوئی نہ دیکھی تو شجرہ نسب اپنا چھپا کر اپنے کو ملان کہنے لگا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو دو صاحبزادی اور تین صاحبزادیان سیدہ صالحہ مذکورہ سے ہوئین۔ شادی کے قبل جبکہ عمر شریف حضرت کی تیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی اسوقت باجماع واتفاق علما وحکما مولانا علاء الدین اللہ تھی نے ایک جاریہ خرید کر حضرت کی والدہ ماجدہ کی معرفت آپکے سپرد کی تھی جس سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سیر وسلوک سے پیشتر اگر مجھے عورتون کی صحبت رہتی اور اولاد ہوجاتی تو مین کبھی اکتساب کمالات نہین کرسکتا تھا۔

سجادگی وخلافت جب حضرت شیخ السلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہ کے وصال شریف کے دن قریب آئے تو بعض اصحاب نے شیخ صاحب ممدوح سے عرض کی کہ بزرگون کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آئی ہے کہ اپنے اخیر دنون مین اپنے عقیدت مندون مین سے بعضون کو اپنے باطنی اسرار وکشوفات کے مجاز کر دیتے ہین اور ان سب مین سے ایک کو

ممتاز کرتے ہین تاکہ یہ طریقۂ قدیم مسدود نہو جاوے - پس جناب کے عقیدت مندون
مین سے بعض صاحب کشف و کرامات بہی موجود ہین - انمین سے چند کو مجاز اور
ایک کو ممتاز فرمادین تو طریقہ خواجگان سے یہ امر خلاف نہوگا - حضرت شیخ الاسلام
نے فرمایا کہ بہتر ہے اِن سب کے نامون کی ایک فہرست لکھکر لاؤ - کہتے ہین
کہ مولانا زین الدین نے اس فہرست کو مرتب کرکے پیش کیا جس مین حضرت خواجہ
بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا اسم گرامی موجود نہین تہا - حضرت شیخ الاسلام نے جب
اس فرد کو بغور ملاحظہ فرمایا اور اول سے آخر تک دیکہہ چکے تو مولانا زین الدینؒ سے
فرمایا کہ اسمین کیا اینٹ پتہر لکہہ لائے ہو مکرر دیکہو اور درست کرو - مولانا ممدوح نے
اُس وقت اس فہرست مین سے بعض نامون کو نکال کر ایک مختصر سی فہرست
تیار کرکے حضرت شیخ الاسلام کے حضور مین پیش کی - شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا
زین الدینؒ ہی کو پڑہنے کے لیے فرمایا - انہون نے فرد کو پڑہکر سنایا - جب سب
سن چکے تو حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سید محمد کا نام کہان ہے - مولانا زین الدین
کے پاس سے اُسیوقت فرد مذکور لیکر خود اپنی قلم سے حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی
قدس سرہ کا اسم مبارک فرد مذکور مین درج کیا اور اسپر ایک بڑی سی صاد بنادی - اسکے
بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بستر کے قریب بُلایا اور فرمایا کہ میری
خلافت قبول کرو اور دستِ بیعت دو - حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خاموش رہے - دوسری مرتبہ شیخ ممدوح نے فرمایا کہ کیا تم نے یہ کام میرا مفوضہ قبول
کیا تو اسوقت بہی حضرت موصوف خاموش رہے پہر جب تیسری مرتبہ آپ نے
وہی فرمایا تو حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے باادب تمام اپنا ہاتہہ بڑہا دیا اور
آپ کی خلافت و نیز دست بیعت دینے کو قبول کیا - یہ مجرد خلافت کے قبول

کرنے کے اس ہیول کو جو حضرت شیخ الاسلام اپنے دست مبارک مین پکڑے ہوے تھے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھہ مین دیا اور زبان مبارک سے الحمد للہ کہکر اپنے دونون ہاتھہ اپنے منہ پر پھرائے اور فرمایا کہ تم جیسے شخص سے ہی کچھہ کام نکل سکتا ہے - کوئی شخص شاخ لگاتا ہے تو کسی امید پر لگاتا ہے - پس مجھے تم سے ہر طرح کی توقع ہے - غرضکہ اس واقعہ کا ذکر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ بارہا وعظ و تلقین کی مجالس مین فرمایا کرتے تھے -

وصال مرشد

اس واقعہ کے بعد جمعہ کی رات اٹھارویں ماہ رمضان المبارک ۷۵۷ھ ہجری مین حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی قدس سرہ نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ممدوح کی عمر شریف اسوقت باسٹھ سال کی تھی -

شجرۂ خلافت

حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز قدس سرہ خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اجودھنی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام حاجی شریف زندنی کے جو خلیفہ تھے خواجہ احمد چشتی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ناصح الدین کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین کے اور یہ خلیفہ تھے شیخ الاسلام ابو یوسف چشتی کے اور آپ خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ رکن الدین ابو محمد چشتی کے اور آپ کو خلافت شیخ الاسلام خواجہ ابو احمد ابدال چشتی

سے تھی جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو ابراھیم اسحاق علوی دینوری کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ امین الدین ابو ہبیرۃ البصری کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام سلطان ابراھیم ادھم البلخی کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ فضیل ابن عیاض کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید کے جو خلیفہ تھے شیخ الاسلام خواجہ حسن البصری کے جو خلیفہ تھے شیخ الشیوخ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے اور آپکو خلافت طیبہ حضرت سراج المرسلین تاج الانبیا حبیب رب العالمین سلطان صوفیان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے حاصل تھی۔

تکمیل ولایت نقل ہے کہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ کے رحلت فرمانے کے بعد آپ کی ولایت چار شخصون مین منقسم ہوئی۔ ایک صوفی یعنی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ تھے۔ دوسرے صندوق ساز۔ تیسرے کلال اور چوتھی ایک عورت تھی۔ اور جب ان تینون آخر الذکر نے رحلت کی تو ہر ایک کی ولایت یکے بعد دیگرے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملتی گئی۔ بالآخر کل ولایت آپ ہی کو مل گئی۔

ارشاد وتلقین۔ حضرت شیخ الاسلام کی سوم کی فاتحہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سجادہ نشین اور مسند ولایت پر جلوہ فرما ہوئے اور لوگون سے بیعت لینے اور طالبانِ حق کو تلقین وارشاد فرمانے مین مشغول ہوے۔

وجہ ترک دہلی وورود گلبرگہ۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین عنقریب ایک ایسی آفت نازل ہونے والی ہے کہ جسکا دفع کرنا مشکل ہو

ہو گا تو تمام لوگون کو علی الاعلان فرمادیا کہ اس شہر مین بہت جلد ایک بلا نازل ہو گی اکثر لوگ تلف ہونگے۔ بہت کم گھر باقی رہ جائینگے۔ اس بلا سے بھاگو۔ اگرچہ کہ حضرت کو یہ بات لوگون پر ظاہر کرنا نہین چاہیئے تھا۔ مگر اس موقع پر آپ سے نے عام طور پر ہر خاص وعام وضیع وشریف کو خبردار کردیا تاکہ وہ کسی دوسرے شہر مین اقامت اختیار کرین اور اس بلا سے نجات پائین۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا۔ جو لوگ کہ آپکے فرمانے پر عمل پیرا ہوئے اور دوسرے مقامات مین چلے گیے وہ تو سلامت رہے اور جو نہین گیے وہ مغلون کے ہاتھہ نہایت درجہ خراب وتاراج ہو گئے پانچ روز تک امیر تیمور کی سپاہ نے دہلی مین قتل عام کیا۔ بے شمار لوگ تہ تیغ ہو گیے۔ اسوقت جبکہ مغل ایک دروازہ سے دہلی مین داخل ہوے تو دوسرے دروازہ سے ۷ ربیع الاول سنہ ۸۰۱ہجری مین حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی بیوی بچون سمیت نکل کھڑے ہوے اور سیدھے بہار مین پہنچے۔ وہان ملک محمد علی افغان اور مولانا بہاء الدین دونون مریدین حضرت موجود تھے انہون نے قصبہ مین مکانون کو خالی کراکے حضرت کو اُتارا۔ حضرت نے وہان چند روز اقامت فرمائی اور مولانا بہاء الدین کو وہان اپنا نائب مقرر کیا تاکہ جو کوئی حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہونا چاہے اُسکو منجانب آپکے مرید کرے اور وہان سے ۸ ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو ایک فرمان بجانب علاء الدین گوالیری جو مرید صادق وتارک دنیا وشاغل وعالم باعمل تھے اور تقریبًا دس سال کے قبل دہلی مین حضرت کی صحبت بابرکت مین رہکر ارشاد وتلقین سے بہرہ یاب ہو چکے تھے اور حسب الحکم حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ گوالیار مین رہتے تھے تحریر فرمایا۔ اور اپنے آنے کی اطلاع کی اور ۲۰ ماہ مذکور کو بہار سے گوالیار کی

طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین ایک گنجان بن تہا۔ اس بن مین بہت
سے اہل ہنود جمع تہے اور قریب تہا کہ وہ کوئی ہنگامہ برپا کرین۔ حضرت کے
ہمراہی بہت تہوڑے تہے اور اکثر متقی و پرہیزگار اور کسی لڑائی جہگڑے کے
کام کے نہ تہے اس سبب سے انپر اہل ہنود کا خوف طاری ہوا۔ انہون نے تسبیح
وتہلیل وتکبیر وتحمید شروع کی۔ استنے مین دفعتًہ ایک فوج سمت گوالیار سے نمودار
ہوئی۔ حضرت کے ہمراہی اسکو دیکہکر اور بہی ہراسان ہوے اور خیال کیا کہ ہندوؤن
کی مدد کے لیے اور لوگ آرہے ہین۔ جب فوج نزدیک آئی اور فوج کے لوگون
کی نگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر پڑی تو ہر ایک شخص اپنے گہوڑے
سے اوترکر حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے آگے سربسجود ہوا۔ حضرت
کے ہمراہ مخدوم زادگان رضی اللہ عنہم وسید ابو المعالی ومولانا محمد معلم ومولانا شیخو وسید
تاج الدین ومولانا محمدؐ وغیرہ تہے۔ سبہون نے پہچانا کہ مولانا علاء الدین گوالیری
اپنے ہمراہیون کے ساتہ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے استقبال
کے لیے آئے ہین۔ یہ دیکہکر سب خوش ہوے۔ ہندو مقہور ومایوس
واپس ہوگئے بائیسوین ماہ مذکور کو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے
ہمراہیون کے ساتہ گوالیار مین تشریف لائے۔ مولانا نے اپنا مکان جو پہلے
ہی سے خالی کرادیا تہا آپ اسمین فروکش ہوے اور مولانا نے سب لوگون
کی اوس روز بڑی دہوم سے دعوت کی۔ دوسرے دن ایک فرد جسمین اپنا اور
اپنے فرزندون وغیرہ کا نام درج تہا حضرت کی خدمت مین پیش کرکے دست
بستہ عرض کی کہ حضور کو ضرورت ہوگی ہم خانہ زاد حاضر ہین۔ ہمکو فروخت کرکے
زر بیع اپنے تصرف مین لائے۔ اور جسقدر بردے۔ گہوڑے۔ غلہ۔ روپیہ

کتب وغیرہ گھر مین موجود تھے سب کچھ پیش کر دیا اور مصر ہوے کہ یہ ساری نذر قبول ہو - حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ نقدی - غلہ - گھوڑے اور کتب قبول فرمایا اور مولانا مذکور کے حال پر بہت نوازش مبذول کی - بغل مین لیکر اپنا سینہ انکے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تمہارے بچے گویا میرے بچے ہین - مولانا ابو الفتح فرزند مولانا علاؤ الدین امیر تیمور کے حملہ کے دو سال قبل ہی حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو چکے تھے یہان تجدید بعیت کی - یہان کے لوگ بہی حضرت کو وہین اقامت فرمانے کے لیے مصر ہوئے مگر حضرت نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ یہان پر کوئی آفت آسمانی نازل ہونے والی ہے تم لوگ خود بھی یہان سے چلے جاؤ تو اچھا ہے اور مجھے مت روکو - چنانچہ ایسا ہی ہوا - کافرون نے گوالیار پر اپنا قبضہ کر لیا - حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ سترہوین ماہ جمادی الآخر مذکور مین گوالیار سے بہاندیر کی طرف روانہ ہوے اور اسی روز مولانا علاءالدین کو جامۂ خلافت عطا فرمایا - اور مولانا حمید الدین مفتی دہلی جو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اور اسوقت وہان موجود تھے اُن سے پروانۂ خلافت لکھوایا - مولانا ے موصوف نے اسوقت عرض کی کہ ابتک حضرت نے کسیکو خلافت نہین دی - ہنوز صاحبزادون کو بھی اجازت نہین عطا ہوئی ہے - پھر مولانا علاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کو خلافت کیون دیجاتی ہے - حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اے مولانا حمید کیا مین اپنے اختیار سے انہین خلافت دیتا ہون - نہین نہین بلکہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مولانا علاؤ الدین کو خلافت دون - اگر مین اپنے اختیار سے دیتا تو پہلے اپنے فرزندون کو خلافت دیتا - مولانا حمید نے جب پروانہ لکھکر تیار کیا تو حضرت خواجہؒ نے اسپر اپنے دستخط ثبت فرما کر مولانا علاءالدین کے

حوالہ کیا اور وہان سے نکلکر بہاندیر آئے - بہاندیر مین وہان کے عامل نے جن کا
نام مظفر خان تہا حضرت کا استقبال کیا - یہان مولانا ذوالقرنین نام ایک دانشمند
بزرگ رہتے تہے - شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ بہی ایک
مرید تہے - اُن کے سب فرزند اور وہان کے بہت سے دیگر لوگون نے حضرت
قبلہ سے بیعت کی - حضرت قبلہ بہاندیر مین چندے قیام فرما کے ایرچہ مین تشریف
لے گیے - یہان بہت سے لوگ جنمین شہزادے - علما - مشائخ وغیرہ بہی تہے
حضرت کے استقبال کے لیے آئے اور حضرت کو لے گیے - وہان سید اکرام -
سید مہان - مولانا امیر الدین - قاضی برہان الدین - سید احسن اور اور بہت سے
لوگ حضرت خواجہ صاحبؒ کے مرید ہوے اور خوندمیر سلیمان خان پسر شیخ الاسلام
ایرچہ بہی اپنے بہائیون کے ساتہہ حضرت کے ارادت مندون مین شریک ہوے
حضرت خواجہؒ وہان بہی چند دن قیام فرماکر وہان سے چہترہ گیے - یہان بہی بہت
سے لوگ حضرت کے مرید ہوئے جنمین قاضی اسحاق - محمد رکن مفتی چہترہ اور
انکے بہائی - قاضی سلیمان اور انکے بہی بہائی - قاضی القضاۃ - قاضی منہاج مدرس
اور وہان کے حاکم کے فرزند بہی شریک تہے - وہان سے حضرت چندیری گیے
وہان حضرت شیخ نصیر الدین پسر حضرت خواجہ یعقوب چندیری رحمۃ اللہ علیہ نے
آپکا استقبال فرمایا اور اپنے مکان مین ٹہیرایا - وہان بہی بہت آدمی آپ کے
مرید ہوے - وہان سے روانہ ہوکر آپ برودہ گیے - ۸۰۱ھ ہجری کی شب
عید الفطر مین آپ برودہ پہنچے - وہان آدم خان اور ان کے بیٹے اور دیگر لوگون
نے حضرت کی بڑی خاطر کی - ظفر خان اور تتار خان نے حضرت کی خدمت مین
عرضداشت معہ اخراجات بہیجدی - حضرت وہان چند دن مقام فرماکر ماہ ذیقعدہ

مین کھمبایت گیے - ظفر خان - پانچ سات کوس تک حضرت کے ہمراہ گیا -
حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ چند روز علاقہ گجرات مین رہے اور بعدہ بڑودہ
مین واپس تشریف لاکر وہان سے سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد گیے
دولت آباد مین اپنے والد ماجد کی زیارت کی - زیارت سے فارغ ہو کر دولت آباد
(دیوگیر) مین اقامت فرماتے تھے اسوقت وہان کا طرفدار حضرت کی قدمبوسی کے
لیے حاضر ہوا - اور سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کا پیام لایا کہ بادشاہ فیروز بہمنی
آپ کی قدمبوسی کا عرصہ سے مشتاق ہے - آپکی تشریف آوری باعث فتوح
وبرکت سمجھتا ہے - چونکہ اب وہ کفار پر فوج کشی کے لیے گیا ہوا ہے اس لیے
حاضر خدمت نہو سکا - یہ سنکر حضرت خواجہؒ نے گلبرگہ آنے کا قصد فرمایا - سلطان
فیروز نے جب یہ خبر سنی تو بے حد خوش ہوا اور لشکر گاہ سے آکر اثنائے راہ مین
حضرت سے ملا اور قدمبوسی سے مشرف ہوا - اوس کے بعد عرض کی کہ شہر
گلبرگہ مین چلکر سکونت اختیار فرمائے - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے
اس وقت مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تیری گذارش
قبول کرون مگر مجبوری یہ ہے کہ عمر تیری بہت کم رہ گئی ہے - پس اگر مین گلبرگہ
مین رہون اور تو ہی نہو تو مجھے کیا آرام ملیگا - یہ سنکر سلطان فیروز کے منہ سے
بے ساختہ نکلا کہ اگر میری عمر بہت کم باقی ہے تو حضرت چاہئین تو خدا سے دعا فرما
کے عمر مین ترقی دلا سکتے ہین - جب بادشاہ نے یہ کہا تو حضرت نے فرمایا بہتر
ہے - آج رات مین مشیت ایزدی معلوم کر لیتا ہون - کل آ تجھے جواب دونگا
سلطان وہان سے اسوقت روانہ ہوا اور دوسرے دن صبح مین پھر حاضر خدمت
ہوا اور پابوس ہو کر حضرت کے آگے مودب بیٹھا اور تھوڑی دیر کے بعد کیفیت

شب دریافت کی - حضرت نے فرمایا کہ مین نے رات مین تیری زیادتی عمر کے لیے دعا کی - میری دعا مستجاب ہوئی - تیری عمر مین حق تعالٰے نے ۲۰ سال کا اضافہ کیا - میری زندگی کے لگ بہگ تو بہی زندہ رہیگا - سلطان نے جب یہ مژدہ سنا تو پہر حضرت کا قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ اب تو شہر کی طرف قدم رنجہ فرمائے - حضرت نے فرمایا بہتر - تم آگے چلو مین بعد مین آتا ہون - پس وہان سے پرگنہ بیمگل مین حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ پہونچے - وہان سے بیڑ مین تشریف لائے - وہان حضرت شیخ صلاح عرف باباکوچک رہتے تھے اون سے ملاقات کی - اس کے بعد الند پہنچکر حضرت لاڈلے مشائخ صاحب انصاری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت فرمائی اور وہان سے حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوے حسن آباد سے ایک کوس پر راہ مین پلاپور ایک مقام تہا - اس جگہہ میان رکن الدین تولہ رحمتہ اللہ علیہ مجذوب رہتے تہے - جب اس مقام پر پہونچے تو مجذوب موصوف کی خدمت مین جاکر دو جیتل[۱] پیش کیے اور دو گہنٹہ تک وہان کہڑے رہے بعد دو گہنٹون کے مجذوب موصوف نے جیتل مذکور قبول فرماکر شہر مین جانیکی اجازت دی - جب شہر مین داخل ہونے لگے تو شہر پناہ کے قریب ز جابی ایک صالحہ کا مقبرہ تہا وہان کی زیارت کرکے ایک جیتل قبر کے نزدیک رکہکر فاتحہ پڑہی اور آگے بڑہے اور وہان سے روضہ منورہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ مین جاکر اپنی امانی نعمت حاصل کرنے کے بعد اُس مکان مین جو اب خانقاہ کہلاتا ہے اور جسکو بادشاہ نے آپکے قیام کے لیے تجویز کر رکہا تہا

---

[۱] جیتل ڈبل پیسہ کا نام ہے جو وزن مین سوا دو تولہ ہوتا تہا - یہان درگاہون مین ابتک جیتل نذر کرنیکا رواج ہے اور وہ تقریباً دو ماشہ چاندی یا سونے کا ہوتا ہے -

مقام فرمایا- اور بائیس سال تک گلبرگہ ہی مین سکونت پذیر رہے ۵

دو سال ولبست در گلبرگہ بودند		در کشف و کرامات راکشودند	

سلطان فیروز بہمنی سے ناراضگی- نقل ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ رحمتہ اللہ گلبرگہ مین تشریف لاے اُسوقت سلطان فیروز گلبرگہ مین نہین تھا- مہم پر گیا ہوا تھا اور وہان سے حضرت کی قدمبوسی کے لیے حاضر نہین ہوسکتا تھا- اس لیے اس نے اپنے فرزند حسن شاہ اور وزیر خواجہ جہان اور مولانا حسن کو آپکی خدمت مین بدین التماس روانہ کیا کہ مین کفار سے جنگ کر رہا ہون اور اسوقت محاصرہ پر ہون- اگر حضرت کی قدمبوسی کے لیے آؤنگا تو کفار کی یورش کا اندیشہ ہے- اہل اسلام کی ہمدردی مجھہ سے بہی بڑہکر جناب کو ہے بس زیادہ کیا عرض کر سکتا ہون- چنانچہ ان لوگون نے اسیطرح حضرت کی خدمت مین عرض کی- آپ نے جب سب کیفیت سنی تو جواب دیا کہ تم بادشاہ سے کہدو کہ حقتعالی نے اس ملک کو میرے حوالہ کر دیا ہے- جب تک کہ بادشاہ مجھسے بہ اخلاص پیش آئیگا- اُسوقت تک یہ ملک اُس کے قبضۂ تصرف مین رہیگا- اور پیام آورون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگ بہی مجھہ سے موافق رہوگے تو تم کو بہی ملک سے جانے نہ دونگا- غرضکہ ان لوگون نے وہان سے واپس ہو کر جو کچھہ حضرت نے ارشاد فرمایا من وعن بادشاہ سے عرض کر دیا-

سلطان فیروز نے بموجب حضرت کی خدمت گذاری مین مدت تک کوتاہی نہین کی مگر اخیر مین بعض خطائین اس سے سرزد ہوئین اور حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عتاب مین پڑا- اور سلطنت اس کے بہائی پر منتقل ہوئی جسکے بعض وجوہ ذیل مین بیان کیے جاتے ہین-

اسباب ناراضگی نقل ہے کہ میان کلمۃ اللہ عرف لکتومیان رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت خود اپنی زبان سے فرماتے تھے کہ بادشاہ نے مروا ڈالا۔ جب ان کے مارے جانے کی خبر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو پہنچی تو خود بہ نفس نفیس آپ کی نعش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک مقام ضرب پر پھیرا تو لکتومیان رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھہ بیٹھے۔ حضرت نے سب حال ان سے معلوم کر لینے کے بعد انکو پھر لٹا دیا تاکہ شرع مین کوئی رخنہ نہ پڑے۔ اس کے بعد ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا اور سلطان فیروز کو کہلا بھیجا کہ تہوڑی سی زمین ہمارے لیئے دے۔ سلطان نے استفسار کیا کہ جس قصبہ کی خواہش ہو مطلع کیا جاؤن فوراً نذر کر دیا جائیگا۔ حضرت نے کہلا بھیجا کہ مجھے قصبہ وغیرہ کی ضرورت نہین ہے۔ صرف تہوڑی سی جاے شاہی قبرستان مین ہمارے قبرون کے لیے دی جاے۔ پس اسی وقت سلطان نے فرمان لکھکر بھیجدیا۔ دوسرے روز لکتومیان کو وہان دفن کیا۔ چند دنون کے بعد جب حضرت رضا خاتون قدس سرہا دختر حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بی بی تہین رحلت فرمائی تو ان کو بھی وہین دفن کیا گیا۔

تبدیل مقام سکونت نقل ہے کہ جب فیروز شاہ نے اپنے بیٹے حسن خان کو ولیعہد کیا اور حضرت کی خدمت مین اسکے حق مین دعاے خیر کرنے کے لیے عرض رسا ہوا تو آپ نے اسکو صاف جواب دیدیا کہ خدا تعالیٰ نے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان خانخانان کی قسمت مین لکھا ہی اس لیے اورون کے واسطے کوشش کرنی بے سود ہے۔ بادشاہ یہ جملہ سنکر رنجیدہ ہوا اور محلسرا مین آنے کے بعد کہلا بھیجا کہ خانقاہ آپکی قلعہ سے بہت نزدیک ہے۔ خانقاہ مین آدمیون کا ہجوم کثرت سے اور شور وغل بہت رہتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ آپ شہر سے باہر اقامت

فرمائین - چنانچہ اسی بنا پر آپ خانقاہ سے اٹھکر اس جگہہ اقامت گزین ہوے جہان اس وقت آپ کی درگاہ شریف ہے -

سدّیا گرد کا واقعہ - اور تعمیر قصر سکونت

نقل ہے کہ ایک روز علی الصباح حسب وصیت حضرت شیخ الاسلام شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہٗ آپ بجانب شرق اقامت کی جگہہ تجویز کرنے کی غرض سے دست مبارک مین عصا لیکر چہل قدمی فرماتے ہوے اس مقام پر پہنچے جہان درگاہ شریف ہے - یہ جگہہ حضرت کو بہت پسند آئی - یہان پر اندنون سدّیا نامی اہل ہنود کا ایک کامل گرو رہتا تہا جسکو اعلیٰ درجہ کا استدراج حاصل تہا - جب اسکی نگاہ حضرت پر پڑی تو اپنی قوت استدراج سے دریافت کر کے حضرت سے بیان کیا کہ مجھے آپ کے قلب پر ایک سیاہ نقطہ نظر آرہا ہے - حضرت نے جواب دیا بے شک میرا دل تو صاف مثل آئینہ کے ہے مگر یہ نقطہ تیرے کفر کی سیاہی ہے جو تجھکو نظر آرہی ہے - اس جواب سے خفیف ہوکر اپنے اظہار کمال کی غرض سے وہ کبوتر بنکر فلک سیر ہوا اور بیرون بہشت کے انار توڑ کر لانے کی کوشش کر رہا تہا اتنے مین حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے بہی جو باز بنکر اس کے تعاقب مین پرواز فرمائی تہی وہان پہنچے کبوتر باز کو دیکھتے ہی سہم گیا اور لوٹ آیا مگر حضرت انار بہشتی لیکر اس کے واپس پہنچنے کے قبل ہی اپنی جگہہ پر آکر بیٹھ گیے جب وہ آیا تو قدرے ساکت رہا اور اس کے بعد اس طرح حضرت سے بیان کیا کہ مین نے جنت تک پرواز کیا تہا اور آپکو لادینے کے لیے بہشتی انار توڑنا چاہتا تہا دفعتاً ایک باز نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی مجپر ہیبت طاری ہوئی اور حواس باختہ ہوکر بے نیل مرام واپس ہوگیا - حضرت جب اسکا یہ سب بیان سن چکے تو انار جو آپ لائے تھے اسکو

دکھلایا اور پوچھا وہ انار یہی تو نہین۔ سدّیا انکو دیکھکر بہت متحیر ہوا اور حضرت کا قدمبوس ہو کر عرض کیا کہ آفتاب کے مقابلہ مین چراغ کو کیا فروغ ہو سکتا ہے۔ یہ جگہہ آپ ہی کو مبارک رہے مین خود یہان سے چلا جاتا ہون کہتا ہوا وہان سے نکلکر کسنور کے پہاڑون مین چلا گیا اور جاتے وقت اوس نے درخواست کی تھی کہ اس عقیدت مند کو فراموش نہ فرماے۔ چنانچہ اب تک عرس شریف کے روز مزار مبارک کے باسی پہول اور شب کا بچا ہوا تیل اُسکے دیول کو بہیجدیا جاتا ہے پوجاری آکر لیجایا کرتا ہے۔ کہتے ہین کہ اس واقعہ کے بعد سے حضرت یہین اقامت فرما ہوے۔ سلطان احمد بہمنی برادر فیروز شاہ نے جو حضرت کا بہت معتقد تہا اپنے بہائی سے درخواست کر کے مخفی طور پر روپیہ بہجوا کر ایک رفیع الشان مکان وہان تیار کرا دیا اور حضرت اس مین رہنے لگے۔ چنانچہ یہ مکان تا حال موجود ہے۔

بادشاہ کو شکست نقل ہے کہ بادشاہ کی عادت تہی کہ حضرت کی قدمبوسی کے لیے ان دو وقتون مین ضرور آتا۔ ایک تو لشکر کے ہمراہ ملک سے باہر جانے کے وقت اور دوسرا مہم سے واپس آنے کے وقت۔ ایک روز سلطان فیروز بہمنی نے کسی مہم پر جاتے وقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر دعاء استمداد کی درخواست کی اور وہان سے واپس ہو کر حضرت جلال متوکل رحمتہ اللہ علیہ جو ایک درویش یہان رہتے تھے انکے پاس گیا۔ اور ان سے بہی دعاے نصرت و فتح کا خواہان ہوا۔ جب حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ کو یہ کیفیت پہنچی تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا الحمد للہ کہ بار میری گردن سے اُتر گیا۔ اس کیفیت کی اطلاع بادشاہ کو بہی ہوئی تو اوس نے سنتے ہی خواص کے ہاتھ کہلا بہیجا کہ میرا بار حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پر ہی ہے۔ کیونکہ مین جب حاضر خدمت ہو کر وہان سے

واپس ہونے لگا جلال متوکل رحمتہ اللہ علیہ کا مکان رستہ ہی مین تہا اس لیے
اُن سے بہی ملاقات کرلی - کہتے ہین کہ حضرت نے اُسوقت صاف طور پر فرمادیا کہ
اب اگر بادشاہ خود فوج کشی کریگا تو ہرگز اسکو کامیابی نہوگی البتہ اس کے بہائی احمد خان
خانخانان کو سردار لشکر بناکر بہیجے تو ضرور فتح ہوگی - مگر بادشاہ نے حضرت کی بات
نہ مانی اور خود فوج لیکر کفار پر چڑہائی کی - شروع مین مسلمانون کو فتح ہوئی - بادشاہ نے
اسوقت چند غلام و اسپ و گاؤ و تحائف وغیرہ حضرت کی خدمت مین بہیجے
حضرت نے اسکو دیکہکر فرمایا کہ واپس لیجاؤ - بادشاہ کا جی جسکو چاہے اُسے دیدیوے
مجہے ضرورت نہین - ابہی کیا ہوا ہے کام آگے ہے - غرضکہ حضرت نے
بادشاہ کے تحائف پہیر دیے - قبل ازین بادشاہ نے قلعہ پانگل کے تسخیر کا ارادہ
کیا اور اپنی بے شمار فوج لیکر اسکا محاصرہ کیا - مگر آفات سماوی بادشاہی افواج پر ایسی
نازل ہوئین کہ بہت لوگ مرگیے اور بہت سے بہاگ گیے - ہنود اس
موقع کو غنیمت جانکر یکبارگی حملہ آور ہوے - بادشاہ کی فوج پسپا ہو کر فرار ہوئی -
فیروز شاہ بہی بے نیل مرام شکست کہاکر واپس آیا -

سلطان فیروز کو حضرت کی بددعا اور احمد خان خانخانانکی تحت نشینی

نقل ہے کہ ایک طالب علم خوش آواز کسی جگہہ سے
شہر گلبرگہ مین آیا تہا - سلطان کو اسکی خبر لگی - اُس نے
حکم دیدیا کہ جمعہ کے دن فلان شخص سے جو نیا آیا ہوا ہے خطبہ پڑہایا جاے غرضکہ
اُس جمعہ کو اُسی طالب علم نے خطبہ پڑہا اور بادشاہ نے اُسکی قرأت کو بہت
پسند کیا اور خوش ہو کر اُسے انعام سے سرفراز کیا - جو خطیب کہ ہمیشہ سے خطبہ
پڑہتا تہا اُس نے خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی خدمتمین حاضر ہو کر تمام وقعہ
بیان کیا اور عرض کیا کہ بادشاہ نے مجہے اپنی خدمت سے باز رکہا ہے حضرت کو

اُس قدیم خطیب کی حالت پر رحم آیا - آپ سنے سلطان فیروز کے نام شقہ لکھا
کہ قدیم خطیب سے ہی گو کہ وہ خوش آواز نہین ہے خطبہ پڑہائے کیونکہ خطابت
فضیلت کا کام ہے اسمین صرف خوش آوازی مکتفی نہین ہو سکتی - بادشاہ سنے
اس شقہ پر کوئی التفات نہین کیا - دوسری جمعہ کو پہر اسی خوش آواز طالب علم
سے خطبہ پڑہایا اور قدیم خطیب کو موقوف کر دیا - خطیب موقوف شدہ سنے
پہر حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال کیا - حضرت سنے فرمایا کہ خیر
کچہہ مضایقہ نہین - اُس سنے تجہکو خطابت سے معزول کیا اور ہم سنے اسکا نام خطبہ
سے ہی نکال دیا - اور اسیطرح بادشاہت سے بہی اسکو علیحدہ کیا اور سلطنت
سلطان احمد کو دیدی - یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی - اس کے مشیرون سنے اس کو
صلاح دی کہ احمد خان خانخانان ہمیشہ حضرت کی خدمت گذاری کرتا ہے
اور انہی کی صحبت مین رہتا ہے اسی وجہ سے حضرت اسکو چاہتے ہین اور
اسکی نسبت اسطرح فرماتے ہین اس سیلیے بہتر تو یہی ہے کہ احمد خان کو جو تخت
سلطنت کا دعویدار ہے قلعہ مین قید کرین اور وہین اسکو مروا ڈالا جائے -
سلطان فیروز سنے اس مشورہ کو منظور کیا - ناگاہ یہ کیفیت احمد خان کو بہی معلوم
ہوئی - وہ ہراسان ہو کر اُسی وقت حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور سب
واقعہ بیان کر کے استمداد کا خواہان ہوا - حضرت سنے فرمایا کہ ڈرست - تو بلکہ تیرا
بیٹا دونون ضرور بادشاہ ہونگے - یہ فرما کر اپنا عمامہ اُتار کر اس کے دو حصہ کیے
ایک حصہ باپ کو اور ایک حصہ اوس کے بیٹے کو جو اسکے ہمراہ تہا دیا - وہ دونون
حسب الحکم عمامہ باندہ کر حضرت کی اجازت سے بسمت بہنا باد فرار ہو گیے
اور وہان فوج فراہم کر کے دیہات و قصبات پر اپنا قبضہ کرنا شروع کیا - جب

بادشاہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انکے مقابلہ کے لیے شاہی فوج روانہ کی گئی ۔
احمد خان نے اس فوج کو شکست دی جب سلطان فیروز کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے
اپنی سلطنت احمد خان کے تفویض کر دینا چاہا ۔ ارکان دولت نے عرض کی کہ
جہان پناہ سے احمد خان کیا مقابلہ کر سکتا ہے ۔ سلطانی فوج و خزانہ بیشمار ہے
کبھی اسکو اس حالت مین فتح نصیب نہین ہو سکتی ۔ پھر کیون بلا مقابلہ احمد خان
کو سلطنت دینے کا ارادہ فرمایا گیا ہے ۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ آخر شب مین
مین نے خواب مین دیکھا کہ میرا گذر ایک مجلس مین ہوا جسکے صدر انجمن حضرت
رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین ۔ اس مجلس مین آنحضرت
کے یار و اصحاب و حضرت غوث الاعظم اور حضرت مخدوم سراج الدین جنیدی
و قطب الاولیا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہم موجود ہین ۔ مین اس
مجلس مین مودبانہ کھڑا تھا ۔ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مجھہ سے ناراض
ہو کر نور ایمان سے مجھے بے بہرہ فرماتے پر آمادہ تھے ۔ ایسے مین حضرت رسول
خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھہ سے فرمایا کہ اے فیروز کیا تو سلطنت چاہتا ہے
یا میرا دین ۔ مین نے عرض کیا کہ دین محمدی مجھے قبول ہے سلطنت دو روزہ
کی مجھے پرواہ نہین ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ شاہی ترک کر اور میرے دین پر
قایم ہو جا ۔ چنانچہ مین نے آنحضرتؐ سے اس امر کا اقرار کر لیا ہے پس اب پھر
بادشاہی کسطرح کر سکتا ہون اس لیے برادر احمد کو طلب کرتا ہون ۔ یہ کہکر ایک بزرگ
کو جو نہایت متدین و معتبر مشہور تھے احمد خان کے پاس بھیجکر اس کو اپنے پاس
بلایا اور جب احمد خان آیا تو بادشاہ فیروز تخت سلطنت اسکے تفویض کر کے
آپ خانہ نشین ہو گیا ۔ احمد خان بھائی کی جگہہ پر بادشاہت کرنے لگا ۔ جس وقت

احمد خان تخت نشینی ہوا تو حسب دستور سلاطین سابقہ تخت پر بیٹھنے کے قبل روضۂ قطب الاقطاب مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ مین آکر یہان خواجہ شیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ سے پارچہ ۳ عدد یعنی پیراہن و دستار و کمر بند حاصل کرکے حضرت قطب الاولیا بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیئے حاضر ہوا اور ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر حضرت کے مصارف خانقاہ وغیرہ کے لیے وقف کردی جو ابتک جاری ہے۔ تواریخ مین مذکور ہے کہ سلطان احمد شاہ بخلاف سابق سلاطین بہمنیہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ سے روگردان ہوکر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا مرید ہونا چاہا مگر حضرت نے فرمایا کہ یہان تیری قسمت مین مرید ہونا نہین لکہا ہے۔ پس وہ بعد مین حضرت نعمت اللہ شاہ ولیؒ کا مرید ہوا۔ مگر شاہ صاحب کا مرید ہونے کے بعد بہی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی نسبت اسکا جو حسن ظن تہا وہ علی حالہ رہا۔

خیال سید محمود واعظ نسبت خواجہ صاحب قدس سرہ

نقل ہے کہ ایک روز سید محمود واعظ جو ایک کامل بزرگ تہے سلطان احمد شاہ بہمنی سے ملنے گیے۔ بادشاہ نے پوچہا کہ آپ نے تو حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کو بہی دیکہا ہے۔ انکو کیسا پایا۔ سید محمود نے کہا کہ وہ مرد باغبان ہے۔ بعدہ بادشاہ نے خواجہ مارحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بہی دریافت کیا تو سید محمود نے جواب دیا کہ وہ عشق آلہی کا ایک درخت ہے جسکی جڑین زمین مین جاچکی ہین اور شاخین آسمان سے ملی ہوئی ہین۔ جو کوئی آتا ہے وہ اس درخت کے سایہ مین بیٹہتا ہے اور اس کا پہل کہاتا ہے اور بہت کچہہ تمہیدین اُٹہاتا ہے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کو اگرچہ یہہ بات خوش نہ آئی لیکن چونکہ اعتقاد اس کا اپنے پیر سے بہی زیادہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ پر

تہا۔ لہذا خاموش رہ گیا۔ اور بعضے کہتے ہین کہ یہ سنکر سلطان احمد شاہ بہمنی بہت رنجیدہ ہوا اور سید محمود واعظ کو جلا وطن کیا۔ واعظ موصوف نے شہزادہ سے کہا کہ خیر ایک ماہ کے بعد مجھے بلا لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک ماہ کے بعد سلطان مرگیا۔ اس کا بیٹا سلطان علاء الدین ثانی بہمنی تخت نشین ہوا تو سید محمود واعظ کو پہر واپس بلالیا۔ جب سواری شہر کے قریب پہنچی تو خود پیشوائی کے لیے جاکر اونکی پالکی کا ڈنڈا اپنے کندہے پر لے کر آیا۔

کشف وکرامات۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ جب اپنی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا کے بطن مبارک مین تہے اُسوقت سے ہی اپکے کرامات ظاہر ہونے لگی۔ حضرت خود فرماتے تہے کہ ہنوز مین اپنی والدہ کی بطن مبارک مین تہا کہ میری بڑی ہمشیر کا انتقال ہوگیا۔ والدہ کو اوس لڑکی سے بڑی الفت تہی۔ اُس کے مرنے کا انہین بہت رنج وقلق ہوا۔ شدت غم مین بیقرار ہوکر رونے اور زور زور سے اپنا پیٹ پیٹنے اور مجھے کوسنے لگین۔ اسکو مین محسوس کرتا تہا اور بہت ناخوش ہوتا تہا بلکہ جی مین آتا تہا کہ کہدون کہ اے اماں کیا تم نے خالق کو فراموش کردیا۔ مگر خاموش رہا کہ مبادا کوئی فتنہ قایم ہوجاے۔ چنانچہ بعد میری ولادت کے والدہ کے دوہتڑ کے نشان اسوقت تک میرے جسم پر نمایان تہے۔ جبکو سب لوگون نے دیکھا۔ اور حضرت یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ گو اب میری ضعیفی کا عالم ہے مگر بچپن کے کل واقعات ابتک مجھے اچھی طرح یاد ہین۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے خواجہ احمد دبیر وقاضی راجہ رحمتہ اللہ علیہما نے استفسار کیا کہ حضرت کا لقب صدرالدین

ہونیکا سبب کیا ہے - حضرت نے فرمایا کہ ایک روز حضرت پیر و مرشد
شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی قدس سرہ سے آپ کے چند مریدان کامل و
عالم و عامل و صادق نے عرض کی کہ سید محمد کو ہم سب پر فوقیت دینے کی کیا وجہ ہے
حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ کل علی الصباح آؤ جواب دونگا - یہ
لوگ دوسرے روز علی الصباح حاضر ہوئے - حضرت نے ان سب کو مراقبہ
کرنیکا حکم دیا - سب لوگ مراقبہ مین گیے اور دیکھا کہ مرتبہ سید محمد رحمہ اللہ تعالےٰ
کا اسقدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ سید محمد رحمۃ اللہ تعالی عرش کے کنگرون کے پاس منڈلاتے
اور طواف کرتے ہین - سب یہ حالت دیکھکر حیران اور ششدر رہے - حضرت
شیخ الاسلام نے ان سے فرمایا کہ سید محمد کا مرتبہ اس سے بھی اعلی ہے - اُن لوگون
نے اسکو بھی دیکھنے کا شوق ظاہر کیا - آخر الامر کیا دیکھتے ہین کہ عرش کے اوپر ایک
پرتکلف محل ہے اس کے شہ نشین مین ایک پرتکلف تخت پر ایک پرنور شکل
موجود ہے - اس تخت کے نیچے کل ارواح اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
جمع تھین - حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس محفل مین تشریف
فرما تھے - ایسے مین ملائکہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سید محمد حاضر ہے - ارشاد ہوا کہ بلاؤ - جب آپ داخل محفل ہوئے تو اس پرنور
شکل کی ہاتھ پر آپ کو بیٹھنے کا حکم ہوا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے
عرض کی کہ یہ دین محمدی ہے - تمام ارواح اولیاء اللہ جبکہ اس کے تحت مین ہے
تو مین کسطرح مافوق رہون - یہ سنکر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خود حضرت خواجہ صاحب قدسؔ کو تمکن فرمایا - اور ظاہر کیا کہ یہ میرا دین ہے اور
تو صدر دین - اس کے بعد جملہ ارواح اولیاء اللہ نے استادہ ہو کر حضرت خواجہ صاحب

قدس سرہ سے مصافحہ کیا۔ اور رجبا کہا۔ جب مریدون سے نے یہ حالت بچشم خود دیکھی تو آپ کے بڑے معتقد ہو گیے۔ اور اسوقت سے آپکا لقب زمین و آسمان پر صدر الدین مشہور ہو گیا۔

نقل ہے کہ پھر خواجہ احمد دبیر و قاضی راجہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت کا لقب گیسو دراز ہونیکا کیا سبب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب مین پہلے پہل اپنے پیر کے پاس حصولِ ارادت کے لیے گیا تھا تو اُسوقت حضرت شیخ الاسلامؒ بالاخانہ پر تشریف فرماتے۔ مین نیچے دیر تک منتظر کھڑا رہا بعد مین حضرت ممدوح نے اپنے خادم کو حکم کیا کہ سید محمدؒ کو بلاؤ۔ خادم نے آکر دریافت کیا کہ سید محمدؒ کون ہے۔ دو تین شخص جنکا نام سید محمد تھا اور جو وہان حاضر و منتظر تھے انمین سے ہر ایک نے خادم سے کہا کہ مین ہون۔ خادم حیران ہوا کہ کس کو بلا کر لیجاؤن۔ اتنے مین مین نے بھی جواب دیا کیونکہ خاموش رہنے مین بے ادبی ہوتی تھی۔ غرضکہ خادم نے واپس جاکر حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ دو تین شخص سید محمد نام والے حاضر ہین۔ انمین سے کس کی یاد ہوئی ہے حضرت نے فرمایا سید محمدؒ گیسو دراز کو بلاؤ۔ چنانچہ خادم نے واپس آکر پوچھا کہ سید محمدؒ گیسو دراز کون ہین اور امتیاز کر کے مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ اسوقت سے میرا لقب گیسو دراز ہو گیا۔

مراۃ الاسرار مین لکھا ہے کہ ایک روز حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی پالکی مین بیٹھکر کہین جا رہے تھے۔ پالکی کو مریدون نے اپنے کندھے پر اٹھایا تھا جنمین حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بھی شریک تھے۔ گیسوے مبارک آپکے جو بہت دراز تھے پالکی کے ڈنڈے مین اُلجھگئے۔ اور

اونمین سے خون نکلنے لگا۔ آپ نے اپنے پیر کے ادب کے لحاظ سے گیسو نہین سلجھاسے اور اسیطرح مسافت بعیدہ قطع کی۔ جب شیخ صاحب قدس سرہ کو اس بات کی خبر ہوئی۔ تو آپ بہت محظوظ ہوئے اور حسن عقیدت وکمال ادب پر آپ کے آفرین کی اور یہ بیت زبان مبارک پر لائے ؎

ہر کو مرید سید گیسو دراز شد	واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

نقل ہے کہ ایک روز جب مولانا علاء الدین اللہ کو انکے خالازاد بہائی حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کے پاس مرید کرنے کے لیے لے آئے تو حضرت موصوف نے انکو مرید کرنے کے بعد فرمایا کہ اسے ملک زادے تجھکو میری مصاحبت مین کوئی بات کہنے سننے کا موقع نہوگا۔ مجھے فرصت بہت کم ہے۔ اپنے دوسے مریدون کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اینین سے کسی کی مصاحبت منظور کر۔ حضرت مولانا اندیشہ مین تھے کہ کیا جواب دون۔ اسنےمین دوبارہ حضرت نے پوچھا کہ کیا کسیکو انتخاب کیا۔ مولانا نے جواب دیا کہ ہان ان سید صاحب کو جن کے گیسو دراز ہین۔ کیونکہ اس روز تک مولانا موصوف حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے اسم شریف سے واقف نہ تھے۔ حضرت کے گیسو بہت دراز تھے اور زانو تک پہنچتے تھے۔ اسوقت حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے پکار کر فرمایا کہ اسے سید محمد گیسو دراز آؤ ملک زادہ کو اپنی صحبت مین رکھو اور جو کچھ کہ مین نے تمہین تلقین کی ہے وہ ان کو بھی بتلاؤ اس وقت سے مولانا علاء الدین و حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ دونون کی یکجائی رہی۔ بہت اتحاد تہا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ مشفقہ مولانا علاء الدین قدس سرہ کو فرزند پکارتی تہین۔

نقل ہے کہ جو کچھ نذر و نیاز حضرت کی خدمت مین گذرتی یا جو کچھ انھین پیر مرشد کے پاس سے ملتا یا لنگر خانہ سے کہانے پینے کی چیزین آتین وہ سب آپ غریبون اور محتاجون مین تقسیم فرمادیا کرتے تھے - اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ دوسرونکی آسایش کو اپنے آرام پر مقدم جانتے تھے - اسی اعلیٰ صفت کے باعث حضرت کے پیر و مرشد نے آپکو بندہ نواز لقب عطا فرمایا تہا - جو آجتک زبانزد خاص و عام ہے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اپنے کاشانۂ فیض سے نکلکر کہین جارہے تھے - راستہ مین ایک شخص دہلی کی کہنہ جامع مسجد کے پاس قے کررہا تہا - چاول اور گوشت کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور ایک کُتا جو بالکل تہکا ہوا تہا اسکو کہا رہا تہا مگر شخص مذکور اس کتے کو نہین نکالتا تہا - راہ رو لوگ اسکی اس مکروہ حرکت کو دیکہکر اُسے گالیان دیتے تھے - جب وہ شخص قے کرچکا تو وہان سے اٹھکر تالاب کی طرف روانہ ہوا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اسکی پیشانی پر آثار نعمت دریافت کرکے اسکے پیچہے روانہ ہوئے تاکہ اس سے اسکا سبب دریافت کرین - وہ شخص تالاب پر گیا اور خوب غرغرہ کیا اور بعدہ دوگانہ ادا کیا اور رو بقبلہ ہو کر بیٹہا تہا کہ اتنے مین حضرت بہی اس کے پاس پہنچ گئے اور خدا کی قسم دیکر پوچہا کہ تیرے چہرے سے آثار نعمت ظاہر ہو رہے ہین - اب تو صاف صاف بتادے کہ تو کون ہے - اس نے جواب دیا کہ جب تو نے خدا کی قسم دی ہے - اصل واقعہ ظاہر کرتا ہون - مین ابدال مین سے ہون - میرا نام رکن الدین ہے - مین یہان سے ہزار کوس کے فاصلہ پر تہا - حکم ہوا کہ کہنہ جامع مسجد دہلی کے پاس ایک کتا بالکل تہکا ہوا پڑا ہے - وہان جا - اسکا رزق تیرے

پیٹ مین رکھا ہے - تجھکو چاہیئے کہ کچھہ گوشت اورچانول خرید کر کہاے اور قے کرے تاکہ وہ کتا کہائے - پس حسب الحکم بہ لحاظ ضرورت آیا ہوا ہون حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اس ابدال سے دیر تک محبت و اخلاص کی باتین کین اور بہت سی چیزین باطنی شغل کے متعلق اس سے حاصل کین -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے بعض ابدال بھی مرید ہوئے تھے - قطب ابدال حضرت شیخ نورالدین بایزاد قدس سرہ نے خود فخرالدین جیجو- اسفندیار وغیرہ کو آپ کے مرید ہونے کی اجازت دی تھی - اس کا واقعہ اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن طواف مین حلقہ ہوا - جب لوگ حلقہ سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ اسفندیار وہان سے غائب ہے - تلاش کی گئی تو پتہ لگا کہ ایک مکان کے پاس اس مکان کے دریچہ کو ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہوئے ہین - سب نے جاکر اُن سے اسکا سبب پوچھا - اسفندیار نے بیان کیا کہ اس دریچہ سے ایک ایسی صورت دلفریب چودہوین رات کے چاند کی مانند نظر آئی کہ دل قابو سے جاتا رہا - ہوش وحواس کہو بیٹھا - چلنے کی طاقت نہین ہے اسی وجہ سے بیٹھا ہوا ہون - قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد و سعدالدین قفل شکن و منصور قدس سرہم نے خدا سے التجا کی کہ اسفندیار کے لیئے کیا حکم ہوتا ہے - حکم ہوا کہ اسفندیار میرے جمال کا شیفتہ ہو چکا ہے - دریافت کرو اس کا اب ارادہ کیا ہے جب اسفندیار سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ بس ایک لحظہ کے لیئے میرا معشوق میری گود مین آجاے - حکم ہوا کہ ہاتھہ پہیلاو - اسفندیار نے ہاتھہ پہیلائے وہی صورت غیب سے پیدا ہوئی اور گود مین بیٹھکر غائب ہوگئی - صورت کے غائب ہوتے ہی اسفندیار کو بیقراری شروع ہوئی ضبط و استقلال جاتا رہا اور

تڑپنے لگا - وہان جو لوگ موجود تھے اُنھون نے کہا کہ سنتے ہین سید محمد قدس سرہ طبیب حاذق ہین - غالبًا ان سے اِسکا علاج ہو سکے گا - اور سب ابدالون نے باتفاق حضرت شیخ نورالدین بایزاد قدس سرہ سے عرض کی کہ ہم چاہتے ہین کہ سب کے سب سید محمد گیسودراز قدس سرہٗ کے مرید بنین - شیخ موصوف نے فرمایا کہ ٹہیرو - ہم لوگو نمین چند علامتین ہین اگر سید محمدؐ مین وہ ظاہر ہونگی تو مین تم سے کہونگا - اُسوقت تم جاکر اُنکے مرید ہونا - یہ کہکر ذکر و مراقبہ مین جو ان لوگون کا خاصہ ہے مشغول ہوئے - ناگاہ دیکھتے کیا ہین کہ ایک تخت بقعہ نور آسمان سے ظاہر ہوا جس مین ایک صورت نہایت روشن و خوش وضع بیٹھی ہے اور اسکے بازو مین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بیٹھے ہوئے ہین - اور یہ تخت چار شخص اُٹھا کر لا رہے ہین - ملک الارواح نے ایک چادر ان دونون پر لا کر ڈالی جب یہ کیفیت شیخ موصوف نے دیکھی تو فرمایا ایک نشانی یہ ہے جو دیکھ چکا اب دوسری دیکھنا چاہیئے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مرکب پر سوار ہین اور ارواح اولیا آپ کے اطراف ہجوم کی ہوئی ہین اور ایک روح ان مین سے آگے بڑھکر یہ آواز بلند یہ کہتی ہے وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا اسکو دیکھکر شیخ نورالدین بایزاد قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دوسری نشانی بھی پا چکا - پس ابدالون کو کہا کہ اب جاؤ اور سر اپنا حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے آستانہ مبارک پر رکھو اور مرید ہو جاؤ - پس اپنے قطب کی اجازت سے وہ سب ابدال حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر آپکے مرید ہوئے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اجودہن (اودہ) مین ایک روز شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود قدس سرہ کی زیارت کے لیے تشریف

ے گیے تھے۔ شیخ منور نواسۂ حضرت شیخ موصوف نے آپکو شیخ صاحب قدس سرہ کے روضہ مین ٹھیرایا تہا۔ ایک روز آپ وہان ذکر مین مشغول تھے یکایک شیخ منور کے نوکرون سے ایک شخص وہان آیا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کا سر مبارک جدا پڑا ہوا ہے اور ہاتھہ پیر بہی جدا پڑے ہین۔ باہر آکر چلانے لگا کہ آؤ۔ دیکھو۔ کہ سید محمد قدس سرہ کو کسی نے مار ڈالا ہے شیخ منور اور بہت سے لوگ بہی دوڑے اور جب وہان آکر دیکھا تو حضرت صحیح وسالم روبقبلہ بیٹھے ہوئے ہین۔ سب یہ دیکھکر خاموش ہو رہے۔ جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ وہان سے رخصت ہونے لگے تو شیخ زادے نے آپ سے اس واقعہ کی نسبت دریافت کیا آپنے جواب دیا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین یہ نازل ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اسکو تجلی کہتے ہین۔ یہ حکایت اجو دہن مین ابتک زبان زد ہے۔

نقل ہے کہ حضرت دوسری مرتبہ جب شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود قدس سرہ کی زیارت کے لیئے تشریف لے گیے تو اسوقت شیخ زادہ منور نے آپ کو جوف خانہ شیخ علاء الدین مین ٹھیرایا۔ اُس جوف خانہ مین پریون کی سکونت تھی جو کوئی شخص وہان ٹھیرتا اسکو وہان سے مار کر باہر نکال دیتین۔ جب حضرت خواجہؒ وہان ٹھیرے اور رات ہوئی تو آپ مراقبہ مین بیٹھہ رہے پریون نے نکلکر آپ کو دیکھا۔ اور مزاحم ہونے لگین۔ حضرت اسوقت سر اٹھا کر خفا ہوئے اور فرمایا چپ رہتی ہو یا یہان سے سب کو باہر نکال دون۔ یہ سنکر کسی نے دم نہ مارا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے ۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ آئے اور دیکھا کہ تمام محاسن مبارک سیاہ ہوگئی ہے اور آپ جوان بنے بیٹھے ہین ۔ مقبول الحضرت شاہ ید اللہ قدس سرہ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ۔ آپ نے فرمایا اسے قبولا اسکو تجدد امثال کہتے ہین ۔

نقل ہے کہ جب کوئی حضرت خواجہؒ کی خدمت فیض منزلت مین حاضر ہو کر عرض کرتا کہ فلان میرا لڑکا یا لڑکی یا مان یا باپ یا کوئی عزیز یا قرابت دار بیمار ہے اور مرض مہلک مین مبتلا ہے اُس کے لیئے دعا فرمائے تاکہ اسکو آرام نصیب ہو اور خدا ئے تعالےٰ حیات بخشے تو آپ دیکھتے اگر اُسکی حیات و صحت ہی تو فرماتے جا صحت ہوجائیگی اور اگر نہین تو فرماتے ۔ اے عزیز خدائے تعالیٰ نے مجھے بزرگی عطا فرمائی ہے مگر اپنی خدائی نہین دی ہے ۔

نقل ہے کہ اُس زمانہ مین جبکہ حضرت خواجہ صاحب دہلی سے گوالیار تشریف لے گیے تھے اور شیخ علاء الدین گوالیریؒ کے مکان مین فروکش تھے تو اُس وقت شیخ صاحب کے بھائی مولانا شمس الدین ایک تکلیف شدیدہ مین مبتلا تھے ۔ حضرت علاء الدین نے حضرت خواجہؒ سے عرض کی کہ انکے حق مین دعائے خیر کرین تاکہ انھین صحت ہو جائے ۔ حضرت نے فرمایا کل آؤ جواب دونگا ۔ جب دوسرے روز آپ فیضیاب خدمت ہوئے تو خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا مولانا! مین نے تمھارے بھائی کے لیئے دعا کی ۔ حکم ہوا کہ اس کی عمر تمام ہوچکی ہے ۔ ابھی دس روز باقی ہین ۔ بس مجبوری ہے ۔ مولانا نے عرض کی کہ پھر تو انکی مضبوطی ایمان کے لیے دعا کیجیے ۔ آپ نے جواب دیا کہ اُنکے

متعلق مین پہلے ہی دعا کرچکا ہون - غرضکہ دسوین دن حسب بیان حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مولانا شمس الدین کا انتقال ہوگیا - حضرت اپنے فرزندون اور دوستون کے ہمراہ انکے مکان تک پیادہ پا گئے اور جنازہ کی نماز مین خود اقامت کی اور خود ہی نے میت کے پاؤن پر مار کر فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے مین نے آپ کو سونپا - یہ فرماکر واپس ہوئے - سوم کی زیارت کے بعد حضرت مولانا علاء الدین قدس سرہ ذکر مین مشغول تھے اس حالت مین اپنے بھائی کو دیکھا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہوا - اونہون نے جواب دیا - میرا احوال برا ہوتا اگر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد نہ فرماتے -

نقل ہے کہ جب دہلی مین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ رہتے تھے تو اسوقت مولانا حسین آپکے مرید ہوئے - مگر اُن کے بھانجے داماد نے مرید ہونے سے انکار کیا - بلکہ مولانا سے کہا کہ تم کیون اُنکے مرید ہوئے - مولانا نے کہا کہ تم نے حضرت کو نہین جانا ہے - اگر دیکھو گے تو معلوم ہوگا - کہ سید محمد کون ہے - اُنھون نے کہا بہتر ہے کل ہم تم ملکر جائینگے - مگر شرط یہ ہے کہ مین کبھی اُن کے آگے اپنا سر زمین پر نہین رکھون گا - مولانا نے کہا کہ مجھے اس مین کوئی اصرار نہین جسمین مصلحت سمجھو وہی کرو - الغرض دوسرے روز مولانا حسین اور انکے بھانجے و داماد حضرت کی قدمبوسی کے لیئے گیے - حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی مولانا حسین کے ساتھ انکے بھانجے داماد صاحب نے بھی ماتھا زمین پر رگڑا دیا - اور مودبانہ بیٹھ گیے - حضرت اسوقت چوکی پر بیٹھے تھے گرمی کا موسم تھا - حضرت کے سر پر ایک قیمتی مندیل بندھی ہوئی تھی اور لال چیرا

لگا ہوا ایک خوشنما پنکھا حضرت کے ہاتھہ مین تھا - یہ دیکھکر مولانا حسین کے بھانجے داماد کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر آپ صاحب دل ہین تو یہ سندیل اور یہ پنکھا مجھے دیدینگے - حضرت کو یہ دلی منصوبہ معلوم ہوگیا - اسوقت آپ اسطرح گویا ہوئے کہ سنو! ایک بازیگر تھا - بغداد مین آکر بازی کی - ایک گدہے کو لا کر مجمع مین کھڑا کیا اور اسکی دونون آنکھون پر مضبوط پٹی کپڑے کی باندہ دہی اور لوگون سے کہا کہ حاضرین مین سے کوئی ایک دوسرے کی چیز چرالین - چور کو یہ گدھا پہچان لیگا - چنانچہ کسی نے ایسا ہی کیا - بازی گر نے گدہے کی آنکھون سے پٹی کھولدی گدھا ہر ایک کو سونگتا ہوا جب چور کے پاس پہنچا تو اسکا دامن دانت مین پکڑکر بازی گر کے پاس لے آیا - اس تمثیل کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ مشکل امر ہے اگر کوئی کرامت کا اظہار کرے تو اس گدہے کے مساوی ہوتا ہے اور اگر نہ کرے تو لوگ اُسکو بے فیض کہتے ہین اور مولانا کے بھانجے داماد کو مخاطب کرکے فرمایا کہ پنکھا اور سندیل لیجایئے وہ یہ بات سنکر کانپ اوٹھے اور قدمبوس ہوکر مرید ہوگئے -

نقل ہے کہ دہلی مین ایک دانشمند مولانا نصیر الدین قاسم نام جو مولانا معین الدین عمرانی قدس سرہ کے شاگرد تھے اور بڑے عالم و متقی تھے اُن سے مخدوم زادگان تعلیم پاتے تھے - کبھی یہ اُنکے مکان جاتے اور کبھی وہ خود خانقاہ کو آکر سبق دیتے تھے - شروع مین آپ کسی کے معتقد نہ تھے آخرالامر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے مرید ہوئے - مولانا معین الدینؒ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو انہون نے مولانا نصیر الدین قاسم سے پوچھا کہ تم مرد دانشمند تھے پھر سید محمد رح کے مرید کیون ہوگئے - مولانا نے جواب دیا کہ بیشک مین دانشمند

تہا لیکن سید محمدؒ قدس سرہ کے پاس آکر مسلمان ہوا - ایک روز آپنے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حضور ول کیلیئے التماس کیا - حضرت سنے انہین کچہہ تبلادیا خیر چند دن کے بعد جب حضرت سنے دریافت کیا کہ اب تمہارے توہمات کی کیا حالت ہے تو مولانا سنے بیان کیا کہ پہلے میرے دل مین بہت توہمات کا دورہ رہتا تہا اب ایسا ہے کہ توہم تو کیا انکا خیال بہی نہین آتا -

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ دہلی مین تھے تو وہان کے بعض علما اور جاہل صوفیون سنے بادشاہ کے پاس ایک محضر کرنا چاہا کہ سید محمدؒ اپنے معتقدین و دیگر مشایخ وغیرہ سے اپنے آگے سجدہ کرواسکتے ہین - اور زمانہ عرس مین یا سماع کے وقت تین چار سو آدمی جنمین علما و صلحا و مریدان وغیرہ ہوتے ہین - یہ سب کے سب سید محمدؒ کو سجدہ کرتے ہین جس سے شرع مین فتور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - جب یہ کیفیت بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُس سنے کہا کہ کوئی عاقل و متدین بزرگ شخص کو حضرتؒ کے پاس پہلے بہیجدو کہ وہان جاکر وہان کے پورے حالات معلوم کرے اور انکے دین و عقاید سے آگاہ ہوجاسے - سید النجاب کا اس کام کے لیئے انتخاب ہوا - جب سید النجاب مجلس مین داخل ہوئے اور حضرت کے چہرۂ مبارک پر آپکی نگاہ پڑہی تو وہ ازخود رفتہ ہوکر حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو خود ہی سجدہ کرنے لگے چنانچہ حضرت کی مجلس کا یہ عالم تہا کہ جو کوئی عالم - فاضل مجلس شریف مین شریک ہوتا اور جون ہی اسکی نظر حضرت کے چہرۂ مبارک پر پڑتی تو فوراً سر بسجود ہوجاتا حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی مجلس مین علوم دینی و حقایق و معارف و بقاے دین و ایمان کے متعلق گفتگو رہتی جس کا اثر لوگون کے دلون پر

ایسا ہوتا تہا - کہ لوگ بلا تصنع از خود رفتہ ہوکر سجدہ کرنے لگتے حالانکہ حضرت خود اس امر سے لوگون کو منع فرماتے تہے - غرضکہ جب سید الحجاب نے مجلس کی کیفیت من وعن بادشاہ سے عرض کی اور فرمایا کہ ؎

نباید کرد محضر با چنین کس
مرا دل گفت سجدہ کن ہمین بس

مین تو اب محضر کرنے والون مین شریک نہوگا - جنکو محضر کرنا ہو وہ خود انکی خدمت مین جاوے اور دیکہہ لے - پس جب بادشاہ نے یہ سنا تو خود مجلس مین شریک ہونا چاہا مگر لوگون نے اسکو منع کیا اسواسطے کہ مبادا مجلس شریف مین کوئی ناگوار حرکت بادشاہ سے سرزد ہو اور اسکا بُرا اثر اسی کی ذات پر پڑے -

نقل ہے کہ قاضی راجہ جو قاضی شہر تہے ایک روز فرمانے لگے کہ سنا جاتا ہے کہ سید محمد حسینیؒ لوگون سے سجدہ کرواتے ہین انکو اس سے باز نہین رکہتے اور راگ بہی سنتے ہین - اس لیے انپر شرع کے احکام جاری ہونے چاہئین اور یہ کہکر حضرت کے در دولت پر حاضر ہوئے - اسوقت حضرت آرام فرما رہے تہے - خادم نے کہا کہ حضرت استراحت فرما رہے ہین - یہ سنکر واپس ہوے - اسیطرح تین وقت حاضر ہوے - تینون وقت یہی جواب ملا - بے نیل مرام واپس ہوتے گئے - بالآخر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے خود اپنے خادمون سے استفسار فرمایا کہ روزانہ ایک قاضی صاحب میری ملاقات کے لیئے آکر واپس ہوتے ہین تم نے کیون مجہکو اطلاع نہین کی - اب اگر آئین تو ضرور مجہے اسکی اطلاع دینا - ظہر کے وقت قاضی مذکور پہر آئے - لوگون نے آپکو دیکہتے ہی حضرت کو جاکر اطلاع دی کہ قاضی صاحب آئے ہوئے ہین حضرت انکو چند سے ٹہیرانے کے لیئے کہکر آپ حجرہ کے اندر تشریف لیگئے اور جبہ خلافت جو شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین

قدس سرہ کا دیا ہوا تھا۔ زیب تن کر کے گدّی پر کہ حضرت معز کی عطا کی ہوئی تھی بیٹھے اور قاضی صاحب کو طلب کیا۔ جب قاضی راجہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے مقابل ہوئے اور چہرۂ مبارک پر انکی نظر پڑی تو قدم قدم پر سجدہ کر کے آگے بڑہنے لگے۔ حضرت نے انکا ہاتھہ پکڑ کر اپنی گدی پر انہین بٹھایا۔ قاضی صاحب نے جب ادہر اودہر نگاہ کی تو بہ آواز بلند "ہمہ اوست، ہمہ اوست" کہنے لگے حضرت نے ان کی یہ حالت دیکھکر فرمایا کہ یہ خلاف شریعت ہے۔ وہ یہ سنکر نادم ہوئے اور حضرت کے مرید ہوکر شب و روز آپکی خدمت مین حاضر رہنے لگے

نقل ہے کہ سید محمود واعظ ایک مرد بزرگ اور کامل تھے انکا وعظ لوگ کمال ذوق وشوق سے سننے کے لیے فراہم ہوتے تھے۔ ہنگام وعظ لوگون کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بعض تو بے خود ہوکر کپڑے پھاڑ لیتے اور بعض مجلس سے باہر ہوجاتے اور بعض بے ہوش ہوجاتے تھے۔ سید محمود نے ایک روز سنا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے سامنے لوگ سجدہ کرتے ہین تو آپ نے بہی بدین خیال کہ دیکھنا حضرت کیسا مرتبہ رکھتے ہین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے جب حضرت بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے دوچار ہوئے تو مسجود و معبود کہکر خود ہی سجدہ کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم خود کیون اسطرح کرتے ہو اور معبود کہتے ہو وہ شرمندہ ہوئے اور حضرت کی خدمت مین رہنے لگے۔ چند دن کے بعد سید محمود واعظ نے حضرت سے خلافت کی درخواست کی مگر انکی درخواست نامنظور ہوئی۔ بالآخر ایک روز حضرت خواجہ دکن قدس سرہ خوشی مین بیٹھے ہوئے تھے اپنا مصلی سید محمود واعظ کو دیا۔ سید محمود نے اُس مصلی کو لیا۔ اور پیٹھہ پر ڈالکر گھومنے لگے اور زبان سے کہتے تھے کہ خلافت ہماری یہی ہے۔

نقل ہے کہ شیخ کوگنج نے اپنے سراے کے دروازہ کو بہت چھوٹا بنا رکھا تھا تاکہ جو کوئی آپ کی ملاقات کو آئے خمیدہ آئے دوہرہ

ہوئے آوے ہوئے جاوے
تب لاگے کوگنج کے پائے

جب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ شیخ موصوف کی ملاقات کو گیے تو انکا دروازہ خود بخود بلند ہوگیا اور سیدھے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ اس مین چلے گیے۔

نقل ہے کہ حضرت کی عمر شریف بارہ سال کی تھی۔ ایک دن حضرت وضو کر رہے تھے۔ کوّے نے وضو کے لوٹے مین بیخال کیا۔ حضرت نے غلیظ کی نظر سے اوسکی طرف دیکھا۔ فوراً اسکا سر تن سے اور اعضاء اعضاء جدا ہو کر حضرت کے سامنے گر پڑا۔ حضرت کی والدۂ ماجدہ موجود تھین۔ یہ حالت دیکھکر حضرت سے فرمایا کہ یہ کیا کیا۔ حضرت نے جواب دیا کہ میری اسمین کیا خطا ہے کوّے نے کیون بے ادبی کی۔ والدہ نے فرمایا کہ اے سید محمدؐ کیون جو کوئی تم سے بے ادبی کرے حال اسکا کیا اسیطرح ہوگا۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور کوّے کی طرف التفات فرمکر آپ نے کہا کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہوجا۔ پس یہ بات حضرت کی زبانِ مبارک سے ختم بھی ہونے پائی تھی کہ کوّا جیسا تھا ویسا ہوکر اڑ گیا۔

نقل ہے کہ دہلی مین ایک ملک زادہ حضرت کا مرید تھا۔ ایک روز کسی قریہ مین جاکر وہان شغل ناشروع کیا۔ الغرض اسکو لتی ملی اور مارا گیا۔ لوگون نے اسکی موت کی خبر حضرت کے آگے بیان کی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیون اس نے میرے آگے جو توبہ کرکے گیا تھا اسپر قایم نہین رہا۔ یہ کہتے ہوے مکان مین داخل ہوے حضرت

لہ لتی - رجت

کی والدۂ مقدسہؓ نے اس بات کو سنکر فرمایا کہ کیون آپنے اُسکے حق مین بد دعا کی وہ تو آپکا مرید تہا۔

حضرت نے فرمایا اماں! وہ میرے آگے توبہ کرکے گیا تہا مگر اسپر قایم نہین رہا۔ وہان جاکر توڑ دیا۔ مین اسکا کیا علاج کرون۔ آپ کی والدہؒ نے فرمایا کہ یہ عجب ہے اے سید محمد جو کوئی تیرا مرید ہوگا کیا وہ اپنے قول پر قایم نہین رہے تو مارا جائیگا اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے مین یہ کام ہی ترک کیئے دیتا ہون چنانچہ چہہ ماہ تک دست بیعت کسیکو نہین دیا۔ اور نہ کسیکو مرید کیا اور نہ سماع سنا۔ غرضکہ ایک دن مسجد دہلی سے نکلکر شہر کے باہر جاکر کہین یاد آلہی مین بیٹہے ہوے تہے اسوقت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لاے۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس خصوص مین التماس کی کہ میرے لیے کیا ارشاد ہوتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ سماع سنو اور مرید بناؤ۔ پہر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ اس کام مین مشغول ہوگئے۔

نقل ہے کہ ایک ماں اور ایک اسکا لڑکا تہا۔ یہ دونون نہایت متقی و صالح تہے۔ فرزند کو صد[illegible]س دم مین بہت مشاقی تہی۔ گلبرگہ مین رہتے تہے۔ ایک روز ماں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ اے فرزند حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی لوگ بہت تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ولی اکمل ہین۔ آزمانا ضرور ہے۔ لہذا تجویز کی کہ بازار کو جاکر میت کا سامان لاؤن اور تجہکو غسل دیکر کفناکر تیرا جنازہ تیار کرون تو اپنا دم سیند مارہ۔ جب حضرت خواجہؒ نماز جمعہ کے لیے اس راہ سے جائینگے تو تیرا جنازہ سرِ راہ رکہکر روتی رہونگی۔ دیکہین وہ اس ہمارے اسرار کو دریافت کرسکتے ہین یا نہین۔ پس ماں بیٹے نے یہ مشورت کرکے

جمعہ کے روز مان نے اپنے بیٹے کا جنازہ تیار کیا اور راستہ مین رکھکر آپ اسکے سرہانے کھڑی رو رہی تہی - استے مین حضرت خواجہؒ کی سواری اشرف ادہر سے آئی - آپ نے وہان ٹہیر کر وجہ دریافت فرمائی مان نے عرض کی کہ خواجہ میرا ایک ہی لڑکا تہا - آج وہ مرگیا ہے - جنازہ تیار ہے - نماز ادا کرکے تشریف لیجائیے - حضرت نے فرمایا کہ یہ نماز مردہ کی ہوگی یا زندہ کی - عورت نے کہا کہ زندہ کی نماز ہی کہین ہوتی ہے - مردہ کی نماز ادا کیجئے - حضرت نے فرمایا خیر مردہ ہی ہوگا لیکن آج جمعہ ہے - قبل نماز جمعہ جنازہ کی نماز پڑہنے کا حکم نہین ہے - بعد نماز جمعہ آکر نماز جنازہ ادا کرونگا - یہ فرماکر حضرت وہان سے روانہ ہوے - حضرت کے جانے کے بعد مان نے بیٹے کو اُٹھ جانے کیلئے کہا مگر جب وہ نہین اُٹھا تو اوسے ہلایا لیکن اسکو بالکل مردہ پایا - یہ حالت دیکھکر وہ بہت پریشان ہوئی اور زار زار روتے اور سر پیٹنے لگی - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ جامع مسجد مین نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قطب الاقطاب مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوکر لوٹے اور دیکھا کہ پیرزال بہت گریہ وبکا کررہی ہے - حضرت جب نزدیک گیے تو اس نے کہا کہ یا خواجہ رحم فرمائے یہ میرا اکلوتہ لڑکا تہا - ابتک بیاہ نہین ہوا اور نہ سہرہ اسکے سر بند ہا - مجھپر ترس کہائیے اور اسکو زندہ کیجئے - حضرت نے فرمایا جو کچھہ ہونا تہا وہ ہوگیا - اب صبر کر - یہ کہکر نماز جنازہ کی پڑہی - اور اسکو دفن کردیا - اور نام اسکا پیر فنا رکہا (پیر فنا سہرہ سلطان کی درگاہ شاہ بازار کے متصل گلبرگہ مین مشہور ہے - مزار پر ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے اس کے اطراف چار دیواری ہے - اس چوکنڈی مین گنبد کی جانب غرب قلعہ دار صاحب گلبرگہ دفن ہوے ہین جو

نہایت بزرگ اور مرد صالح تھے اور حین حیات اُنہون نے اسی جگہہ کو پسند کیا تہا - گلبرگہ کے اکثر لوگ ابتک بہی جب بیاہ کرتے ہین تو پہلے سہرہ پیر فنا سہرہ سلطانؒ کی قبر پر باندہتے ہین بعدہ اس سہرہ کو خود باندہ لیتے ہین - ورنہ وہ سمجھتے ہین کہ ایسا نہ کرینگے تو انکا بیاہ نامبارک ہوگا -

نقل ہے کہ چند فقیر ایک جگہہ بیٹھے ہوئے تہے - ایک گائے ادہر آگئی - اُنہون نے اسکو پکڑکر ذبح کیا اور کہا گیے - جب اس گائے کے مالک کو خبر ہوگئی تو وہ سرکاری لوگون کو ہمراہ لیکر اُن فقیرون کی گرفتاری کے لیئے آرہا تہا - اس اثنا مین اُن فقرا کو بہی اطلاع پہنچی - خوف زدہ ہوکر حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین دوڑے ہوئے گیے اور سارا حال صحیح صحیح عرض کردیا - حضرت نے دریافت کیا کہ کیا کوئی حصہ اس گائے کا باقی ہے یا سب گوشت کہا گیے - انہون نے بیان کیا کہ سب کہا گیے صرف کہال اور ہڈیان باقی ہین - حضرت نے وہی طلب کیا اور جب وہ لائے تو آپ نے پوست مین ہڈیون کو ڈلوا کر ایک گز لکڑی انکو دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی اسپر مارو اور کہو کہ بہ برکت محمدؐ جیسی تہی ویسی ہوجا - پس اُنہون نے حسب عمل کیا - اس عمل کے کرتے ہی خدا کے حکم سے زندہ گائے کہڑی ہوگئی - فقیر اسکو دیکہکر بہت خوش ہوے اور گاے کو مالک کے حوالہ کردیا -

نقل ہے کہ سلطان فیروز بہمنی کی فرزند ہوتے مگر بچپن ہی مین مرجاتے تھے ایک روز سلطان فیروز نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین التماس کی کہ میرے بچے نہین جیتے - حضرت دعا کرین تاکہ زندہ رہین - حضرت نے اسوقت زبانِ مبارک سے فرمایا کہ خدا کی درگاہ سے مایوس نہو - اس قدر

لڑکے ہونگے کہ اُنکی خدمت کرنی دشوار ہوجائیگی - چنانچہ چند روز کے بعد بادشاہ کے محل مین فرزند تولد ہوا - جبریل شاہ نام ایک درویش ستھے وہ بادشاہ کے پاس اس وقت آئے - اور کہا کہ اِس لڑکے کو مجھے دیدے - مین اپنے گھر مین رکھونگا ایک اسپ تازی بھی دے - اسکو سدھاؤنگا - جب شہزادہ کی بسم اللہ خوانی کی رسم ہوگی تو اسکو اسی گھوڑے پر سوار کراؤنگا - سلطان نے اُس فقیر کے کہنے پر عمل کیا حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ فقیر کا معتقد ہوگیا ہے تو آپ کو بہت رنج ہوا - اسوقت جو کچھ آپ نے فرمایا وہ خبر بادشاہ کو بھی پہنچ گئی - غرضکہ ایام شیرخواری ہی مین اس لڑکے کا انتقال ہوگیا - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے نے جب یہ خبر سنی تو فرمایا کہ جس نے دی تھی اُس نے اپنی امانت واپس لے لی - فقیر بادشاہ کے روبرو نہایت شرمندہ ہوا - اور بادشاہ نے رنج اور غصہ کی حالت مین اسکو شہر سے نکلوادیا - اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر بہت الحاح وزاری کی اور عفو قصور کا امیدوار رہا اور عرض کی کہ حضرت میرے حال پر رحم فرمائین اور دعا کرین حضرت نے اسکی اس حالت پر رحم کیا اور وہی الفاظ جو سابق مین فرماے ستھے زبان مبارک سے نکالے - آخر ویسا ہی ہوا - بادشاہ کو اسقدر بچے ہوئے ستھے کہ بادشاہ اُنکی پرورش کرتے ہوے تنگ آگیا تھا -

نقل ہے کہ حسن خضر نامی حضرت خواجہ رُکن رحمتہ اللہ علیہ کے مریدون مین سے ستھے اُنھون نے حضرت کے لیے اپنی جان عزیز دیدی - اسکی تفصیل یون ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سخت تکلیف مین مبتلا ستھے حسن خضر سے یہ حالت نہین دیکھی گئی - اُنھون نے حضرت کی والدہ صاحب قدس سرہا

سے حضرت کا پیراہن لیکر خود پہنا اور حضرت کے اطراف ساتھہ مرتبہ پھرے اور یہ کہکر کہ مجھہ جیسے بہت پیدا ہونگے مگر قطب الاقطاب سید محمد قدس سرہ سے ولی کامل دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ گھر کو گیے۔ حضرت کو صحت ہوگئی اور وہ تیسرے روز انتقال کر گیے۔ حضرت نے یہ سنکر بہت رنج کیا اور فرماتے تھے کہ حسن نے میرے لیے جان دیدی۔ بیچارہ اور کیا کرتا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ علاء الدین انصاری رحمۃ اللہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پر ایسا جما ہوا تھا کہ حضرت کے کسی خلیفہ کو بھی اسقدر نہ تھا جب حضرت آرام فرماتے تو علاء الدینؒ اپنا منھہ حضرت کے تلووں سے ملا کر سو جاتے تھے۔ جب حضرت بیدار ہوتے تو آپکو اس حالت میں دیکھکر فرماتے کہ تم کیوں ایسا کرتے ہو تو وہ جواب دیتے کہ حضرت آپکو کسی نے نہیں پہچانا ہے جیسا کہ میں نے پہچانا ہے۔ لا یعرف الجوھر الا الجوھری۔

نقل ہے کہ حضرت سید السادات سید یوسف قدس سرہ سے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی لونڈی ایک رات حضرت کو وضو کرانے کے لیے نزدیک بیٹھی ہوئی تھی۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ ایک مرد پیر خوش تقریر۔ دستار باندھے ہوئے پیدا ہوا اور حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا مگر لونڈی پر ہیبت طاری ہوئی اور بیہوش ہوگئی۔ جب کسیقدر ہوش آیا تو سنا کہ دونوں میں کچھہ بات چیت ہو رہی ہے۔ مگر وہ تقریر اسکی سمجھہ میں مطلق نہیں آئی۔ بعدہ پیر مرد غائب ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ رجال الغیب بھی آپ سے ہمکلام اور صحبت سے مشرف ہوتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پنج وقتہ نماز مکہ معظمہ میں پڑھتے

تھے اور نیز خانقاہ مین بھی فرض نماز کے وقت حاضر رہتے تھے - ایک روز ایک پیر مرد حضرت کے سامنے آیا اور زمین کو بوسہ دیکر حضرت کے ارشاد کے موافق آپ کے روبرو بیٹھہ گیا اور کہا کہ حضرت کو طواف کعبہ مین دیکھا ہے - حضرت نے فرمایا - سچ ہے - کعبہ میرے دروازہ کے سامنے ہے - اگر مردانِ خدا چاہین - تو طرفۃ العین مین مشرق سے مغرب تک جاکر اپنی جگہہ پر واپس آسکتے ہین اور یہ فرماتے ہوئے اس پیر مرد کا ہاتھہ پکڑ کر فرمایا کہ پلک مار - جب اسکی پلک جھپکی تو خود کو اور حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو مشرق مین پایا اور پہر پلک جھپکی تو اپنے مقام پر پایا - حضرت نے مکرر فرمایا کہ پہر پلک جھپک - جب پلک جھپکی تو خود کو اور حضرت کو مغرب مین پایا - پہر پلک جھپکی تو دونون کو اپنے مقام پر پایا - یہ دیکھکر پیر مرد نے اپنا سر زمین پر رکھدیا اور مرید ہوا -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک روز نیپال کے جنگل مین نماز پڑھ رہے تھے - ایاک نعبد و ایاک نستعین پر اس قدر تکرار فرمائی کہ صبح ہوگئی -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہم جو خدا کی عبادت کرتے ہین محض اس کے حکم کی تعمیل کے لیے کرتے ہین نہ اس لیے کہ وہ رزاق ہے اور نہ اس طمع پر کہ ہمکو بہشت ملے اور نہ اس ڈر سے کہ دوزخ مین رہین گے - کیونکہ اگر بہشت و دوزخ نہوتے تو کیا عبادت نہین کرتے - پس عبادت محض خدا کے لیے ہے نہ کہ کسی اور مصلحت یا فایدہ کے لیے ؎

ملک دو عالم نخواہد آنکہ خواہد یار را		در نظر جنت نیاید عاشق دیدار را
طاعت مین تا رہی نہ مئی و انگبین کی لاگ	؎	دوزخ مین ڈالدو کوئی لے کر بہشت کو

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ کے قالب مقدس سے ہر روز ایک صورت باہر آتی تھی - اور پانی لیکر وضو کرتی اور جو کچھ وظایف ہوتے سب پڑہتی - اس کے بعد حضرت اسپر اکتفا نہ کرکے خود اُٹھتے اور وضو کرکے پہر تمام وظائف کو ادا کرتے تاکہ شریعت نبوی کی اتباع ہو -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ دہلی مین جس مکان مین رہا کرتے ستے وہ مکان نہایت تنگ و تاریک تہا مگر اُسی تاریکی مین بیٹہکر آپ تہجد کا وقت پہچان لیتے ستے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو ایسی قوت حاصل تہی کہ جس کسی سے آپ بغلگیر ہوتے اسکو یا تو نعمت دیتے یا اُسکی نعمت سلب کرلیتے ستے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کو انبیا و اولیا کی ارواح طیبہ سے ملاقات ہوتی تہی چنانچہ روح مبارک شاہ الاولیا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ایکبار روز حضرت سے پوچہا کہ عرس مبارک عالی جناب کی کون تاریخ ہے تو آپ نے ۱۸ ماہ رمضان المبارک بتلائی تہی -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے خواجہ حبیب اللہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینیؒ کو قرآن شریف کی دس آیتون کے معنی بتاسے ستے تو اسوقت ایک ایک لفظ کے ہزار ہزار معنی تبلاسے ستے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت دریا کے کنارے بیٹہے ہوئے ستے - ایک دانشمند بزرگ کچہ سوال کرنے کی غرض سے کتاب ہاتہ مین لے کر آپ کے پاس آئے اور آگے بیٹہ گئے - بیٹہتے ہی حضرت نے اُن کے ہاتہ سے وہ کتاب

سے لی اور دریامین ڈال دی - وہ بزرگ حیران ہوئے اور کہاکہ یاسید آپنے یہ کیاکیا - یہ سنکر حضرت نے اپنا دست مبارک دریامین ڈالکر اُس کتاب کو نکالا اور جھٹک کر اون کے ہاتھہ مین دیدی - اور فرمایاکہ پوچھو کیا سوال ہے - بزرگ نے جواب دیاکہ کس کا مقدور ہے جو حضرت سے سوال کرسکے - حضرت نے تبسم فرماکر کہاکہ مجھکو معلوم ہے - تمہارا سوال یہ تہا اور جواب اسکا یہ ہے - غرضکہ اس طرح سے انکی فہمایش کی کہ ایک ایک لفظ کو ہزار طرح سے بتلایا - اُن بزرگ نے سر اپنا زمین پر رکھدیا - اور مرید ہونے کی درخواست کی - حضرت نے فرمایاکہ جاؤ - یہان تمہاری قسمت مین مرید ہونا نہین لکہا ہے - جیساکہ سلطان احمد کو بہی فرمایا تہا -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ دکن رحمۃ اللہ علیہ ایک روز حوض کے کنارے بیٹھے تہے - ایک شخص آیا اور پوچہا کہ اے سید محمد تو نے خدا کو پہچانا یا نہین - حضرت خاموش [illegible] بیٹھے - [illegible] دوچند [illegible] جواب نہین دیا - سایل نے ہنسکر کہا خدا کو پہچانا ہے - یہ کہکر غائب ہوگیا - خواجہ ابوالمرشد مقبول الحضرت شاہ یداللہ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہین کہ اس وقت حضرت کا خاموش ہی رہنا اس سوال کا جواب تہا - ہان یا نہ کہنا ممکن ہی نہ تہا - کیونکہ اگر وہ کہتے کہ پہچانا تو سایل پوچہتا - کیا پہچانا اور اگر کہتے کہ نہین پہچانا تو سائل کہتا کہ اتنی عمر ناحق ضایع کی - پس اس خیال سے خاموش رہے - سایل سمجہہ گیاکہ جواب اس سوال کا سکوت ہی ہے - پس ہنسکر چلا گیا ۵

ہرگز دل من زعلم محروم نہ شد	کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نہ شد

نقل ہے کہ ایک روز عایشہ مادر ملک نے بی بی بتول دختر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین بحزن و گریہ التماس کیاکہ آپ حضرت سے

دریافت کیجیے کہ سنا گیا ہے کہ اس ضعیفہ کا بیٹا جو لشکر کے ہمراہ گیا تھا مارا گیا ہے آیا یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ - بی بی بتول رضؓ نے حضرت سے مادر ملک کا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ وہ اپنے لڑکے کے لیے بہت غم و اندوہ کرتی ہے - حضرت نے فرمایا اے بی بی بتول اس ضعیفہ سے کہہ وہ اپنے لڑکے کیلیے کیوں غم و اندوہ خواہ مخواہ کرتی ہے - اس کا لڑکا تو بہشت مین ہے اور وہان کے میوہ جات کہاتا پہر رہا ہے - اسطرح کہکر اس ضعیفہ کو تسلی دلائی -

نقل ہے کہ ایک روز مادر شیر خان کی زیارت کے لیے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ تشریف لے گئے - فاتحہ ختم کرتے ہی شیر خان بگریہ و حزن آیا اور حضرت کے قدمون پر گر پڑا - حضرت نے اسکی فرمائی اور بشارت دی کہ کیون روتا اور رنج کرتا ہے - مت رنج کر - تیری مان اس وقت خدمت گاری مین حضرت فاطمہ رضؓ کے مشغول ہے -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ بیٹھے ہوئے تھے - ہاتھہ مین ایک نیم دانگ تھی - اپنے پوتون کو بلا کر فرمایا کہ یہ نیم دانگ بادشاہ کے خزانہ کی ہے - کسکو دینا چاہیے - سبھون نے دیکھکر یہی کہا کہ مجھے دو - حضرت نے کسیکو نہین دیا - میان روح اللہ رحمۃ علیہ کے ہاتھہ مین دی - آخر الامر میان روح اللہ رحؒ کو خطاب دولت خانی کا ملا اور وہ بادشاہ وقت کے دیوان ہوے

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جب دہلی سے آئے اور گلبرگہ کے قریب پہنچے تو موضع جینچولی مین مقام فرمایا اور وہان سے شہر مین داخل ہونا چاہتے تھے - گلبرگہ کے لوگ کیا شریف و کیا رزیل - کیا امیر و کیا غریب سب حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہونے کے لیئے شہر سے باہر آکر استادہ تھے - ہلکے پیشہ کے

لوگ چونکہ جنکو یہ خیال تہا کہ حضرت تک انکی رسائی نہ ہوسکے گی جنگل مین ٹہیرے
ہوئے ستہے۔ ان لوگون مین سے کمانگر لوگ سب اکٹھے ہو کر علیحدہ مقام
پرراہ مین کہڑے ہوئے ستہے۔ مولانا داؤد ان کمانگرون کے چودہری ستہے۔ انکے
دل مین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے مرید ہونیکا بے حد شوق تہا۔ نہایت
توجہ اور عقیدہ خالص سے انہون سنے ارادت کا مصمم ارادہ کرلیا تہا۔ جس وقت
حضرت کی پالکی اس راہ سے گذری تو حضرت سب دیکہتے ہوئے جارہے
ستہے۔ جب کمانگرون کے پاس سے سواری اشرف گذری تو کمانگر آکر قدمبوس ہوئے
اُس وقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے
اُن کمانگرون کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تم لوگون مین جو فلان جوان (یعنی مولانا
داؤد کی طرف اشارہ کرکے) کہڑا ہے۔ اسکو کہو کہ جب مین یہان سے جاکر جہان
کہین قیام کرونگا تو وہان آ۔ مین تجہکو اپنے زمرہ مریدون مین لونگا۔ یہ سنکر مولانا
داؤد نے اپنا سر زمین پر رکہدیا اور نہایت معتقد ہوگیا۔ القصہ جب خواجہ بندہ
نواز حسینی قدس سرہ وہان سے چلکر گلبرگہ مین تشریف لائے۔ تو مولانا داؤد بہی
حسب الارشاد حاضر خدمت ہوکر حضرت کے ارادتمندون مین شریک
ہوئے۔ اور حضرت کی خدمت مین حاضر رہنے لگے۔ حضرت نے اس کو
تلقین ذکر و مراقبہ فرمایا۔ کہتے ہین کہ ایک وقت جبکہ مولانا داؤد حسب الارشاد حضرت
خواجہ صاحب قدس سرہ کسی بزرگ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تہے
تو وہان دیکہا کہ ایک پیرمرد گودڑی پوش بڑی ڈاڑہی والے دراز قامت انکے
پاس آئے اور چار سیب اور دو سوپان عمدہ انکے ہاتہ مین دئے اور فرمایا
کہ یہ سید محمد کو دیدینا اور یہ کہکر غائب ہوگئے۔ مولانا داؤد بہت متعجب ہوئے

اور دل مین کہاکہ یہ کون شخص ہونگے جو یہ سیب غیر ہنگام لائے ہین - غرضکہ وہان سے آکر تمام حال حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ سے بیان کیا اور ہان اور سیب آپ کے آگے رکھ دیئے - حضرت نے فرمایا کہ اے داؤد کیا تجھے معلوم ہے کہ وہ مرد بزرگ کون تھے اور جب داؤد نے لاعلمی ظاہر کی تو خود ہی فرمایا کہ وہ خواجہ خضر علیہ السلام تھے جو اس روپ مین تجھے نظر آئے -

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے سلطان احمد شاہ بہمنی کو یہ نصیحت کی تھی کہ جو کچھ کہ جو کچھ کہ مین نے تیرے حق مین کیا ہے وہ تو خوب جانتا ہے - پس میرے لوگون مین سے جو شریعت غرّا کی پابندی کرے انکی تو رعایت رکھہ اور عیاذاً باللہ اگر میرے فرزندون مین سے کوئی شرع کا مخالف ہوجاوے تو تو بھی اسکا مخالف ہوجا -

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ حالتِ ذوق مین تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا - افعل کما شئت - یعنی جو کرنا چاہتا ہے کر - شرع تیرے مانع نہین ہے - حضرت نے جواب دیا کہ جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا - لیکن مین اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی نہین چھوڑونگا - اور اسی پر ثابت قدم رہونگا - آنحضرت نے جو کچھ کیا اور فرمایا وہی بجالاؤنگا اور جن امور کو منع فرمایا اون سے پرہیز کرونگا - **مثنوی**

محمد ابوالفتح گیسو دراز	نہ تنہا نبی گشتہ او سرفراز
انیسِ نبی ہم جلیسِ علی	بہ اسرار پنہان ازو شد جلی

نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو حضرت رب العالمین سے اجازت مل چکی تھی - کہ جب تک دنیا مین رہنا چاہتے ہین اوسوقت تک

رہیئے - آخر الامر جب کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے ایک رات خدا سے موت طلب کی تو خواجہ حبیب اللہ ابو المرشد مقبول الحضرت شاہ یداللہ حسنی الحسینی قدس سرہ العینی کو یہ حال فوراً معلوم ہوگیا۔ وہ اگر کھڑے ہوگیے - اور کہا کہ قسم ہے آپکو حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ کی! آپ اس ارادہ سے باز آئیے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے فرمایا - مرد جو کچھہ اختیار کرتے ہین اُس سے روگردان نہین ہوتے - تم نے کیسے سُن پایا - کیا کہین میرے دل کے نزدیک تو کہڑے ہوئے نہین تھے - خیر خود کو معلوم رہنے دو - دوسرون سے نہ کہو -

کیفیت وصال حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے اپنے انتقال کے پانچ روز پہلے مقبول الحضرت شاہ یداللہ قدس سرہ کو اپنے پاس بلایا اور گودی مین لیا - اور فرمایا سید محمد حسینی فوت ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون اور روح قالب سے باہر آگئی اور مقبول الحضرت شاہ یداللہ قدس سرہ کو اپنے پیچھے کہڑا کرکے نماز اپنی نعش پر پانچ تکبیرون کے ساتھہ ادا کی اس کے بعد آپنے فرمایا کہ اب تک کسی شخص نے مجہپر انا للہ وانا الیہ راجعون نہین کہا ہے مین کہتا ہون - وہ ایسا کون ہے جو میری نماز پڑہے مین اپنی نماز آپ ادا کرچکا ہون - پس عمر شریف آپ کی ۱۰۵ سال ۴ ماہ اور ۱۲ یوم کی ہوئی تہی - روز دوشنبہ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ کی صبح کو آپ نے اپنے پاؤن بستر پر دراز کیے - اور دونون ہاتہہ سینے پر رکہکر آنکہہ حق مین کہلی رکہی اور منتظر وقت تھے - جو سانس آتی ذکر کرتی ہوئی آتی جوجاتی وہ بہی ذکر کنان جاتی تہی - اسکی آواز اچہی طرح سب کو سنائی دیتی تہی - مقبول الحضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ آپکے بستر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے - یکایک ایک صورت تجلی بہشتی ہوئی پیدا ہوئی اور حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے

لب پر لب رکہا - اِسوقت حضرت کی آنکہون سے پانی جاری ہوا اور منہ سے بہی پہین (کف) نکلنے لگا - اسکو مقبول الحضرت شاہ یداللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب وصیت حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ چوس لیا اور پی گیے - بعدہٗ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی جان شیرین واصل بحق ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت شاہ یداللہ حسینی رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ وہ عجب صورت تہی متجلی - کبریائی چادر کندہے پر اور حلہ عصمت بدن ہین - وہ حسن - وہ ناز - وہ ملاحت کہ ایک بوسہ مین نقد جان اسکی رونمائی ہوجائے - ملک الموت درمیان نہ تہے - انکی مجال نہ تہی کہ آئین - قبض روح بے واسطے ہوئی - بیت

ور کوے توعاشقان چنان جان بدہند		کانجا ملک الموت نہ گنجد ہرگز	

الغرض حضرت کی وصیت کے بموجب بہاء الدین امام نے غسل دیا - اور مولانا سراج الدین نے پانی ڈالا - روح مبارک توعالم تجرید کی سیر مین مصروف تہی جسم عنصری کو حسب رسومات زمانہ زیر خاک دفن کردیا ؎

محمد رافسردہ آرے چو در گور		زہے روح وزہے راحت سرائے	

وراثت وسجادگی - حضرت نے اپنے زندگی ہی مین سب املاک وامتعہ کا مالک اپنے بڑے صاحبزادہ کے فرزند حضرت شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ کو بنایا تہا لیکن تسبیح - مسواک - مصلے اور گادی وعصا اور اپنی سجادگی اپنے چہوٹے صاحبزادہ شاہ محمد اصغر حسینی عرف شاہ لہرہ قدس سرہ کو دی اور اپنا روضہ شریف بہی اُن ہی کے حوالہ فرمایا - اور حضرت شاہ قبولا حسینی قدس سرہ سے فرمایا کہ سید محمد اصغرؒ ہی چند دن کے مہمان ہین - انکے بعد ان سب کے ہی تم مالک ہو - کہتے ہین کہ ایک روز حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس اللہ سرہ کی زیارت کے لیئے گئے اور وہان دیکھا حضرت مخدوم زادہ میان محمد اصغر قدس سرہ حضرت کی قبر پکڑے ہوئے بیٹھے ہین۔ آپ نے اسکی وجہ استفسار کی۔ حضرت مخدوم زادہ موصوف نے کہا کہ بابا نے گھر وغیرہ تو تمہین دیدیا اور اپنی قبر مجھکو عطا فرمائی اس لیئے مین قبر پکڑے بیٹھا ہون۔ یہ سنکر شاہ سفیر اللہ قدس سرہ نے کہا کہ مجھے قبر دیدو اور آپ گھر لے لو اتنا کہکر بے اختیار رونے لگے اور حضرت سید شاہ محمد اصغر حسینی قدس سرہ کو لیجا کر گھر مین بٹھایا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ عالم ظاہری سے عالم باطن کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت کے چھوٹے صاحبزادے میان قدس سرہ قدس سرہ نے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ تمام ملایک مین دھوم مچی ہوئی ہے کہ روح سید محمد قدس سرہ آرہی ہے۔

تاریخ وفات۔ تاریخ وفات حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ مخدوم دین و دنیا ۸۲۵ھ سے نکلتی ہے۔ علاوہ برین اس شعر مین ؎

سنش عادل تولد وارث ۷۲۰ جود	وفاتش وان کہ تاج المرسلین بود ۸۲۵

حضرت کی عمر مبارک و سنہ ولادت و تاریخ وفات ہرسہ برآمد ہوتے ہین۔

تعمیر روضہ مبارک۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی رحلت فرمانے کے دو سال بعد گنبد مبارک کی تیاری احمد شاہ بہمنی نے زیر اہتمام و نگرانی حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی رح آغاز کی جو سلطان علاء الدین فرزند سلطان احمد کے زمانہ مین ختم ہوئی۔ سات سال کی مدت مین گنبد مع گلابہ اندرونی تیار ہوا ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ نے بیرونی گلابہ کرایا۔ اور سلطان محمود عادل

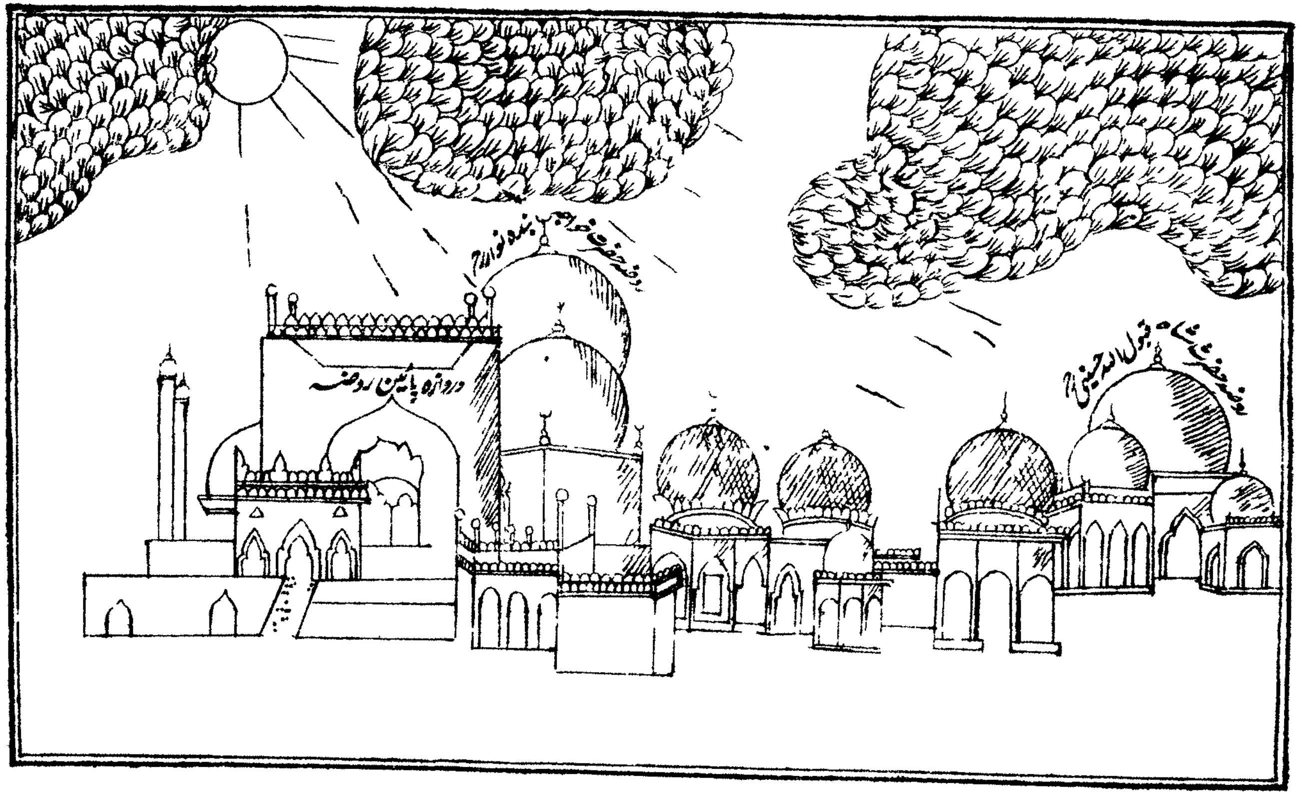
شاہ بیجاپوری نے ۱۰۵۵ھ مین قدیم کلس کو نکالکر آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ کے گنبد پر چڑھا کر نیا کلس آپ کے گنبد مبارک پر چڑہایا۔ اور افضل خان سپہ سالار بادشاہ بیجاپور نے دروازہ پائین و مسجد بیرون وسراے تعمیر کرائی۔ اور عالمگیر بادشاہ نے مسجد اندرون درگاہ و سماع خانہ حجرے او حوض مسجد تعمیر کرایا۔ مگر حوض مذکور مسجد کے مقابل تہا جسکو بعہد سجادگی حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ بند کرا کر جدید حوض جو اسوقت موجود ہے تیار کرایا گیا۔ جس کے اخراجات مین تقریبًا دس ہزار روپیہ اُٹھے۔

فصل دوم در ذکر فضائل وشمائل وراہ وروش حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ

متابعت شریعت ورغبت سماع

حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ارکان دین کے بہت پابند تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی فعل آپ سے سرزد نہین ہوتا تہا۔ دائرہ سنت جماعت سے کبھی باہر قدم نہ دہرتے تھے۔ چنانچہ ضرب الامثال مین جو خود حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف منیف ہے اسطرح تحریر فرماتے ہین۔ ”عقیدۂ من عقیدۂ اہل سنت وجماعت است۔ ہمہ می گویند حقیقت سر است۔ من کہ محمد حسینی ام میگویم شریعت سر است۔ زیراچہ حقیقت از زبان حیدریان وقلندران وملحدان وزندیقان شنیدہ ام بلکہ از زبان جوگیان وبرہمنان ہم شنیدہ۔ اما شریعت سر است“ لوگون کے ساتھ آپ بہت محبت سے پیش آتے تھے۔ ریاضت وشغل مین آپ نہایت

نمبر (۷) نقشہ روضہ مقدس حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز واقعہ گلبرگہ شریف



جفاکش تھے۔ طالبانِ حق کو ارکان دین کے مطابق آپ ہدایت فرماتے تمام دنیوی امور کو احکام وہدایات اولیا کے مطابق بجالاتے۔ مختلف مذاہب کے جھگڑون سے آپ کو بالکل سروکار نہ تہا۔ کسی کام اور کسی بات مین شرع محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف نہین کرتے۔ پانچون وقت برابر جماعت سے نماز ادا کرتے تھے۔ کبہی تنہا نماز نہین پڑہی۔ گلبرگہ مین مولانا بہاءالدین امامت کرتے اور مولانا قطب الدین اذان دیا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ ہر روز بلاناغہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی رحمتہ اللہ علیہ کے اوراد کا ورد رکہتے اور اپنے مریدون کو بہی انہین اوراد کے پڑہنے کی تاکید فرماتے۔ جب کبہی مولانا نور الدین تلقین ذکر کے لیئے التماس کرتے توبہی فرماتے کہ شیخ موصوف کے اوراد کا ہی ورد رکہو۔ ان اوراد کے علاوہ قرآن مجید کی تینتیس آیات ہر نماز صبح وعشا کے بعد پڑہتے تھے۔ اخر عمر مین مخدوم زادہ سیان ید اللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے بہ آواز بلند پڑہا کر سنتے۔ نماز عصر کے بعد دعاء استفتاح بلاناغہ پڑہتے۔ مگر اخیر عمر مین اسکو بہی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے سامنے مخدوم زادۂ موصوف بہ آواز بلند پڑہا کرتے تھے۔ دعا ختم ہونیکے بعد مقبول الحضرت شاہ ید اللہ حسینی قدس سرہ کو بغل مین لیتے۔ اسوقت اہل باطن کہتے ہین کہ مقبول الحضرت پر دلی راز کا انکشاف ہوتا تہا۔ روزانہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کی وصیت کے مطابق قرآن مجید کے ایک پارے کی تلاوت کرکے اسکا ثواب آپکی روح پاک کو بخشتے تھے۔ جب ایام ضعیفی مین آپکو کہڑے رہنے کی طاقت نہ رہی تو فرض اور نفل رکعتین سب بیٹہکر ادا کرتے۔ ہمیشہ دوپہر مین کسیقدر قیلولہ فرماتے اور

یہ فرماتے ستھے کہ وہ صوفی جو قیلولہ نہ کرے اُسکو سمجھنا چاہیئے کہ اسکی نیت شب بیداری کی نہین ہے - تمام رات سوناچاہتا ہے - تہجد کے بعد ذکر فرماتے ستھے - ذکر اکثر حلقہ مین ہوا کرتا - کثرت سے روزے رکھتے - جمعہ کا غسل فرماتے - نماز جمعہ مسجد مین پڑھتے ستھے - مسجد مین جاتے ہی پہلے ۲ رکعت نماز پڑھتے اور بعدہٗ مراقبہ فرماتے ستھے - چشتیون کے طریقہ پر سماع سے آپکو بہت رغبت تھی بیشتر سید نصیر رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ شیخ برہان غریب قدس سرہ کے پاس جن سے آپکا قریبی رشتہ تہا سماع کے لیے جایا کرتے - دہلی مین جب آپ نے شروع شروع سماع جاری کیا تو مریدان واثق و معتقدان راسخ جو اُن مجلسون مین شریک ہوتے ستھے سب کے سب وجد مین آکر بیخودی کی حالت مین سربسجود ہو جاتے ستھے - یہ حالت بعضون کو ناپسند ہوئی - انہون نے بادشاہ وقت سے شکایت کی کہ حضرت کی مجلس مین شور وغل بہت ہوتا ہے اور خلاف شرع سجدے کیے جاتے ہین - چونکہ اسمین فساد کا اندیشہ تہا لہذا فیروزشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ سے سماع خلوت مین ہوا کرے - چنانچہ اسوقت سے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ مخدوم زادون اور یارون کو لیکر سماع حجرہ مین فرمانے لگے - اور یہی رواج اب تک جاری ہے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کسی تقریب مین گانے بجانے کی مجلس ہوتی تو اسمین برابر شریک ہوتے ستھے - جو لوگ آپ کے پاس تحصیل علم کے لیے آتے ستھے انمین سے بعض کو صبح مین اور بعض کو بعد نماز ظہر تلاوت قرآن شریف سے فارغ ہو کر درس دیتے - اکثر لوگ علوم حدیث و تفسیر و سلوک کی تعلیم پاتے ستھے - اور بعضے علم کلام اور فقہ پڑھتے ستھے - تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اگر کوئی کتاب تصنیف کرنی ہوتی تو اسکو لکھتے -

خانقاہ مین جب سماع ہوتا توہر دو مخدوم زادے وہان بیٹھے رہتے - اور حضرت بہی اپنے حجرہ سے باہر آکر سماع سنتے اور لبعض وقت جب وجد مین آجاتے تو مخدوم زادہ سید احمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت کو ادب و تعظیم کے ساتھہ سماع سے باز رکھتے اور حجرہ مین لیجاتے تہے - سوائے حضرت سید احمد قدس سرہ کے اور کوئی شخص حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کو سماع سے باز نہین رکہہ سکتا تہا حالانکہ یہ امر حضرت کے ناپسند خاطر تہا مگر سید احمد رحمتہ اللہ علیہ بخیال ضعف پیری و غلبہ حال کے حضرت کو سماع سے باز رکہتے تہے تاکہ آپ پر کوئی صدمہ نہو - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ جانورون کی بولی بہی سمجہتے تہے -

ذکر طعام خانقاہ مین حضرت کے لیے ہمیشہ ایک سیر آٹے کی آٹہہ روٹیان بنکر دسترخوان پر آتی تہین - حضرت روزانہ آدہی روٹی سے کبہی زیادہ تناول نہین فرماتے تہے اور پینے کے لیے پانی ایک لوٹے مین رکہا جاتا تہا جو حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ کا مرحمت شدہ تہا اُسی پانی سے ہاتہہ دہوتے - غرغرہ کرتے اور وہی پیتے تہے - اس سے زیادہ کبہی استعمال مین نہین آیا - فواکہات مین خربزہ رغبت سے کہاتے تہے - ایک وقت لوگون نے چاہا کہ دیکہین کسقدر کہاتے ہین مگر کبہی ربع یا نصف سے زیادہ نہین کہایا - حضرت پان بہی کہاتے تہے مگر ماہ صیام مین مطلق ترک کردیتے تہے اور فرماتے تہے کہ ماہ رمضان مین میرے پیر مرشد پان نہین کہاتے تہے اس لیے مین بہی نہین کہاتا ہون -

طریق بیعت حضرت خواجہ رکن رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت کا یہ طریق تہا کہ جو کوئی آپکے پاس بیعت کی غرض سے آتا تو اوس کے ہاتہہ پر اپ اپنا دست مبارک

مبارک رکہتے اور فرماتے کیا تو اقرار کرتا ہے اس ضعیف کے ساتہہ اور اس ضعیف کے خواجہ اور خواجۂ خواجہ کے ساتہہ اور مشائخین طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتہہ اپنی آنکہہ اور زبان کی گواہی سے کہ شرع شریف کی راہ پر ثابت قدم رہیگا - کیا یہ تجہکو قبول ہے - وہ کہتا کہ مین نے قبول کیا - جب اقرار اس سے لے لیتے تو فرماتے الحمد للہ - یہان شکر اس بات کا ہے کہ ایک شخص طریقہ خواجگان مین داخل ہوا - یہ فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک اُٹہا لیتے اس وقت مرید اپنے مرشد کے چہرہ کو بغور دیکہکر اپنے خیال مین اسکو جما لیتا - پہر حضرت ممدوح تکبیر فرماتے ہوئے مقراض ہاتہہ مین لیکر سیدہی جانب بناگوش کے اوپر کے چند بال کترتے اور اس کے بعد بائین جانب کے بہی چند بال کتر کر تکبیر فرماتے ہوئے کلاہ اسکے سر پر رکہتے - کلاہ پہننے کے بعد وہ وہان سے جا کر دوگانہ نماز ادا کرتا - اسکے بعد دستار یا عمامہ باندہکر واپس آکر حضرت کا قدمبوس ہوتا - ازان بعد حضرت اسکو پانچ وقت نماز جماعت سے پڑہنے کی تاکید فرماتے اور دوسری نمازین وغیرہ پڑہنے کی اسکو ترکیبین بتلاتے - اور ہر مہینہ ایام بیض کا روزہ رکہنے کے لیئے فرماتے - اگر کوئی عورت مرید ہونا چاہتی تو ایک پیالہ مین پانی بہر کر طلب کرتے اور اپنی شہادت کی انگلی کا کچہہ حصہ اسمین ڈبوتے اور وہ عورت بہی دوسری جانب اسیطرح اپنی شہادت کی انگلی ڈبوتی بعدہ بیعت کرا کر وہی پانی اُس عورت کو پینے کے لیے دیتے - اس کے بعد رومال یا دامنی اس کے سر پر رکہتے - اگر عورت حضرت سے پردہ کرنے والی ہوتی تو درمیان مین چادر ڈالتے اور پانی کا پیالہ بیچ مین رکہدیتے - یا کسی محرم کو اپنا وکیل بنا کر بطریق مذکور بیعت کراتے -

بادشاہ کی تواضع حضرت اقدس ہمیشہ سہالچہ پر نشست فرماتے اور کوئی شخص سوائے بادشاہ کے اسپر نہین بٹہتا - جب بادشاہ آنا چاہتا - توقبل ازین کہلا بہیجتا کہ مین فلان روز حاضر خدمت ہون گا - اس روز حضرت کے یہان کہانا تیار کرایا جاتا - سلطان کہانا کہا کر واپس جاتا اور کچہہ تبرکاً اُٹہا رکہتا اور اپنے گہر لیجاتا -

سالگرہ مبارک مولانا محمد علی سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی مین جو ۸۳۱ھ مین تصنیف کی ہے لکہا ہے کہ ۸۱۸ھ مین ۴ ماہ رجب کو حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے تمام یار واصحاب قاضی راجہ - شیخ زادہ شہاب الدین - خواجہ احمد دبیر - مولانا ابوالفتح و قاضی سیف الدین وغیرہ نے دن کے آٹہہ بجے حضرت کے آگے نذرانے پیش کیے جن مین سے بعض بنام صدقہ و بعض بنام مبارکباد تہے - محمد علی سامانی نے لوگون سے اس کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روز حضرت کی سالگرہ کا تہا - اس سال حضرت کے سن شریف کے ۹۰ سال پورے ہو کر ۹۱ سال کا آغاز ہوا تہا - محمد علی سامانی نے دریافت کیا کہ سالگرہ کی ضیافت کون کرتے ہین تو مولانا بہاء الدین امام و مولانا سراج الدین خادم و مولانا نور الدین و مولانا دانیال قدس سرہم وہان موجود تہے اُنہون نے کہا کہ قبل ازین حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی والدہ بی بی رانی بزرگ قدس سرہا آپکی سالگرہ کی ضیافت کرتی تہین - جب آپ نے رحلت فرمائی تو بی بی رضا خاتون قدس سرہا اس کام کو انجام دینے لگین جب آپ نے بہی رحلت کی تو اب حضرت کی صاحبزادی بی بی بتول قدس سرہا ضیافت فرمایا کرتی ہین - یہ سنکر محمد علی سامانی نے بہی چند سکے چاندی کے

رائج الوقت حضرت کی خدمت مین لیجاکر پیش کیے - حضرت نے دریافت
فرمایا کہ آیا یہ صدقہ ہے یا مبارک باد - اُنہون نے عرض کی کہ یہ مبارک باد ہے
پس اس رقم کو حضرت نے الگ رکہہ دیا - جو رقم بطور صدقہ کے دیجاتی تہی اسکو
الگ رکہکر فقرا کو دیتے تہے - اور جو رقم بطور مبارک باد دیجاتی اسکو الگ رکہکر خود
صرف کرتے تہے - اس موقع پر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے مولانا
محمد علی سامانی سے اسطلاح مکالمہ فرمایا کہ مولانا لوگ یہ کہکر کہ فلان شخص اتنے سال
کا ہوا بہت خوش ہوتے ہین - لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ درازی عمر میرے لیئے
ایک بلائے عظیم ہے اگر طوالت عمر نیک ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنے حبیب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمایا آنحضرتؐ کو دو چیزین نہین عطا ہوئین - ایک کو
بصراحت اور دوسرے کو بکنایہ فرمایا - جو صراحت سے فرمایا وہ یہ تہا وما علمناہ الشعر
وما ینبغی لہ اور کنایتاً جو فرمایا وہ یہ تہا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق یعنی جس کسی کو مین عمر دراز
دیتا ہون تو اسکو لوگون مین خوار و ذلیل کرتا ہون یا اُسکو نقصان پہنچاتا ہون - اور
نہین چاہتا ہون کہ اپنے دوست کو لوگون مین خوار کرکے پہراؤن یا اُس کے
قوتون مین نقصان پہنچاؤن اور یہ بہی فرمایا - مولانا! مین نہین سمجہ سکتا ہون کہ اسقدر
بڑی عمر مجہے کس لیئے عطا ہوئی ہے - مین نے کبہی خداے تعالیٰ سے سواے
ایک وقت کے درازی عمر کی درخواست نہین کی تہی اور یہ بہی اسوقت کی جبکہ
حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی قدس سرہ اس جہان فانی سے
رحلت فرما چکے اور رحلت فرمانے کے قبل اپنی خلافت مجہکو عطا کی مگر اسکا
علم آپکے ہمشیرزادے مولانا زین الدین قدس سرہ کو نہ تہا - اس لیے حضرت
ممدوح کے وصال کے بعد اُنہون نے خلافت کی نسبت مخالفت کی اور

اُسوقت یہ کہا کہ جو کوئی حضرت شیخ الاسلام ممدوح کا خلیفہ ہوگا وہ شیخ موصوف کی مانند پوری عمر پائیگا - اور اُنہین کی طرح بندگان خدا کو تلقین و ارشاد کریگا - اور سلسلہ مشائخی اس سے جاری رہیگا - جب یہ کلمات مین نے اُن سے سنے تو البتہ اُسوقت میرے دل مین گذرا کہ اگر خدائے تعالیٰ نے مجھے بڑی عمر دی تو بہتر ہو گا - تاکہ میری خلافت کا ثبوت اِن لوگون کو ملجائے حالانکہ انکا یہ کہنا بجائے خود درست نہ تہا - اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ آج کے روز میری عمر بھی حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود قدس سرہ کی عمر کے مساوی ہوچکی یعنی آپکی عمر شریف ہنگام رحلت ۹۸ سال کی تہی -

فاتحہ خوانی اکابر اسلام حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی رحمتہ اللہ علیہ بلاناغہ بزرگون کا عرس کرتے تھے - ۱۲- ربیع الاول کو عرس حضرت سلطان صوفیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چودہوین ماہ مذکور کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ - اٹھارہوین کو اپنے چھوٹے بھائی سید احمدؒ کا عرس کرتے تھے - جنکا بچپن ہی مین انتقال ہوا تہا - پندرہوین ربیع الاخر کو عرس مخدوم زادۂ بزرگ حضرت محمد اکبر قدس سرہ - اٹھارہوین ماہ منہ کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی ؒ - سلخ ربیع الاخر یا غرہ جمادی الاول کو اپنے بڑے بھائی سید نجم الدین حسینی عرف سید چندا رحمتہ اللہ علیہ کا عرس کرتے - ۳ رجب کو عرس حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہ - ۴ ماہ رجب کو عرس حضرت بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی دختر بزرگ - ۱۴ رجب المرجب کو عرس حضرت امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام ۶ رمضان المبارک کو عرس شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ - ۱۸ ماہ رمضان کو عرس حضرت شیخ نصیر الدین محمود دہلوی قدس سرہ

قدس سرہ - ۱۹ کو عرس امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ - ۲۷ کو عرس حضرت فاطمہ کبریٰ علیہا السلام - ۵ ہر ماہ شوال کو عرس اپنے والد ماجد حضرت سید یوسف عرف سید راجہ قدس سرہ کا فرماتے - ۱۳ ذیقعدہ کو اپنی والدہ بی بی رانی صاحبہ قدس سرہا کا عرس کرتے - ۵ ہر ماہ محرم کی شب کو عرس حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہ ۱۰ محرم کو عرس سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کرتے - انکے علاوہ لیلۃ القدر، شب برات اور عیدین کو بعد نماز اور آخری چہار شنبہ کے روز ہمیشہ کندوری کرتے تھے -

فصل سوم در ذکر اولاد و احفاد حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ

مقدمہ اول - در ذکر اولاد حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ

اولاد حضرت - حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں -

حالات فرزند اکبر - بڑے فرزند زبدۂ اصحاب شریعت قدوۂ ارباب طریقت سعید دارین حضرت سید شاہ حسین محمد حسینی الحسینی المعروف بہ سید محمد اکبر قدس اللہ سرہ العزیز جنکو میاں بڑے بھی کہتے ہیں - آپکی فضیلتیں بے شمار ہیں - جب آپکا سن شریف سات سال کا تھا تو ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ کے پاس گئے - اور عرض کی کہ صوفی کہتے ہیں کہ ہم نے یہہ دیکھا پس آپ مجھے بھی بتلائے مجھے اس کا بہت شوق ہے - حضرت اسی روز سے مخدوم زادۂ بزرگ کو سیر و سلوک ارشاد فرمانے لگے - کہتے ہیں

کہ جب حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے مخدوم زادہ بزرگ سے پہلے
پہل مراقبہ کرایا اُسوقت اُنکی خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی - عند الملاقات
خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہو جو چاہنا ہے - مخدوم زادہ نے جواب
دیا کہ میری مطلوبہ وہ شئے نہین ہے جو تم مجھے دے سکو - یہ فرماکر حق کے ساتھہ
مستغرق ہوگیے - خواجہ خضر علیہ السلام یہ دیکھکر مرحبا کہتے ہوئے چلے گئے -
مخدوم زادۂ بزرگ کی عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی کہ ایک وقت آپ حضرت شیخ
السلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد مبارک مین تشریف
لے گیے اور وہان توجہ کی - حضرت شیخ قبر سے باہر تشریف لاکر روبقبلہ بیٹھے
تمام رات مخدوم زادہ موصوف حضرت افضل المشایخ کی حضوری مین رہے -
حالانکہ حضرت کا جلال ایسا تہا کہ آپ پر اسکا بہت کچھہ رعب پڑتا تہا مگر آپ
نے مستقل مزاجی سے کام لیا اور بہت سی نعمتین حاصل کین - جب واپس
ہونے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بہت مضبوط لڑکا ہے -

ایک دن جاڑے کے موسم مین بعض یاران کبار مخدوم زادہ بزرگ کے
پاس بیٹھے ہوئے تھے - سامنے انگیٹھی دہری تھی - سب کو یکسان گرمی
پہنچ رہی تھی - مولانا علاء الدین گوالیری و مولانا بہاء الدین امام سے مخدوم زادہ
بزرگ نے فرمایا کہ مجھے اپنے مقصود سے کوئی پردہ نہین ہے - مین جسوقت
چاہتا ہون اپنے مقصود کو دیکھہ سکتا ہون - اگر اعتبار نہو تو تم بھی دیکھہ لو - انہون
نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی - مخدوم زادہ بزرگ نے انہین دکہا دیا - غرضکہ
وہ بھی مستفید ہوئے -

اوایل مین جب مخدوم زادہ کو راہ کشف حاصل ہوئی - اور حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اسکو بیان کیا - حضرت سیر و سلوک و بعض کشوفات کو سمجھکر انپر بہت مہربان ہوے اور یہ فرماتے تھے کہ میری اتنی عمر ہوئی اتبک محمد اکبر سا صوفی مین نے کسیکو نہین پایا اور نہ کوئی مرید اپنے پیر سے بہتر ہوا - الا بجز دو شخصون کے - ایک شیخ الاسلام شیخ قطب الدین قدس سرہ اپنے پیر شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ سے دوسرے محمد اکبر میرے سے - جب آپکو احوال و مقامات سے واقفیت ہوئی اور اسرار آلہی معلوم ہوے تو آپنے بہت جلد مراتب اعلیٰ حاصل کیے - قدیم سے جو لوگ محنت و مشقت کرتے تھے وہ لوگ آپکو دیکھکر حسد کرتے تھے کہ انہین اتنے جلد ایسے مقامات کسطرح حاصل ہوگیے -

کیفیت وصال نقل ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ ایک دن حجرہ مین تھے باہر سماع ہو رہا تھا - قوال یہ ابیات گانے لگا ؎

اے باد بہار عنبرین بوے	در پاے لطافت تو میرم
آنکس کہ بجز تو کس ندارد	در ہر دو جہان من آن فقیرم
اے مونس روزگار سعدی	رفتی و نہ رفتی از ضمیرم

اسوقت حضرت کفش پہنکر حجرہ کے باہر آئے اور بڑے ذوق سے سننے لگے اور سنتے سنتے اسقدر محو ہوئے کہ بیہوش ہوگیے - یہان تک کہ سیاہ پتلی آنکھ کی غائب ہوگئی - دیدے بالکل سفید ہوگیے اور منہ سے پھنس نکلنے لگا - اس حالت مین آپ نے پیراہن مبارک کا دامن لپیٹ کر پرواز کرنے کا قصد کیا - بقول بعضے آپ دو تین گز زمین سے بلند ہوگیے - وہان خواجہ خضر علیہ السلام حاضر تھے - انہون نے یہ حالت دیکھکر مخدوم زادہ میان بڑے سے فرمایا کہ ایسے

دلی ہاتھ سے جاینگے - تو آئینگے نہین - یہ سنتے ہی مخدوم زادہ نے جھٹ
حضرت کا دامن پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا - حضرت کو رکاوٹ معلوم ہوئی تو غضبناک
ہو کر فرمایا کہ تو کون ہے جو میرے اور میرے دوست کے درمیان آیا - اس کے
سنتے ہی میاں بڑے پر ہیبت طاری ہوئی - خوف زدہ ہو کر کانپنے لگے -
اسیوقت درد شکم بھی شروع ہوا - اور اسی درد سے چند روز کے بعد چہارشنبہ
کے روز بتاریخ ۱۵ ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ مین اس جہان فانی سے دارالبقا سدہارے - انا للہ وانا الیہ راجعون
حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے انہین غسل دیا اور انکی والدہ حضرت
بی بی رضا خاتون قدس سرہا کے بازو مین دفن کیا - حضرت خواجہ صاحب قدس
سرہ فرماتے تھے کہ مین نے اپنی عمر مین دو ہی شخصون کو غسل دیا ہے - ایک تو
حضرت پیر مرشد کو انکی وصیت و حکم کے مطابق - دوسرا محمد اکبر کو - سوم کے بعد
حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ نے ان قبرون پر گنبد تعمیر کرنے کے لیئے
معمارون کو طلب کر کے گنبد کی نیو ڈالی اور تعمیر شروع کرادی - ہنگام تعمیر روزانہ
حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ خود تشریف لیجا کر کام کی نگرانی فرماتے تھے
اور جسوقت حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ مخدوم زادہ عالمیان کی زیارت
کے لیے آتے تو دہلیز کو چوم کر قبر انور کا تین دفعہ طواف کرنے کے بعد قبر شریف
کے پاس بیٹھتے اور ختم قرآن شریف کر کے دعا مانگتے - اور دعا سے فارغ ہو کر
اکثر گنبد گرامی کے چبوترے پر بیٹھکر مخدوم زادہ غریق رحمت کے فضایل بیان
فرماتے تھے -

مراتب علیہ - ایک دن سید کمال بہروچ و بعض خلفا نے حضرت سے پوچھا
کہ یہ تو آپکے فرزند ہین - پھر کیون انکی اسقدر تعظیم کیجاتی ہے - حضرت نے

اسوقت اُن لوگون کو جواب دیا کہ مین سید محمد اکبر کی قبر کے آگے سر زمین پر رکہتا ہون - اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ میرا فرزند ہونے سے محبت پدری کے جوش مین مجہسے یہ بات ظاہر ہوتی ہے - نہین بلکہ محمد اکبر مستحق اسی امر کے ہین کہ انکی ایسی ہی تعظیم کیجاے - اگر مین بغیر استحقاق انکے اسقدر انکی تعظیم و تکریم کرون تو فردا ے قیامت مین تمام عرفا و اہل اللہ میرے دامن گیر ہوجا ئینگے - سچ تو یہ ہے کہ محمد اکبر کا مرتبہ بہت بڑا ہے - خداوند تعالی کے عرش کے نیچے سات شخص پہرہ دے رہے ہین - اُن مین کا ایک محمد اکبر بہی ہے - علاوہ اسکے جو مقام کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ہے اوس مقام معلی کی دربانی حضرت سرور الاولیا امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کرتے ہین اور محمد اکبر وہان خدمت فراشی پر متعین ہین - غرضکہ محمد اکبر کے مراتب اسقدر بلند ہین کہ مین اگر انکا باپ اور بزرگ نہوتا تو انکی ابریق برداری کرتا -

کشف و کرامات - جب مولانا ابو الفتح حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمتہ کی قدمبوسی کے لیے گلبرگہ آئے اور مشرف ہو کر تیسرے دن عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مخدوم زادہ بزرگ کی زیارت کرون - حضرت نے پوچہا کہ کیا تم محمد اکبر کو جانتے ہو - جسوقت مین گوالیار مین آیا تہا اُس وقت تمہارا چچا سخت بیمار تہا اور تمہارے والد میرے پاس آئے تہے - کہ مین اسکی صحت کے لیے دعا کرون - مین نے کہدیا تہا کہ عمر اسکی تمام ہوچکی ہے - لیکن محمد اکبر نے اسوقت مجہسے کہا کہ بیشک اس کی عمر تمام ہوچکی ہے مگر محمد اکبر کو بیس ٹنکہ دین تو دس سال کی عمر اسکی زیادہ ہوجائیگی - مین نے کہا کہ مولانا علاء الدین سے کہو - انہون نے جواب دیا کہ کہتا ہون مگر مشکل یہ ہے کہ اگر انکا بہائی تندرست ہوجائے تو انہین ضرور گمان ہوگا کہ یہ لوگ دہلی

سے شکستہ حال آئے ہوئے ہین - حرص سے یہ بات کہی - درحقیقت اس کو بیماری سے صحت حاصل ہوئی ہے - اور مولانا سے یہ بھی آپ نے فرمایا کہ جس روز شیخو مردود نے جو پہلے خادم تہا اور آخر راندہ ہوا میان محمد اکبر پر سحر کرکے کوئی چیز محل مین دفن کردی تہی - جب مین محمد اکبر کے دیکھنے کو گیا اور دریافت کیا کہ تمہین کیا تکلیف ہے تو کچھ بیان نہین کیا - بالآخر جب بہت اصرار کیا گیا - تو اونہون نے کہا کہ فلان شخص نے مجھپر سحر کیا ہے اور فلان محل کے فلان مقام پر دفن کردیا ہے - چنانچہ اسی وقت لوگون کو بہیجکر دیکھا گیا تو وہین سے وہ چیز برآمد ہوئی -

نقل ہے کہ ایک دن مولانا ابوالفتح نے حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ راز و نیاز قدس سرہ کی خدمت مین عرض کی کہ آجکی رات مین نے مخدوم زادہ بزرگ کو خواب مین دیکھا - آپ نے مجھے یہ ذکر تلقین فرمایا (کوئی ہوگا) - حضرت نے اس ذکر کو سنکر فرمایا کہ وہ تمپر نہایت مہربان ہین - مین نے یہ ذکر سوائے انکے کسیکو نہین بتلایا تہا -

تصانیف مخدوم زادہ بزرگ نہایت عالم اور فاضل تھے - آپنے کئی ایک کتب تصنیف کی ہین جن مین سے مشہور معارف عربی در علم نحو - شرح ملتقط رسالہ اباحت سماع - رسالہ اباحت پوشیدن کفش در مسجد - مقامات صوفیان عربی - تصریف مالکی - شرح مواضع شرح مسئلہ رسالہ پارسی در علم صرف - جوامع الکلم -

شادی - مخدوم زادہ بزرگ کی شادی سلطان علاءالدین خلجی کے بہائی خاتم خان کے نواسہ ملک چہجو کی لڑکی سے ہوئی - ایک فرزند مخدوم زادہ میان سفیر اللہؒ تھے جنکی شادی مخدوم زادہ خرد کی دختر بلند اختر سے ہوئی - اور ایک صاحبزادی تہین - جو میان کلمتہ اللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ عرف شاہ کمتو حسینی سے بیاہی گئین -

حالات فرزند اصغر (۲) چھوٹے صاحبزادہ شیخ اعظم مقتدا اکرم جمال الملت والدین سید یوسف المعروف سید محمد اصغر حسینی قدس سرہ جنکو میان لہرہ[۵۷] بھی کہتے ہین۔ آپکے فضائل بھی حیز تحریر اور معرض تقریر سے متجاوز تھے۔ بعض صوفیون کا بیان ہے کہ جب آپکی عمر سات سال کی تھی تو آپ اسوقت فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے مجھے خدا تعالی کو بتلایا اور مین نے خدا تعالی کو دیکھا ہے۔ اسی زمانہ مین مرید ہوئے۔ آپکو کشف و تجلیات جلالی و جمالی ہر دو حاصل تھے۔ جب لوگ آپکی کرامتون کو دیکھتے تھے تو یک زبان ہو کر کہتے تھے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے بعد مخدوم زادہ خرد ہی سجادہ نشین و معتمد ہدایت ہونگے۔ اسکے لیے انہی کی ذات موزون و مناسب ہے۔ ایک روز مولانا ابو الفتح نے آپ سے عرض کی کہ میرے والد علاء الدین گوالیری رح حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی خدمت مین رہتے تھے۔ حضرت و نیز مخدوم زادۂ بزرگ ان پہ بہت لطف و شفقت فرماتے تھے۔ اگر اس بندہ ناچیز پر جناب کا لطف و کرم ہو جائے اور وہ اسرار جو حضرت کو خواجہ بندہ نواز حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئے ہین ان مین سے کچھ مرحمت ہون تو بعید از بندہ نوازی نہوگا۔ مخدوم زادہ خرد نے فرمایا کہ تمکو حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے کسی سر معرفت کے بتلانے مین کوتاہی نہین کی۔ جو کچھ آنجناب نے تمہین تبلایا ہے کیا وہ کچھ کم ہے۔ خیر آج کے روز جماعت خانہ مین رہنا۔ مین تم سے کچھ کہونگا۔ غرضکہ مولانا جماعت خانہ مین منتظر تھے۔ بعد از نماز عصر مخدوم زادہ خرد گھر سے باہر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر ابو الفتح کو آواز دی۔ ابو الفتح دوڑے۔ مخدوم زادہ خرد نے انکو اندر بلالیا اور انکا ہاتھ پکڑ کر بالاخانہ پر لے گیے۔ اور ہر ایک چیز کی حقیقت

[۵۷] لہرا زبان ہندی مین چھوٹے کو کہتے ہین۔

کشف کرنیکا ذکر تلقین فرمایا۔ جب آپ اسطرح مشغول تھے ناگاہ مخدوم زادہ میان یمین الرحمن وہان چلے گیے ۔ اور بچون کی عادت کے مطابق کسی چیز سے کھیلنے لگے اور بہت شور کر رہے تھے۔ مخدوم زادہ خرد کو تفرقہ ہوا۔ اسی وقت میان یمین الرحمن کو پکڑ کر بالاخانہ سے زمین پر پٹک دیا۔ صحن خانہ مین انکے گرتے ہی ایک دہماکا ہوا۔ گھر مین جو لوگ تھے دوڑے اور میان یمین الرحمن کو اٹھا لیا۔ اور دیکھا تو انکو کوئی صدمہ یا چوٹ نہین آئی تھی۔ شیخ ابو الغیاث خادم خانقاہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ مخدوم زادہ میان محمد اصغر قدس سرہ کے پاس ایک فقیر ہمیشہ شب مین کہانا مانگنے کے لیے آتا تھا۔ آپ بالاخانہ پر ہی رہتے تھے۔ وہین سے بغیر مدد رسی وغیرہ کے اپنے ہاتھہ سے اس فقیر کو کہانے کی صحنک دیتے تھے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ فرماتے تھے کہ سیر و سلوک مین کسی مقام کو پہنچنے کے لیے اُنہین سات دن لگے تھے اسی مقام تک مخدوم زادہ خرد نے سات گھنٹون مین رسائی کی۔ مخدوم زادہ خرد کو لوگون کی صحبت سے بہت نفرت تھی۔ تنہائی پسند تھے پالکی یا گھوڑے پر کبہی سوار نہین ہوتے تھے۔ جامع مسجد کو پیادہ پا جاتے تھے۔ اور دست بیعت کسی کو نہین دیا۔ ہمیشہ مسجد مین یا حوض کے کنارہ تنہا بیٹھکر ذکر اشغال فرماتے تھے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے مریدون مین سے صرف دو شخص آپکے مقرب تھے جو بہت خوش الحان تھے۔ مخدوم زادہ کے پیچھے جاکر یہ لوگ دور بیٹھے رہتے۔ کبہی کبہی مخدوم زادہ موصوف انکو بلاکر راگ سنتے اور بعدہٗ پھر مشغول بحق ہوجاتے تھے۔

شادی مخدوم زادہ خرد کی شادی سید علاء الدین سید اجل دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی - آپکے سات فرزند تھے - پسر بزرگ مقبول الحضرت
المیان یداللہ حسینی قدس سرہ - دوسرے میان یمین الرحمنؒ - تیسرے میان
یمین اللہؒ - چوتھے میان للہؒ - پانچوین میان باللہؒ - چھٹے میان من اللہؒ اور
ساتوین میان صبغۃ اللہؒ تھے - مقبول الحضرت میان یداللہ قدس سرہ کی شادی
میان سالار قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوئی - میان یمین الرحمن کی شادی دختر
قاضی راجہؒ سے ہوئی - اِن صاحبزادون کے علاوہ آپکے ایک صاحبزادی بھی
تھی جنکا بیاہ مخدوم زادہ میان سفیر اللہ حسینی قدس سرہ فرزند حضرت سید شاہ محمدؒ اکبر
حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا -

وصال مخدوم زادہ خرد نے ۱۲ ماہ محرم ۸۲۸ھ مین رحلت فرمائی - انا للہ وانا
الیہ راجعون آپکا مزار مبارک حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی گنبد
شریف مین بائین طرف ہے -

ذکر حالات صاحبزادگان حضرت خواجہ صاحبؒ نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے
بڑے صاحبزادے متولد ہوئے اسوقت تہنیت کے
لیے ابدال آئے تھے - یہ گروہ ایک مشربہ اپنے ساتھ لایا تھا جس کا رس
صاحبزادہ کی گھٹی مین ملا کر دیا گیا - چھوٹے صاحبزادہ کو بھی یہی رس ہنگام تولد
گھٹی مین دیا گیا تھا - کہتے ہین کہ اس کے اثر سے تاریخ ولادت سے تاریخ وفات
تک ہر دو صاحبزادون سے کبھی کوئی فعل ناجائز سرزد نہین ہوا اور نہ کبھی کوئی سکر
کی چیز نوش فرمائی - ہر دو صاحبزادے نہایت عاقل اور جمیع علوم مین کامل تھے
صاحبزادگان موصوف نے قاضی عبد المقتدر رحمۃ اللہ علیہ و مخدوم خاجگی رحمۃ اللہ
علیہ نحوی و مولانا نصیر الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم پائی تھی - علم سلوک

وتلقین وارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے حاصل کیا۔ ہردو مخدوم زادہ نہایت دیندار و دین پرور تھے۔ علما۔صلحا۔صوفیہ وفقہا سے صحبت ومحبت رکھتے تھے۔ ہردو صاحبزادون کو علوم تفسیر وحدیث واصول وفقہ مین کمال حاصل تہا۔ کشاف۔ بزودی۔ ہدایت وغیرہ کا درس مثل استادان اہل سند کے دیتے ستے۔ ہمیشہ سیر وسلوک مین رہتے تھے۔ کہتے ہین کہ جب ہردو مخدوم زادہ سماع فرماتے تو اسوقت واردات غیب کو بڑے تحمل سے برداشت کرتے اور جب غلبہ زیادہ ہوتا تو عاشقانہ ومستانہ اضطراب فرماتے۔ چنانچہ حضار مجلس یہ حالت دیکھکر متحیر ومقر ہوتے ستے کہ بے شک ہردو صاحبزادے صاحب حال ومقامات علیاہین۔ غرضکہ ان بزرگوارون کی فضیلتین وکشف وکرامات بے شمار ہین۔ ان سب کو اس مختصر رسالہ مین درج کرنیکی گنجایش نہین ہے

ذکر صاحبزادی کلان۔ (۳) حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی بڑی صاحبزادی بی بی فاطمہ عرف بی بی ستی خاتون صاحبہ تہین۔ حضرت کے بہائی حضرت سید چندا قدس سرہ کے منجلے صاحبزادے ابن الرسول سے آپکا بیاہ ہوا تہا۔

ذکر اولاد برادر حضرت خواجہ بندہ نوازؒ۔ حضرت سید چندا قدس سرہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیان تہین۔ بڑے فرزند سید احمدؒ جنکے ایک فرزند تھے سید اصغر حسینیؒ۔ دوسرے لڑکے ابن الرسولؒ جن سے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی صاحبزادی کا بیاہ ہوا تہا۔ ان سے ایک فرزند ہوا میان مثالؒ اللہ جن کی شادی نصیر خان کی لڑکی سے ہوئی تہی۔ ان کے کوئی فرزند نہ ہوا صرف چار لڑکیان تہین۔ ایک لڑکی سید العابدین سے دوسری سید عبد العلیم سے

تیسری سید فضل اللہ سے اور چوتھی کسی قرابت دار سید رسول سے بیاہی گئین
تیسرے لڑکے سید چندا قدس سرہ کے سید پیر رسول اور چوتھے سید بعض رسول تھے
سید چندا قدس سرہ کی ایک دختر جنکا نبت رسول نام تہا سید چلون حق سے
بیاہی گئین - ان سے دو فرزند ہوئے - ایک سید کبیر الدین - دوسرے
سید فقیر الدین - یہ لوگ دہلی مین رہے - سید چندا قدس سرہ کی دوسری صاحبزادی کا
نام تاخمان خاتون تہا -

ذکر صاحبزادی اوسط - (۴) منجلی صاحبزادی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ
کی بی بی خونجہ بتول صاحبہ خاتون رح تہین جنکا بیاہ سید سالار لاہوری سے ہوا - انکے
دو فرزند تھے - ایک میان کلمتہ اللہ عرف کمتو حسینی رحمتہ اللہ علیہ جنکی کتخدائی
مخدوم زادہ بزرگ کی صاحبزادی سے ہوئی - دوسرے میان روح اللہ تھے
جنکو سلطان احمد شاہ بہمنی کی طرف سے دولت خانی کا خطاب ملا تہا - ان
دونون بہائیون کے نو فرزند تھے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی
صاحبزادی کو تین صاحبزادیان بہی تہین - ایک کا نکاح شمس الدین سے اور
دوسری کا میان عبد اللہ پسر سید ابو المعالی رح سے ہوا تہا - سید ابو المعالی رح حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے سالے تھے - جب میان عبد اللہ کے مکان مین
تولد کے دن قریب آگئے اور ایک دن دروزہ شروع ہوا تو حضرت خواجہ
صاحب قدس سرہ نے اپنے بعض رفقا کو فرمایا کہ جاؤ - مشغول ہو اور دریافت
کرو کہ آخر ش کیا نتیجہ برآمد ہوگا - ان لوگون مین مولانا ابو الفتح رح بہی تھے - وہ بہی
جاکر مشغول ہوئے - آخر شب مین آپ کو خواب مین کسی نے کہا کہ میان
عبد اللہ کے مکان مین لڑکا تولد ہوا - آپ اُسیوقت بیدار ہوئے اور حضرت

خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے اس رویا کو بیان کیا - ابھی بیان ختم نہ ہونے پایا تھا کہ استنے مین ایک شخص مکان سے دوڑتا ہوا آیا - اور کہا کہ لڑکا تولد ہوا ہے یہ سنکر سب خوش ہوئے - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اسوقت مولانا ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ پر بہت اشفاق و الطاف فرمایا -

ذکر صاحبزادی اصغر (۵) حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی تیسری صاحبزادی بی بی خونجہ ام الدین صاحبہ خاتونؒ نام میان لعفس رسولؒ پسر سید چندا قدس سرہ سے بیاہی گئین - ان سے ایک لڑکی تولد ہوئی -

مقدمہ ثانی در ذکر احفاد و امجاد حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

حالات حضرت شاہ سفیر اللہ حسینی رح حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ الشریف کے بڑے مخدوم زادہ کے فرزند حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ نے ایک دن حضرت سے فرمایا کہ دادا صاحب! کیا مین سید ہون - کیونکہ مدت تک تو سادات کشی ہوتی رہی ہے - حضرت نے تھوڑی دیر تامل فرمانے کے بعد جواب دیا کہ میرے انتقال کے بعد سوم کے دن میری قبر پر یہ سوال کرو چنانچہ حضرت کی رحلت فرمانے کے بعد آپ نے اسی طرح عمل کیا - قبر مین سے آواز آئی کہ اے سید شاہ سفیر اللہ حسینی تیرے سادات ہونے مین کوئی شبہ نہین ہے - پھر آپ نے عرض کی کہ حین حیات جواب دینے مین کیون تامل ہوا تھا تو جواب ملا کہ اے وصی میرے! مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت سید الشہدا و حضرت سید الساجدینؑ

سے معلوم کر کے جواب دیا ہے - اس کے گواہ سید شہاب امام شہر اللہ و سید
سلیمان بن ہریرہ علوی رحمتہ اللہ علیہم وغیرہ سات شخص تھے - مزار مبارک
حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی قدس سرہ کا حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس
سرہ کے گنبد انور مین سیدھے جانب واقع ہے -

حالات حضرت شاہ یداللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ

مخدوم زادہ میان شاہ یداللہ حسینی الملقب مقبول الحضرت
و معروف بہ شاہ قبولا حسینی قدس سرہ فرزند میان سید
شاہ اصغر حسینی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی بچپن ہی سے ذکر و اذکار کا شوق تھا - حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ خلوت مین آپکو اذکار و مراقبات تلقین فرماتے اور
کسی اور پر اسکا اظہار کرنے کے لیے منع فرماتے تھے - ایک دن میان یداللہ
رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی کہ مولانا ابو الفتح کچھہ پوچھتے ہین - کیا مین انکو بتلاؤن
حضرت نے فرمایا - کیا مضائقہ ہے - تمہارے دادا اور محمد اکبر حسینی اس کے
باپ علاء الدین گوالیری سے بہت محبت رکھتے تھے اور ان سے کوئی بات
چھپاتے نہین تھے - تم بھی ابو الفتح سے کچھہ مت چھپا رکھو -

نقل ہے ایک دن صبح کو حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے حضور مین
حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ حاضر تھے - حضرت خواجۂ دکن نے فرمایا
کہ آج کی رات مین نے تمام فرزندون کو رب العزت کے روبرو پیش کیا - سب کو
واپسی کا حکم ہوا - تجھکو قبول کہا گیا - اسی وجہ سے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس
سرہ آپکو قبولا فرماتے تھے اور اسیوقت سے مقبول الحضرت آپکا لقب ہوا
بعض کتب مین یون لکھا ہے کہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے بنا دار الخلافہ
بجاے گلبرگہ کے محمد آباد بیدر کو قرار دیا اسوقت حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

کی خدمت میں عرض رسا ہوا کہ چند بزرگواروں کو اپنے ہمراہ دیں - چنانچہ حضرت
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اپنے رقعۂ مبارک کے ساتھ بہت لوگوں کو
بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور بادشاہ نے انہیں معزز عہدے دئے - جسوقت
حضرت نے مقبول اللہ شاہ یداللہ قدس سرہ سے دریافت فرمایا کہ کیا تم بھی وہان
جانا چاہتے ہو اور تمہیں بھی رقعہ کی خواہش ہے تو انہوں نے مودبانہ استادہ ہوکر
یہ رباعی لکھکر گذران دی - رباعی

پائے من از در تو بر در دیگر نرود	گر مرا سر برود عشق تو از سر نرود
سر من گرچہ کہ پامال شود پیش درت	نقش پیشانی من ہرگز ازین در نرود

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اس رباعی کو ملاحظہ فرماکر بہت خوش ہوئے
اور اُس روز سے آپ کو قبولا کا خطاب عطا ہوا -

نقل ہے کہ سید حنیف قدس اللہ اسرارہ کا ایک مرید تھا - حضرت خواجہ
بندہ نواز قدس سرہ پر اس کا اعتقاد اسقدر زیادہ تھا کہ اپنے پیر سے بھی نہ تھا
کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں باریاب بھی ہوتا رہتا تھا - جب وہ مرگیا تو حضرت
خواجہ بندہ نواز رض نے اسکے سوم کی فاتحہ کے لئے حضرت مقبول الحضرت شاہ
یداللہ حسینی قدس سرہ کو بھیجا اور ہنگام روانگی اُن سے فرمایا کہ آج کام آنے کا دِن ہے
سید حنیف قدس اللہ سرہ العزیز بھی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے - انہوں
نے دیکھا کہ قبر میں ایک سوراخ ہے - اس میں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں
اور وہ مردہ جل رہا ہے - یہ دیکھکر حضرت سید شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ نے
جھٹ اپنی مبارک انگلی اُس سوراخ میں دے کر خدا سے دعا کی اور اسکو بخشایا
اور عذاب سے نجات دلائی - جب وہاں سے فراغت پاکر حضرت خواجہ

بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو وہان کا سب ماجرا بیان کیا حضرت یہ سنکر بہت خوش ہوئے - اور گودی مین لیا - کہتے ہین کہ اسوقت بہت سے غیوبات شاہ ممدوح کو حاصل ہوے - اور حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اسوقت فرمایا کہ جس شخص کو ایک گز بہر زمین کی خبر ہو اُسپر کسی کو مرید کرنا بالکل حرام ہے -

وفات حضرت سید شاہ یداللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ نے ۲۳ ربیع الآخر ۸۵۲ھ مین سفر آخرت اختیار فرمایا - انا للّٰہ وانا الیہ راجعون تاریخ وفات آپکی شہنشاہ یقینی (۸۵۲) سے برآمد ہوتی ہے - آپ کا گنبد مبارک بہی نہایت وسیع مگر خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے قبہ مبارک سے کسیقدر چہوٹا اور اس سے کوئی چالیس پینتالیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اور چہوٹے روضہ کے نام سے زبان زد خلایق ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کے خسر شیخ محمود صاحب قدس سرہ نے جو تجارت پیشہ تہے آپکے اس گنبد مبارک کو تیار کرایا تہا -

اولاد حضرت سید شاہ یداللہ حسینی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ کے دو محل سے پہلے محل محترم سے شاہ ندیم اللہ حسینی بنبیرۂ بی بی بتول قدس سرہا اور دوسرے محل مفخم سے شاہ احمد عرف شاہ ننہے تولد ہوئے -

حالات حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی رح -
شاہ ندیم اللہ حسینی قدس سرہ نے بچپن ہی مین رحلت فرمائی - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکہا ہے کہ شاہ ندیم اللہ غالب کرامات تین سال کے تہے - ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی گودی مین بیٹہے ہوئے تہے - آپکے ہاتہہ مین خربزہ تہا - اس کو

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لے لیا - آپ نے اُسوقت کہا - وا وا
ہوے - ہان موے ماریا - بس اسی وقت بخار چڑہا اور رحلت فرمائی - عام قول
ہے اور تاریخ خورشید جاہی سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت کی عمر سات سال کی تہی
ایک روز بچون کے ساتہہ خانقاہ کے باہر بجانب غرب آپ جاکر کہیں رہے
تہے - ایک صاحب دل ولی شیر پر سوار بچہوُون کا عنان وے ہوئے سانپ کا
کوڑا ہاتہہ مین لیے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی ملاقات کے شوق مین آرہے
تہے - لڑکے شیر کو دیکہکر دنگ رہ گئے - حضرت شاہ ندیم اللہ غالب کرامات
نے دیکہکر فرمایا کہ یہ تو سوار ہین - کیا مین پیادہ رہون - یہ کہکر ایک پُرانی دیوار پر سوار
ہوئے اور فرمایا کہ چل - بفور حکم وہ دیوار چلنے لگی - جب یہ حالت راجہ شیر سوار
نے دیکہی تو متعجب ہوئے اور فرمایا کہ جاندار پر تو کوئی بہی کسی ڈہب سے سوار
ہوسکتا ہے مگر یہ لڑکا بے جان شئے پر عمل چلاتا ہے - یہ کہکر لڑکون سے دریافت
کیا کہ یہ عالیقدر لڑکا کون ہے - لڑکون نے بیان کیا کہ یہ حضرت خواجہ بندہ نواز
حسینی قدس سرہ کے پوتے ہین - راجہ شیر سوار یہ سنکر حیران رہے اور جانے
کہ جب پوتے مین یہ کشف و کرامات ہین تو اون کے جد امجد مین کیا کچہہ ہونگے
پس وہین سے کلیانی کی طرف واپس ہوگیے - اور حضرت خواجہ صاحب
قدس سرہ سے نہین ملے - جب یہ افتاد روئداد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ
کو معلوم ہوئی تو شاہ ندیم اللہ حسینی قدس سرہ کو چشم نمائی کی - آپکو مارے خوف
کے اُسیوقت بخار چڑہا اور ۱۲ شعبان ۸۱۷ھ مین آپ کی وفات واقع ہوئی
حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی غالب کرامات کا مزار فیض آثار حضرت خواجہ
بندہ نواز قدس سرہ کے گنبد مبارک کے پائین مین ہے - آپکی وصیت کے

مطابق آپ کے مزار مبارک پر کوئی گنبد وغیرہ تعمیر نہین کرایا گیا - ہر سال مزار مبارک پر نیا خیمہ استادہ کیا جاتا ہے - آپ کے کشف و کرامات ابتک جاری ہین - لوگ درخواستین تحریر کرکے مزار شریف پر ناڑے سے باندہ دیتے ہین - وہ دیوار جو حضرت کے حکم سے چلی تھی خانقاہ کے پاس ابتک اُسی حالت مین موجود ہے -

حالات حضرت سید شاہ احمد حسینی رح

حضرت سید شاہ احمد حسینی عرف شاہ ننہے قدس سرہ کے فرزند شاہ یداللہ ثانی شیر یزدان قدس سرہ جب سجادہ نشین ستھے - کہتے ہین کہ اُسوقت اُن سے دو خون ہوئے تھے - بادشاہ نے علما و قضاۃ کے مشورے سے آپ کو بُلا کر ازروئے شرع شریف آپ پر خون ثابت کرکے قصاص کرنا چاہا اور انہین بلایا - وہ نہین آئے - دوبارہ بلایا - پھر بھی نہین آئے تو تیسری مرتبہ پھر طلب کیا - آپ پریشان ہو کر تمام شب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے گنبد مین مشغول رہے - یکایک علی الصباح آواز آئی کہ جاؤ - ڈرومت - اِسکے سنتے ہی آپ فی الفور باہر آئے اور میانہ مین سوار ہو کر روانہ ہوئے - بادشاہ اپنے وزرا و امرا و قضاۃ و علما کے ساتھہ دیوان عام مین بیٹھا ہوا تھا - جب بادشاہ کی نظر حضرت شاہ یداللہ ثانی پر پڑی تو فوراً اُٹھکر دوڑا گیا - آپکا قدمبوس ہو کر آپ کو اپنے ہمراہ لایا اور اپنی جگہہ پر آپ کو بٹھا کر خود موٴدبانہ آپکے روبرو بیٹھا - یہ دیکھکر قضاۃ و علما و وزرا وغیرہ حاضرین بہت متعجب ہوئے - بادشاہ نے بالآخر حضرت سے تکلیف دینے کی معافی چاہی اور بڑے اعزاز و اکرام سے آپکو واپس کیا - آپکی واپسی کے بعد حاضرین دربار نے بادشاہ سے عرض کی کہ آپکو کس غرض سے طلب

کیا گیا تہا اور کیا کیا گیا - بادشاہ نے کہا کہ مین کیا کرتا - جب میری نظر حضرت موصوف پر پڑی تو کیا دیکھتا ہون کہ دو شیر چلے آرہے ہین - پس انکا خوف مجہپر طاری ہوا بہ امر مجبوری استقبال بجالا کر آپکو بلا لایا - اور جب مین آپ کے پاس بیٹھا تو دونو شیر میرے دونون جانب منہہ کہولے ہوئے اور زبان باہر نکالے ہوئے کہڑے تہے اور اسقدر غضبناک ہو رہے تہے کہ کف انکے منہہ سے نکلکر مجہپر گرتا تھا - اگر تمکو اعتبار نہو تو یہ دیکہو (حاضرین نے دیکھا تو واقعی ویساہی تہا) پس مین نے خوف زدہ ہوکر آپکو واپس کیا - تمام لوگ یہ واقع سنکر حیران رہے - مزار مبارک آپکا مقبول الحضرت سید شاہ یداللہ حسینی قدس سرہ کے گنبد مبارک مین سیدہے جانب ہے -

ذکر حضرت حسین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہے کہ جب سید شاہ صفی اللہ ثانی مسند سجادگی پر متمکن تہے تو اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ بادشاہ بادشاہ گولکنڈہ نے آپکی خدمت مین نوشتہ ارسال کیا کہ مین علیل ہون - حضرت تشریف لاکر مجہے اپنی بیعت مین لین - یا اگر حضرت قدم رنجہ نہ فرما سکین تو فرزند ولی عہد حضرت کو ادہر روانہ فرمائین - چنانچہ حضرت نے ایک وصیت نامہ اپنے فرزند حسین شاہ ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لکہا دیا اور حیدرآباد کو روانہ کیا حضرت سید شاہ حسن عرف حسین شاہ ولی قدس سرہ اپنے والد کے ارشاد کے مطابق وصیت نامہ کو ہمراہ لیکر حیدرآباد تشریف لے گیے - بادشاہ معز نے بیعت کی اور اپنی شاہزادی کو بہی حضرت ممدوح کا شرف زوجیت دلایا اور آپ کو اپنے پاس ہی رکہا - مزار مقدس حضرت ممدوح حدود بلدہ حیدرآباد مین بڑی لنگم پلی کے پیدل شاہ راہ پر واقع ہے - آپ کے دنیز آپکے بڑے صاحبزادے

سید شاہ سفیر اللہ حسینی عرف امام الملک رح کی رحلت فرمانے کے بعد حضرت خواجہ سید شاہ اسداللہ قدس سرہ گلبرگہ آکر مسند سجادگی پر متمکن ہوئے۔ جب آپ کے خلف اشرف خواجہ سید شاہ سفیر اللہ حسینی ہر دو درگاہ کے سجادہ ہوئے تو حضرت سید حسین شاہ حسینی ثانی قدس اللہ سرہ کو روضہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب کی تولیت نیابتاً دیکر آپ مسند سجادگی درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ۔ ارباب نیاز رحمۃ اللہ علیہ پر مسلط رہے اور اپنے بعد اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ سید شاہ حسین قدس سرہ کو درگاہ حضرت خواجہ دکن صانہا اللہ عن الحوادث الزمن کا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور سب سے چھوٹے فرزند سید اکبر حسینی صاحب کو ہر دو جگہ سے معاش مقرر کردی۔ حضرت سید شاہ سفیر اللہ حسینی عرف سید شاہ اسداللہ حسینی کا مرقد فیض منبع حضرت شاہ کمتو حسینی قدس سرہ کے مزار مبارک کے پاس ہے۔

تذکرہ سجادگان حضرت خواجہ بندہ نواز رح -

سید شاہ اسداللہ حسینی ثانی قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے تو نقل ہے کہ نواب مختار الامرا بہادر مرحوم و مغفور والی کلیانی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس اللہ سرہ کی زیارت حاصل کرنیکے لیے رونق افروز گلبرگہ درگاہ شریف ہوئے تھے۔ اور یہان کے مراسم و مدارج کو ملاحظہ فرماکر اپنی دختر بلند اختر کو حضرت سید شاہ اسداللہ حسینی ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیاہ دیا۔ حضرت موصوف سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ ایک وقت آپ کے فرزند دلبند گردش زمانہ کی وجہ سے گلبرگہ مین مقید ہوئے تھے۔ عالم رویا مین انہون نے دیکھا کہ آپ اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ کی زیارت کرکے آپ کے گنبد مبارک کے

روبرو استادہ تھے - فاتحہ خوان تبرکات کا طبق لایا - حضرت نے اسکو اپنے
سر پر رکھا اور اپنے فرزند کے حوالہ کیا اور فاتحہ خوان سے فرمایا کہ ولیعہد صاحب کے
ہاتھہ سے خدمت لو - مین اب جاتا ہون - غرضکہ آپ کے فرزند نے گلبرگہ
سے رہائی پائی - اور جبکہ چادر گھاٹ مین بہی نظر بند تہے تو اسوقت ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۵ھ
مین بعد عید الضحیٰ پہر آپ کے خواب مین جاکر فرمایا - تو کیون گہبراتا ہے - یہان
سے بہی تجھکو خلاصی دلاتا ہون - غرضکہ ۱۸ صفر ۱۲۶۶ھ کو نظر بندی سے رہائی
پاکر حسب الحکم عدالت بلدہ مین تہے - ۱۸ ماہ شوال ۱۲۶۷ھ کی شب مین
پہر آپ نے خواب مین دیکھا کہ حضرت ہاتھہ آپکا پکڑکر زنانہ مکان مین لے گیے
اور اپنے ہاتھہ سے دو لقمے میٹھے کہانے کے کہلائے - اور فرمایا کہ تو کیون گہبراتا
ہے - بعد صحت مزاج مین تجھکو گہر لے جاؤنگا - غرضکہ ۲۷ ذالحجہ سنہ مذکور
کو جب اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی مکہ مسجد مین بخشی بیگم صاحبہ مرحومہ
کی فاتحہ کے لیئے تشریف لائے تو اسوقت نواب سراج الملک بہادر کے
نام حکم اجرا فرمایا کہ حسین شاہ ولی ثانی کو اپنے مکان پر جانے دو - حضرت اسد اللہ
ثانی کا مزار مبارک محاذی گنبد حضرت جناب مخدوم زادہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ
کشتی کی طرف ہے - آپکے رحلت فرمانے کے بعد سید شاہ حسینی ولی اللہ
محمد اکبر رضی اللہ عنہ سجادہ نشین ہوئے اور سات سال تک سجادگی کرنے کے
بعد زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گیے اور وہان سے چودہ ماہ
کے بعد واپس ہوئے - اور بتاریخ ۲۸ محرم ۱۲۸۷ھ کو نہضت فرمائی عالم قدس
ہوئے - آپکا مزار مطلع الانوار بارہ دری جدید مین ہے - آپ کے بعد آپ کے
فرزند سید شاہ حسینی ثانی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے اور عرصہ دراز تک

خدمت سجادگی کو انجام دیکر ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ میں رحلت فرمائی آپ کے بعد آپ کے فرزند سید شاہ محمد اکبر حسینی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ ہوکر پانچ سال خدمت سجادگی کو انجام دیکر راہی ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ ولی اللہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی ادام اللہ فیوضہ ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ کو سجادہ نشین ہوئے۔

فصل چہارم در ذکر خلفاء طاہرین حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

تذکرہ خلفاء حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کے کل بارہ خلیفہ تھے آپکے اخیر زمانہ حیات میں اور تیرہ شخصوں کو خلافت ملی ان سب کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) شیخ علاء الدین گوالیری (۲) قاضی نور الدین اجودھنی (۳) معین الدین توہانی (۴) شیخ صدر الدین خوندمیر ایرچوئی (۵) قاضی اسحاق احمد (۶) قاضی سلیمان محمد (۷) قاضی علم الدین شرف (۸) مخدوم زادہ بزرگ میاں محمد اکبر حسینی (۹) سید ابو المعالی (۱۰) خواجہ احمد دبیر (۱۱) شیخ ابو الفتح بن شیخ علاء الدین گوالیری (۱۲) مخدوم زادہ میاں کلمتہ اللہ حسینی (۱۳) سید یوسف حسینی المعروف سید محمد اصغر مخدوم زادہ خرد (۱۴) مخدوم زادہ میاں ید اللہ حسینی (۱۵) مخدوم زادہ شاہ سفیر اللہ حسینی (۱۶) میاں عبد اللہ پسر حضرت ابو المعالی (۱۷) حضرت قاضی راجہ (۱۸) شیخ زادہ شہاب الدین (۱۹) مولانا بہاؤ الدین دہلوی۔

(۲۰) قاضی سراج الدین (۲۱) قاضی سیف الدین لکھنوی (۲۲) ملک زادہ عزیز الدین (۲۳) ملک زادہ شہاب الدین (۲۴) شیخ حمید الدین اجودھنی (۲۵) ملک زادہ عثمان قدس اللہ اسرارہم۔

خلفائے مذکور سب کے سب صاحب کرامات تھے۔ اگر انکی کرامات مفصل لکھی جائیں تو ایک مطول کتاب ہوگی۔ لہذا اختصار ملحوظ رکھکر صرف حضرت خواجہ احمد دبیر قدس سرہ کا مشہور قصہ درج کیا جاتا ہے۔

خواجہ احمد دبیرؒ کے حالات نقل ہے کہ خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ سلطان فیروز شاہ بہمنی کے دبیر تھے۔ جب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ گلبرگہ مین تشریف لائے تو اسوقت آپکا شرف مریدی حاصل کیا۔ اور ہمیشہ آپکی خدمت مین رہتے تھے۔ ایک دن لوگون نے بادشاہ سے شکایت کی کہ خواجہ احمد دبیرؒ کو تو نوشتہ تحریر کرنیکا حکم ہوا تھا مگر وہ بغیر تعمیل حکم نہ کرکے اپنے مرشد کے پاس بیٹھے ہوئے ہین۔ بادشاہ نے خواجہ احمد دبیر کو بُلایا۔ غرضکہ وہ آئے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ آیا نوشتہ لکھدیا گیا ہے یا نہین۔ انہون نے جواب دیا کہ تیار ہے۔ بادشاہ نے اُسکو پڑھکر سنانے کا حکم دیا۔ آپ فوراً ایک پارہ کاغذ جیب مین سے نکالکر پڑھنے لگے۔ جو لوگ آپ کے نزدیک تھے بادشاہ سے عرض کی کہ کاغذ بالکل سادہ ہے اُس پر کوئی تحریر نہین ہے۔ بادشاہ نے اس کاغذ کو معاً خود لیکر دیکھا۔ جو کچھ آپ نے پڑھا تھا وہ سب اسمین لکھا ہوا پایا۔ بادشاہ بہت متعجب ہوا۔ اور آپ سے کہا کہ مین نے تمہین نوکری معاف کردی ہے جب تمہارا جی چاہے آنا۔ خواجہ احمد دبیرؒ نے جواب دیا کہ تنخواہ جو مجھکو دیجاتی ہے وہ بھی امانت مین رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا کہ نہین۔ تنخواہ تمہاری مقررہ

ہے۔ وہ تمکو ہر حالت مین ملا کریگی۔ آپ نے جواب دیا کہ تنخواہ پانے کا مین ہرگز مستحق نہین ہوسکتا۔ جب نوکری نہ کرون تو تنخواہ کس لیے پاؤن۔ غرضکہ آپ بادشاہ کو یہ جواب دیکر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو آپ خواجہ احمد دبیرؓ پر بہت مہربان ہوئے اور انہین کشف قبور بتایا اور اسی وقت یہ بھی نصیحت فرمائی کہ بابا احمد تو ہر کہین جاسکتا ہے لیکن اسطرف نہ جا جسطرف حضرت قطب الاقطاب شیخ محمد سراج الدین قدس سرہ کا آستانہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک شب خواجہ احمد دبیرؒ ہاتھہ مین چھڑی لیکر حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ مجذوم کے مزار مبارک پر پہنچے۔ اور چھڑی مزار پر مار کر توجہ کی چھڑی کے لگتے ہی ایک شعلہ جوالہ نمودار ہوا۔ اسکو دیکھکر یہ بہت گھبرائے اور ڈر کر کانپتے ہی چلے آئے۔ اسوقت سے شب مین حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک کے پاس ٹیلے پر کوئی شخص نہین جاتا ہے۔

نقل ہے کہ اس واقعہ کے بعد ایک دن حضرت شیخ منہاج الدین انصاری قدس سرہ کے مزار اقدس پر بھی آکر آپ نے چھڑی لگائی اور توجہ کی۔ حضرت کے مزار سے اسوقت ایک شیر نکلا۔ اسکو دیکھکر خواجہ احمد دبیرؒ ترسان و لرزان بیہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کو اسکی خبر ہوئی۔ حضرت نے ایک سری بکری کی شیر کے لیئے بھیجدی شیر اس سری کو لیکر مزار مبارک کے قریب غائب ہوگیا۔

نقل ہے کہ اس کے بعد ایک دن خواجہ احمد دبیرؒ نے حضرت سید شاہ حسام الدین المعروف بہ تیغ برہنہ قدس سرہ کے مزار پر جاکر چھڑی ماری اور توجہ کی۔ قبر اشرف

سے ایک برہنہ شمشیر برآمد ہوئی۔ خواجہ احمد دبیرؒ شمشیر کو دیکھتے ہی ڈر کر بھاگے شمشیر نے بھی آپکا پیچھا کیا بالآخر خواجہ احمد دبیرؒ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے پاس دوڑتے آئے اور حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کی توجہ سے اُسوقت بچ گیے۔ حضرت نے خواجہ احمد دبیرؒ کو اسوقت فرمایا کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل نہین کی اگر اسوقت مین نہوتا تو تمہارا کیا حال ہوتا۔

فصل پنجم در ذکر تصانیف حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

تصانیف حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے کل ایک سو پانچ تصانیف ہین۔ جنمین سے مشہور ذیل مین درج ہین۔ پہلے وہ تصانیف درج ہوئی ہین جو دہلی مین اور دہلی سے حسن آباد گلبرگہ آنے تک رستہ مین لکھی گیئن۔ اور دوسری وہ جو خاص گلبرگہ مین تیار کی گیئن۔

تفصیل تصانیف دہلی وغیرہ (الف) (۱) ملتقط تفسیر قرآن و رقائب سلوک (۲) تفسیر دیگر جو ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ حضرت نے دہلی سے حسن آباد گلبرگہ کی طرف نقل مقام فرمایا (۳) حواشی کشاف (۴) اشارات المشارق (۵) رسالہ دربیان رایت ربی فی احسن سورۃ (۶) شجرۂ نسب جو ستر سے زیادہ رسالون کا مطالعہ فرمانیکے بعد لکھا گیا تھا۔ (۷) شرح رسالہ قشیری فارسی (۸) شرح عوارف جس کو معارف العوارف کہتے ہین۔ (۹) شرح فصوص الحکم (۱۰) خلافت نامہ اپنے خلفاء اور ارباب مجاز کے لیے لکھے تھے (۱۱) رسالہ دربیان بود و ہست (۱۲) ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی (۱۳) استقامت الشریعۃ بہ طریقۃ الحقیقۃ

(۱۴) حظایر القدس جسکو عشق نامہ کہتے ہین کمبایت مین تحریر فرمایا تہا - (۱۵) شرح تمہیدات (۱۶) ملفوظ اول (۱۷) ملفوظ ثانی - یہ دونون ملفوظات قدوۃ المشایخ حضرت مخدوم زادہ بزرگ نے جمع کیے ستہے اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے پہلا ملفوظ دہلی مین اور دوسرا گجرات مین تحریر فرمایا تہا - (۱۸) وجود العاشقین (۱۹) تلاوت الوجود (۲۰) درّ الاسرار (۲۱) رسالہ عروج و نزول (۲۲) رسالہ رویت (۲۳) سبیل المحققین و المجذوبین -

تفصیل تصانیف شہر گلبرگہ

(ب) (۱) ترجمہ مشارق (۲) سیر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (۳) اوراد نامہ جو خاص مخدوم زادہ بزرگ کے لیے تحریر فرمایا تہا - (۴) شرح فقہ اکبر فارسی - یہ شرح فقہ عربی مین لکہہ رہے تہے - ہاتف نے ندا دی کہ فارسی مین لکہو اُس وقت فارسی مین تحریر فرمایا - (۵) شرح قصیدہ امالی (۶) شرح عقیدہ حافظیہ یا فضائل خلفاء الراشدین (۷) ضرب الامثال (۸) حواشی قوت القلوب (۹) عقیدہ چند ورقی - یہ تحریر فرما رہے تہے استنے مین سنا کہ حضرت قدوۃ المشایخ عقیدہ لکہہ رہے ہین تو خود لکہنا چہوڑ دیا (۱۰) شرح رسالہ قشیری (۱۱) دوسری شرح عوارف بزبان فارسی (۱۲) شرح آداب المریدین - ایک عربی اور تین فارسی جملہ چار کتب (۱۳) اسمار الاسرار - اس کتاب کی تعلیم ملک زادہ شہاب الدین پسر ملک قطب الدین کو خود حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ دیتے ستہے - ہنگام تعلیم اس کے سننے کی صرف تین شخصون کو اجازت تہی یعنی مخدوم زادہ میان ید اللہ حسینی و میان عبد اللہ و قاضی بہاء الدین قدس سرہم سن سکتے تہے - ان کے سوا سے کسی خلیفہ یا مرید کو اسوقت وہان رہنے اور سننے کی اجازت نہین تہی - (۱۴) حدایق الانس (۱۵) خاتمہ رسالہ قشیری

(۱۹) رسالہ دربیان آداب سلوک ظاہر (۱۷) رسالہ دربیان اشارات محبان حق (۱۸) رسالہ دربیان ذکر ومراقبہ بزبان فارسی - (۱۹) رسالہ دربیان معرفت حضرت رب العزت جل جلالہٗ (۲۰) رسالہ درایام سفر (۲۱) مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ جس کو بعد وفات حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ مولانا ابوالغیاث المعروف قاضی نورالدین خادم خانقاہ نے ترتیب دیا تھا - (۲۲) دیوان جس کو مولانا عماد فتح آبادی نے مدوّن کیا تھا - بعض کا قول ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی بہت سی غزلیات تھین اور آپکے ملفوظات بھی بہت لوگون نے فراہم کیئے ہین -

حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بہت علامہ اور فاضل عصر تھے جسقدر کتابین آپ نے تصنیف کین تعجب ہے کہ کسی پر بھی نظر ثانی نہین فرمائی - اور نہ کسی سے کبھی پڑھاکر سنا اور نہ اسکو درست کیا - کوئی کتاب خواہ تفسیر مین ہو خواہ حدیث کی خواہ کلام کے متعلق ہو خواہ تصوف مین - خواہ نظم ہو یا نثر - خواہ فارسی ہو خواہ عربی اکثر تو خود کہکر کسی اور سے لکھاتے جاتے اور کبھی کبھی خود ہی تحریر فرماتے تھے اور کبھی ایک وقت لکھ دینے یا لکھا دینے کے بعد اسکو پھر نظر ثانی نہین فرماتے تھے - کیسا ہی عالم و فاضل شخص ہو کبھی نہ کبھی اسکو نظر ثانی کی ضرورت ہوتی ہی ہے مگر حضرت کی یہ بھی ایک کرامت تھی کہ انھون نے اپنی تحریر کو کبھی نہین بنایا - آپ فرماتے تھے کہ طالب علمی کے زمانہ مین آپ سبق لینے کے بعد جب مکان کو آجاتے تو کتاب بالاے طاق دھر کر مشغول بحق ہو جایا کرتے - بقول اسکے کہ کتاب درطاق و دل مشتاق -

ذیل مین ایک چھوٹے سے رسالہ وجود العاشقین کو جو خاص حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا مصنفہ ہے بغرض افادہ ناظرین تیمناً و تبرکاً نقل کر دیا

جاتا ہے۔

وجود العاشقین

تصنیف خاص جناب قطب الآفاق راس العشاق
استاد العارفین مربی الواصلین عاشق شہباز بلند پرواز
بندہ نواز گیسو دراز حضرت خواجہ سید محمد حسینی قدس
اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بے حدو ستائش بعید ومرفا در مطلق برحق وجانانِ عاشقان وصاحب جملہ جہان را و درود بیقیاس و احمد شناس را کہ محبِ درگاہ ومحبوب شہنشاہ معین العاشقین ومفید المحققین والتابعین المقربین باد وعلی الہ الامجاد۔

سخنے چند از عشق بے پایان خاک ولغوت جان پاک بہ عنایت ہو اللہ وبہ اشارتِ حسبی اللہ در قلم آوردہ می شود۔ تا محبان را محبت بیفزاید و دوستان را راہ دوستی نماید۔ ودرین باب امید الی اللہ۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

بدان اے عزیز درینجا ہمین ۳ چیز است ورائے این ہمہ ناچیز است۔

یعنی عشق و عاشق و معشوق - ہمین ظاہر است وہمین ظہور است وہمین بطون -
ظاہر عبادت خلق و باطن عبادتِ خالق - واین ست دو مرتبہ - ذات یکے
باشد اگرچہ مراتبات بیشمار است - چنانچہ احد - الف بمعنی عشق و حا بمعنی عاشق
ودال بمعنی معشوق - و در جمع توحید ہر سہ یکے باشد - چنانچہ دریا و موج و کف -
ہر سہ حقیقت دریاست ویکے ست - اکنون کسے راکہ این در بکشاید من و تو نماند
و دو یکے باشد کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی - وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ اَیْ صِفَتًا
وَاحِدَةً - یعنی نیست صفت ذات مگر یکے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - اَلْعِشْقُ نَارٌ اِذَا
وَقَعَ فِی الْقَلْبِ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبُ - معنے چنین باشد کہ - عشق
آتشے ست - چون افروختہ شود و در دل بسوزد - ہر چہ غیر بود یعنی غیر دوست بود -
چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

جہان عشق است دیگر زرق سازی		ہمہ بازیست اِلّا عشق بازی	

چون این آتش ترا حاصل شود - ہیزم تن تو سوختہ گردد - آنکہ تو نمانی عشق ماند - تو ندانی
عشق داند - چون خود را خود باختی از خودی خود خلاصی یافتی - چنانچہ عشق و دل
منزہ است از آب و گل - یعنی جائیکہ عشق سر افرازد - از چشم خود بخود ہمی مالد -
و دایما ہمی نالد ؎

مجنون عشق را دگر امروز حالت است		کاسلامِ عشق لیلی دیگر ضلالت ست	

سرِ مجنون مجنون داند - اما عقلِ عاقل اینجا کور ماند - زیرا کہ عشق سہ حرف است
عین عبارت از نفی عقل ست و شین عبارت از نفی شرک و شرم و قاف
عبارت از نفی قالب - یعنی چون عشق اید این ہر ۳ سہ چیز فراموش گرداند - چنانچہ
عاشق ہادی حضرت شیخ سعدیؒ می فرمایند -

چون عشق آمد از عقل دیگر مگوے	کہ در دست چوگان اسیر ست گوے

ونیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند - اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تاکہ شوق پیدا آید - دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب - سوم حقیقت - یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب - چہارم معرفت یعنی محو کردن مراد خود را در مراد محبوب - پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر و ہم در باطن و موجود مطلق دانستن ہمین محبوب را - چون این مرتبہ تمام شود کار با تمام رسد - آخر ہمین محبوب عشق ماند موج عاشق و معشوق در بحر عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرمایند الوجود بین العشقین کالطہر بین الدمین طلیعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی از آن عورت میان دو خون است یعنی اول ہم عشق و آخر ہم عشق باشد - زیرا کہ وجودیکہ ہست بیرون عشق نہ شدہ است - پس اول و آخر و ظاہر و باطن ہمین عشق ست

چیست آدم چیست حوا عشق بس	اگرچہ آیند صد ہزاران پیش و پس

چون بیان عشق شنیدی و دریافتی اکنون کمالات آن با ہوش بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز عشق مانند تخم ست و او را درختے است کہ آنرا وجود خوانند و قالب گویند و تن نامند و این درخت را پنج بیخ است - یکے عقل - دوم وہم - سوم روح - چہارم علم - پنجم جان و این پنج را حقیقت گویند - و ازین پنج بیخ پنج شاخ ظاہر شدہ است یعنی از عقل بینائی و از وہم شنوائی و از روح گویائی و از علم دانائی و از جان توانائی و ازین پنج شاخ پنج برگ آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از گویائی غضب و از توانائی حسد و از دانائی کبر و این پنج بمعنی نفس ست و آن پنج بمعنی دل ست و این ہر دو بمرتبہ ذات باشد و این را شریعت گویند چنانچہ

بزرگے فرمودہ است

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے ست	ہر دو معنی را درینجا کے شکے ست

چون بیخ باشاخ و شاخ بابرگ شنیدی و دریافتی - اکنون گل بامیوہ و میوہ با تخم - باہوش بشنو و دریاب - بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہاست یعنی طاعت و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت و این بیخ را بمعنی طریقت گویند و درین گلہا میوہ ہست یعنی شفقت و محبت و رحمت و برکت و ہمت - و این بیخ در معنی عشق یکے باشد کہ او را معرفت گویند - و در میوہ تخم است کہ آنرا وحدت گویند - زیرا کہ ہمون تخم اول ست کہ آن را عشق خوانند - العشق ہو اللہ کہ از وہمہ ظاہر شدہ است بلکہ ہمونست کہ بدین خود را جلوہ دادہ است - چون بیخ باشاخ و شاخ بابرگ و برگ باگل و گل بامیوہ و میوہ با تخم یعنی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و وحدت - و چون این جملہ شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنو و دریاب کہ وجود این درخت را طبایع عناصر اربعہ نام ست یعنی حرارت و رطوبت و برودت و یبوست بہ معنی گرمی و سردی و تری و خشکی یعنی آب و خاک و آتش و باد - و این ہشت بمعنی چہار ست - بیرون این وجود درخت عدم است - ہر چہ ہست ہمین چہار ست - و چون این جملہ شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش باش - بشنو و دریاب - بدانکہ اے عزیز جنبش این درخت نیروے شہوت و قال و استواری این درخت خیال و وصال - حیات این درخت بیداری و ہوش - ممات این درخت خواب و فراموش -

كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ حیات و ممات این درخت شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنو و دریاب کہ نہاد این درخت و رچہ است

یعنی درزمین — اے عزیز بنهاد این درخت درزمین فنا است کہ آنرا بقا گویند — ذات الله خوانند کما قال الله تعالیٰ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
واین فنا بمعنی بقا است واین درخت اندرون و بیرون گرفته است — ظاهر و باطن پیوسته — بلکه عین درخت شده و یکے گشته و دو نمانده — اکنون ببین که جملهٔ این درخت بقا است که آنرا عشق گویند — واین عشق لاحد ولا غایت — لا مثل ولا نهایت خود بخود شکل وصورت صدهزاران ورنگهاے بے شمار دارد — وحده لاشریک له —
این جمله چون شنیدی ودریافتی اکنون کمالات آن باهوش بشنو ودریاب ؎

معشوق وعشق وعاشق هر سه یکیست اینجا		چون وصل درنگنجد هجران چه کار دارد

بدانکه اے عزیز این درخت وجود تو وشکل این درخت همین افعال واوصاف تو کما قال علیه السلام — ان الله خلق آدم علی صورة ای علی صورة الرحمن —
اکنون ببین که تو عین بقائی بلکه عین عشقی ومطلقی ومقیدی خبر تو کسے نیست — فی الجمله توئی که خود را بخود گذاشتی ودوئی وجدائی نیست ؎

وجود سے ندارد کسے جز خدائے		همیشه همو نیست قایم بجائے

چون نفس خود را شناختی عین بقا گشتی کما قال علیه السلام — مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعَجْزِ وَالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقُدْرَةِ وَالْبَقَاءِ — چون نفس خود را شناختی بقا یافتی — چون فانی فی الله شدی باقی بالله گشتی — چنانچه بزرگے فرموده است ؎

هرچند که پُر دردی کے محرم ما گردی		فانی شو فانی شو تا همدم ما گردی

چنانچه آورده اند — درویشے اهل فنا را نداشده — جرد — جردوا یعنی مجرد شو — مجرد شو — همه موے اندام او ریخته شد — زہے مقام حیرت که درویش در حیرت بماند — چنانچہ

در خبر ست۔ اَلْحَادِثُ اِذَا قُرِنَ بِالْقَدِیْمِ لَیْسَ لَہٗ اَثَرٌ یعنی نمک در آب اندازند جملہ آب شود و اثر او نماند۔ اکنون تو ثانی عشق ماند و تو ندانی عشق چاند ؎

دریائے کہن چو بر زند موجے نو ۔۔۔ موجش خوانند کہ در حقیقت دریاست

و درینجا جانہا گم شود کہ گفتگوئے و جستجوئے نماند۔ کما قال علیہ السلام مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ ؎ چنانچہ آن عاشق ہادی حضرت شیخ سعدی شیرازی می فرماید

چو بلبل روئے گل بیند زبانش در نوا آید ۔۔۔ مرا از دیدن رویت فرو بست ست گویائی

اما اینجا گفتہ می شود بہ اعتبار کمال شوق دوست یعنی مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ چنانچہ باد صبا آید۔۔۔ انچہ بستہ است در حال بکشاید۔۔۔ و این بیت بر سر زبان نیز آید ؎

عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست ۔۔۔ عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

چون این جملہ تمام فہم کردی اکنون با ہوش بشنو و نگہدار۔ بدانکہ اے عزیز در وجود تو سہ مقام است۔ اول و اوسط و اسفل یعنی ناف کہ مرتبۂ نفس درین اسفل است۔ تعلق بہ دوزخ دارد۔ دیو و پری و مار و کژدم و آتش و سردی و آنچہ لوازمہ دوزخ است و اجناس سقر درین مقام است۔ و درین مقام ظہور ابلیس است یعنی نفس مقام اوسط دل ست تعلق بہ بہشت دارد یعنی زمین بہشت مقام حور و قصور و اشجار و اثمار و ناز و نعمت و انچہ لوازمہ بہشت درین مقام است۔ و شاہ عشق درینجا بنام محمد ظہور است۔ مقام اول کہ در میان دل است تعلق بحق دارد کہ احد است۔ یعنی درین مقام ملایک و عرش و کرسی و لوح قلم و آسمان و زمین و آفتاب و مہتاب و ستارگان و آنچہ لوازمہ نور و نور حق است۔ درین مقام است۔ و شاہ عشق درینجا بہ وصف احمد ظہور است یعنی روح۔ و این کمال

میوۂ عشق است و وصف عشق است بلکہ ہمو نست کہ خود بخود بدین طریق است اما بہر مقام نام دیگر است قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَا فِي الْوَرَاءِ الْعَرْشِ اَحَدٌ وَ فِي السَّمَاءِ اَحْمَدُ وَفِي الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ وَ فِي التَّحْتِ الثَّرَاءِ مَحْمُودٌ۔

یعنی ہمان احد در ہر مقام نامے دیگر احد - احمد - محمد - محمود یافت - چون این مقام شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنود دریاب - بدانکہ اے عزیز آدم و عالم جملہ عشق است و قدم اول و آخر ندارد ؎

این جہان صورت است معنی دوست — در بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست

؎

نقشے نمودم من عیان در صورت انسان نہان — ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش برو بردار ما

ونہ آمدہ است و نخواہد رفت - بلکہ دایم و قایم است - کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ آفریدہ است ونہ آفریدہ شدہ است - ہمچنانست حی ہو ہو ہو - اینجا فہم - چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

عشق شاہا بود در دو جہان — عقل را دخلے نباشد اندران

زیراکہ این دریا است خونخوار و بے قعر و بے کنار - ہی ہی این را بیان توان گفت - واگر کسی سوال کند کہ این ہی ہی ضمیر مونث است - پس ضمیر مونث را ہیچگونہ مشابہت با حق تعالیٰ - توان کرد - جواب انیست کہ در شب معراج تجلیات حق سبحانہ تعالیٰ حضرت خواجہ عالم را محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم بصورت مونث ہم شدہ بود - چون جملہ شنیدی و دریافتی اکنون باہوش بشنود دریاب - بدانکہ اے عزیز این ماندن تو درچہ است و درچہ ماندہ - چنانچہ بیرون محبت ماندن - یعنی محبت در محبت ماندہ است کہ آنرا عشق خوانند - زیراکہ

بیرون محبت ماندن ممکن نیست۔ ہر کرا دوست داری د بہر چہ روے آری آنکس نیز توئی کہ خود را بجز دوست داشتہ باشی وہر چیزے را کہ بینی و محبت داری آن نیز توئی کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام رأیت ربی بربی یعنی دیدم خداے را بخدائی۔ حدیث دیگر رأیت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ امرد شاب وقطط یعنی پیغمبر فرمودہ است علیہ وآلہ وسلم۔ دیدم پروردگار خود را در شب معراج بخوب ترین صورت چون زلف او پیچ در پیچ بود۔ اما محمد علیہ السلام خداے عزوجل را در خود دید۔ چنانچہ آیت کریمہ شاہد ست۔ کما قال اللہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی من در ذوات ہاے شما ام ونمی بینید شما۔ دیگر قول شاہد ست۔ ما رأیت شیئاً الا ورأیت اللہ فیہ ندیدم من ہیچ چیز را مگر دیدم خداے را در ان چیز۔ قول دیگر شاہد انا واللہ فی لواحدۃ یعنی من وخداوند تعالیٰ در وحدت یکے ام

	احمد است اینجا احدا سے مرد کار	دایما در عشق باشد بے قرار	

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست۔ چنانچہ بزرگے فرمودہ است

	اے خدا چون توئی غم و شادی	تہمت ما و تو چہ بنہادی	
	ہم تو لیلیٰ و ہم تو مجنونی	ہم تو شیرین و ہم تو فرہادی	

و بزرگے دیگر فرمودہ است شاہد تر ست

	خدا بود عاشق بخود اے گدا	بود عاشق خود بخود اے گدا	
	جہان کرد آئینہ خود را نمود	تماشائے خود را بجز دوا نمود[1]	
	ہمہ عاشق و عشق و معشوق بود	چو آتش ہمہ شعلہ و سوز و دود	

[1] اس محل پر کاتب نے اصل نسخہ میں بیاض چھوڑ دی ہے لہذا یہ مصرعہ اس موئف عاجز نے

اپنی طرف سے لکھا ہے

چون این محبت را شنیدی و دریافتی - اکنون باهوش بشنود دریاب - بدانکه اسے عزیز این محبت را آبِ حیات گویند و جاے این درظلمات است یعنی دردن چشم - زیراکہ محبت از چشم پدید آمده است - اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست وچیست - کہ صاحب وجود تو و مالک تن تو همان تخم اول است کہ جملہ از و ظهور است چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ در مناجات خود میفرمایدٗ الٰهی بر هستی وجود خود چہ نازم - مرا دیدهٔ دیده ده کہ این نذر تو سازم" این را دایم وقایم نگاه دارد و خود را بخود بین خود را بخود جلوه کن و خود را بدین بسیار و بساز - چنانچہ بزرگے فرموده است ؎

چشمی دارم همہ پر از صورت دوست
از دیده و دوست فرق کردن نہ نکو است

یا دیده مرا خوش است چون دوست درو ست
یا دوست بجاے دیده یا دیده هم او ست

رباعی

اے دوست ترا بهر مکان می جستم
دیدم بہ تو خویش را تو خود من بودی

هر دم خبرت زاین و آن می جستم
خجلت زده ام کز تو نشان می جستم

چون صفت چشم شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنود دریاب - بدانکہ اسے عزیز این نور حقیقت ریح است کہ آنرا روح گویند - اَلْاَرْوَاحُ مُرَکَّبٌ مِنَ الرِّیْحِ - یعنی دم بقدم آمیختہ و یکے گشتہ است چنانچہ بوئے در گل و مسکہ در شیر - و بنده باحق همچو شیر و روغن است آمیختہ و این همہ شیر است و در روغن هم تو ئی - لَا تُبْصِرُوْنَ اما حقیقت آدم است کہ آنرا روح گویند و نور نامند کما قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذره نور و روح را بہ عبارت و اشارت گفتہ شد - اما حقیقت نام و نشان ندارد - وصد اسم نیز ندارد و ذاتیست نامحدود و نامتناهی و

بحریست بے پایان وبیکران - ذات نورعلی الدوام در تجلی خویش است چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

تا جمال خویش را بینی عیان ‌ ‌ ‌ بے نشان شو از رہ نام ونشان

؎

پس کلام ما ہمین است جملہ عالم زنان باد ‌ ‌ ‌ ظاہر اصورت چہ بینی ہر چہ بینی یاد باد

چون این شنیدی و دریافتی - اکنون باہوش بشنو و دریاب - بدانکہ اے عزیز ہمین دم بقدم آمیختہ یعنی روح را ریح خوانند - خدا و رسول گویند - ظلمت و نور خوانند جبرئیل ومیکائیل واسرافیل و عزرائیل نامند - بہشت دوزخ و آسمان وزمین آفتاب مہتاب - شب و روز جن وانس وحش وطیور گویند - کفر و اسلام خوانند دین و دنیا گویند - کعبہ وبت خانہ گویند ؎

مسجد و دیر توئی کعبہ و بتخانہ یکے است ‌ ‌ ‌ ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغائے تو بود

واین حقیقت عشق است کہ خود بخود چنین است ظاہر و باطن خود است - ہر چہ شدہ شدن تواند واللّٰہ علیٰ کل شئ قدیر ؎

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز ‌ ‌ ‌ کہ حقیقت کند برنگ مجاز

مثنوی

عشق می باز و خدا باخویشتن ‌ ‌ ‌ شد بہانہ درمیان مرد و زن
عشق گوہر بے بہا و بے نشان ‌ ‌ ‌ بہر عشق ہر دم شوی تو جانفشان
عشق پنج و ہفت باشد عشق چار ‌ ‌ ‌ عشق نور و عشق نار و عشق دار
عشق باد و عشق آتش آب و خاک ‌ ‌ ‌ در حقیقت عشق باشد جان پاک
عشق اول عشق آخر جاودان ‌ ‌ ‌ باخودی خود عشق باشد درمیان

عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ — بہ سر خود عشق پوشد چون کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی رازدان — ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان
عشق شمس و عشق چرخ و ہم زمین — ہم فرشتہ در شمار و ہم مکین
عشق روشن ہم نجوم و ہم بروج — با خودی خود نزول و ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل — عشق میوہ عشق تخم و عشق گل
عشق در صورت جمال خود نمود — جملہ اشیا در حقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد - واللہ اعلم باسرار الخفیات -

نثر شریف کے علاوہ ذیل میں حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی نظم کے چند نمونے بھی درج کر دیے جاتے ہیں -

غزل

ہمی دانم کہ آن بدخو برین دل تا چہ میبازد — سوارے مست می آید سمند حسن میتازد
غبار از سینہ میخیزد دو جان از درد میسوزد — مگر آن شہسوار من بمیدان گوئی میبازد
ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود آخر — چہ عیب است این جوان من بحسن خویش مینازد
تعالی اللہ نگارے ماچنان موزون و زیبائے — تواند جز خدائے من چنین نقش دگر سازد
لب لعل و سیاہ خال و چشم بار دوم یکجا شد — زہے مسکین دل بیدل دو لشکر یکطرف تازد

اجازت بوسہ گر یابد محمد عاشق بیدل
ہمی معذور میدارش ز مستی گر لبش گازد

دیگر

دوستان می دہند پند مرا — دشمنان طعنہ ہا زنند مرا
پیر گشتی و عشق میبازی — اجتہاد از سرشت چند مرا

منکہ مخلوق عشق یار ہستم — کے بود پند سودمند مرا
منکہ آزاد سرفراز ہستم — زلف او گشت پائے بند مرا
خانمان و دلم پریشان شد — جعد او در بلا فگند مرا
گریہ و آہ چیز ہر نفسے — دوستی کرد دردمند مرا
سوزش شمع رخ فزون بدہند — گر بسوزند چون سپند مرا
آتش عشق آبرویم ریخت — خاک باد او جود بند مرا
تا بہ عشق گرم تر بکنند — چون کبابے بران نہند مرا

پر و بالت مگر محمد سوخت
بیخ و بنیاد عشق کند مرا

دیگر

دیدم بکلبۂ بکارے — از دُردکشی شرابخوارے
مدمن خمرے خراب شکلے — دیوانہ وشے نزار و زارے
گفت از سر وقت خویش در حال — بنشین و شراب نوش بارے
وانگہ بصفا رمئی نگہ کن — بین عکس جمال روے یارے
بر لوح وجود نیست نقشے — جز نسخۂ صورت نگارے
مجنون چہ کس است چیست لیلیٰ — گل چیست کجاست زخم خارے
خسرو کہ بد و کدام فرہاد — شیرین بچہ گشت خوش گوارے
ہر چہ زن عزیز مصر ست — از کردۂ یک غلام خوارے
از چہ سبب است ہان گرفتار — یعقوب کہ بود رستگارے
خود چاکر بندہ چرا شد — محمود کہ بود شہریارے

زین حال کسے خبر ندارد — جز بیخبرے شراب خوارے

بیشک بخدا محمدؐ اینجاست
چون احمد پاک حق گذارے

دیگر

بازآمدم چون عید تو تا قفل زندان بشکنم — این چرخ مردم خوارہ را پہلو و دندان بشکنم
گر پاسبان گوید کسے بروے بر زم جام مے — دستم اگر دربان کشد من وست دربان بشکنم
ہرگہ من بدست رادر خانہ خودرہ دہی — بس میتوانی انیقدر این بشکنم آن بشکنم

دیگر

دولت عشق را نہایت نیست — عاشقان را بجز ہدایت نیست
ہر کہ را حل شدست مشکل عشق — او بداند کہ جز بدایت نیست
عشق را بوحنیفہ درس نگفت — شافعی را در و روایت نیست
عشق حسنی ست از برون بشر — آب و گل را درو کفایت نیست
بوالعجب صور تیست صورت عشق — چار مصحف از و یک آیت نیست

رباعی

میں خلق جملہ عالم تا ابد — گر نباشد ور بباشد سوے تست
جز ترا چون دوست نتوان داشتن — دوستی دیگران بر بوے تست

رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست — چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست
ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ — اندر نظر تو آید آن صورت اوست

رباعی

یک عین متفق کہ جز او ذرۂ نبود — چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمدہ
اے ظاہر تو عاشق و معشوق باطنت — مطلوب را کہ دیدہ طلبگار آمدہ

رباعی

چون جمالش صد ہزاران روی داشت — بود در ہر ذرہ دیدارِ دگر
لاجرم ہر ذرہ بنمود یار — تا بود ہر دم گرفتارِ دگر

رباعی

آفتاب در ہزاران آبگینہ تافتہ — پس برنگِ ہر یکے تاب عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہائے مختلف — اختلاف این و آن را در میان انداختہ

رباعی

روزان بتو بودم و نمی دانستم — شب با تو غنودم و نمی دانستم
ظن بردہ بودم کہ جملہ من بودم — من جملہ تو بودم و نمی دانستم

رباعی

مرا بے من پدید آمد ہم از من ہرچہ می جستم — کنون در عین این معنی حسینی کیست حیرانم
مرا یاریست در خاطر اگر گویم کدام است او — جہانے مبتلا گردد بلاسے خاص و عام است او

رباعی

نصیحت ہمین ست جان ای برادر — کہ اوقات ضایع مکن تا توانی
چنان میروی ساکنان خواب در سر — ہمین ترسم از کاروان باز مانی

ابیات

دوئی را نیست راہ در حضرتِ تو — ہمہ عالم توئی و قدرتِ تو
تا چہ خواہد کرد بر من و در گیتی زین دو کار — دستِ او در گردنم یا خون من در گردنش

اگر یار نمی کند قبولت — خود را بستم بزلف او بند

دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحبدلی — باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

رباعی اُردو

پانی مین نمک ڈال بزران دیکھنا اُسے — جب گھل گیا نمک تو نمک بولنا کسے

یون گھوسے خودی اپنی خدا ساتھ مصطفے — جب گھل گئی خودی تو خدا بن نہ کوئی دسے

دوسرا باب

تذکرہ قطب الانام غوث الاسلام رکن الحق والدین بندگی مخدوم حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس اللہ سرہ العزیز

آپ جناب سید الطایفہ خواجہ جنیدی بغدادی قدس سرہ کی اولاد سے ہین جن کا نسب گرامی حضرت سلم بن عبد المناف جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچتا ہے۔

شجرہ نسب - شجرہ نسب آپکا یہ ہے۔ حضرت مخدوم محمد رکن الدین بن ابو المظفر محمد سراج الدین بن شیخ شرف الدین ملک واو بن شیخ حمید الدین بن شیخ سعید الدین بن شیخ منار الدین بن شیخ عبد الرحمن سلمی بن ابو سعید بن شیخ اسمعیل بن شیخ ابو عمر جنیدی بن شعار الدین نجید بن سید الطایفہ خواجہ جنید بغدادی بن ابو محمد عمران کبیر بن ابو عبد اللہ نیاجی بن ابو سفیان شعبان الراعی بن حبیب سلم الراعی بن عبد الرحمن سلمی بن ابو سلم حبیب ابو عبد اللہ بن ابو عبد اللہ حبیب بن ابو حبیب سلم الثانی بن سلم بن عبد المناف جد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ورحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت کی والدہ اور بہائیون کا حال آپ کی یعنی حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی

والدہ ماجدہ بی بی مسطورہ بنت سلطان عبداللہ فشوری (پشاوری) تھین جب
حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ کے والد ماجد ابو المظفر محمدؒ سراج الدین قدس سرہ بغداد
شریف سے روانہ ہوکر فشور پہنچے تو عبداللہ بادشاہ فشور کے فرزند نے حضرت
ممدوح سے ملاقات کر کے اپنی بہن بی بی مسطورہ کو آپکے نکاح مین دیا- ان بی بی
سے چار فرزند شرف ولادت پائے- اول سالار عثمان- دوم شیخ احمد
سوم شیخ تاج الدین- چہارم حضرت شیخ محمد رکن الدین قدس سرہم- حضرت شیخ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ بعد مین اپنے والد ماجد کے نام سے ہی یعنی بنام شیخ محمدؒ
سراج الدین مشہور ہوے- درحقیقت آپکا اصلی نام شیخ محمدؒ رکن الدین رحمتہ اللہ
علیہ ہے-

ولادت وپرورش- حضرت شیخ محمدؒ رکن الدین المعروف بہ شیخ محمد سراج الدین جنیدی
قدس سرہ سنہ ۶۴۰ھ مین تولد ہوئے- آپکے والد کی رحلت کے وقت آپ بہت کم
عمر تھے- آپکے ماموں یعنی سلطان فشور نے جو آپ سے بہت محبت رکھتے تھے
آپکی تعلیم وتربیت کی- سلطان فشور کا قاعدہ تھا کہ جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھتے
تو اپنے چاروں ہمشیرہ زادوں کو بھی اپنے برابر اسی تخت پر اپنے دہنے بائین
بٹھا لیتے-

تلاش مرشد- حصول ارادت وخلافت - - - - ایک روز ایک بھانڈ جو بہت سے ممالک کی سیر کرتا ہوا
اس مقام پر وارد ہوا تھا بادشاہ فشور کے پاس حاضر ہوا-
دیکھا کہ تخت سلطانی پر چار پانچ شخص بیٹھے ہوئے ہین- اہل دربار وغیرہ سے
دریافت کیا کہ انمین بادشاہ کون اور دوسرے لوگ کون ہین- معلوم ہوا کہ سب کے
بیچ مین سلطان متمکن ہے اور دونو طرف اُنکے ہمشیر زادے بیٹھے ہوئے ہین-

بہانڈ یہ معلوم کرنیکے بعد تخت سلطانی کے قریب پہنچکر پہلے تو بادشاہ کی ثنا و صفت
کی اور اخیر مین یہ کہا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر چلے ۔ تاکہ
خاندان کی حرمت قایم رہے ۔ یہ فقرہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے دل
پر نہایت اثر کر گیا ۔ آپ نے والدہ کی خدمت مین جاکر اس واقعہ کا اظہار کیا ۔ اور
اپنے پدر وجد بزرگوار کے حالات دریافت کرنے کے بعد والدہ سے چند روز
کے لیے سفر اختیار کرنے کی اجازت چاہی ۔ جب یہ کیفیت آپ کے ماموں
سلطان فشور نے سن پائی تو آپ کے سفر کے بہت مانع ہوئے اور والدہ ماجدہ
نے بھی منع کیا بلکہ رو دین مگر اس سے کچھہ فائدہ نہوا ۔ حضرت انکی ممانعت پر
توجہ نہ کرکے چلنے پر آمادہ ہوئے ۔ بالآخر بامر مجبوری حضرت کی والدہ مع دیگر
صاحبزادون کے آپ کے ہمراہ چلنے کے لیے مستعد ہوگئین ۔ اور شاہ فشور نے
بھی چار و ناچار انکا سامان سفر تیار کیا ۔ ایک نپیس (میانا) اپنی ہمشیر کے لیے اور
چار عمدہ ترکی گھوڑے اپنے ہمشیر زادون کے لیے اور چار اونٹ روپیون سے
لدے ہوئے دیگر سامان ضروری اور چار سو غلامان زنگی و ترکی نیز چار سو سوار مع
انکے اخراجات کے ہمراہ کرکے انہین رخصت کیا ۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ
اپنی والدہ اور بھائیون کو ساتھہ لیکر ۔۔۔ھ مین وہان سے چلے اور منزل منزل طے
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ۔ ایک روز آپ کا گذر ایسے مقام پر ہوا کہ آپ
حالانکہ صبح سے سہ پہر تک چلے مگر کہین آبادی کا نام و نشان نظر نہین آیا بہت سے
قریے ملے جو بالکل ویران تھے ۔ انمین کوئی آدمی نہ تھا ۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
یہ حالت دیکھکر بہت متحیر ہوئے اور عصر کے وقت ایک دریا کے کنارہ پہونچے
وہان چند کشتی بان آپکو نظر پڑے ۔ آپ نے اُن سے اِن دیہات کی ویرانی

اور تاراجی کا سبب دریافت کیا - کشتی بانون سے بیان کیا کہ یہان سے قریب اس جنگل مین ایک خونخوار وقوی ہیکل بیل رہتا ہے جس نے کئی ایک آدمیون کو ہلاک کیا ہے اور جسکی وحشت سے لوگ اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گیے ہین - یہی سبب ہے کہ بہت سے مواضع اطراف واکناف کے بالکل تباہ وتاراج ہوگیے ہین - جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ کیفیت سنی تو اپنے غلامون اور ہمراہیون کو اسی مقام پر ٹھیرا کر آپ تنہا اپنے تینون بھائیون کو ہمراہ لیکر اُس بیل کے مسکن کی طرف روانہ ہوے - راستہ مین ایک بڑھیا آپ کو ملی - اُس نے کہا کہ اس طرف ایک بیل رہتا ہے - جو انسان کی بو پاتے ہی اسپر جھپٹ کر مار ڈالتا ہے اُسی کی وجہہ سے یہان کی تمام بستیان ویران ہوگئی ہین - آپ لوگ اس طرف جانیکا مقصد نہ فرمائین - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے اس بڑھیا کو جواب دیا کہ ہم اُسی بیل کے شکار کو جاتے ہین - اُس کے رہنے کی جگہہ کا پتہ بتا - بڑھیا نے کہا وہ جگہہ یہان سے بالکل قریب ہے - وہ دریا کے کنارے ہی رہتا ہے حضرت نے یہ سنکر دریا کی راہ لی اور کنارے پہنچکر حضرت کے بڑے بھائی حضرت سالار عثمان رضی اللہ عنہ دریا مین غسل فرمانے کے لیے اُترے اور دوسرے بھائی بیل کی تلاش مین آگے بڑھے - ناگاہ بیل آدمی کی بو پاکر بے چین ہوا اور بپھر کر حضرت سالار عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہی قریب آکر اپنے سینگ جناب ممدوح کے سر پر لاکر آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا - اُسوقت آپ نے دونون ہاتھون سے اس کے دونون سینگ پکڑ کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ اس کے صدمہ سے بیل کی پسلیان پہلو چیر کر باہر نکل آئین - اور وہ دم توڑنے لگا - اتنے مین آپ کے دوسرے بھائی بھی وہین آگیے - اور حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لوگون کو آگاہ کیا کہ

بیل شکار ہوچکا ہے - آؤ - اس کا گوشت کھاؤ - چنانچہ لوگون نے خوشی خوشی وہان پہونچکر اسکو ذبح کرکے درست بنایا - اور کباب لگاکر کھایا - حضرت اس جگہہ پر اس جگہہ پر صرف ایک مقام فرماکر آگے روانہ ہوئے - چونکہ آپ کو مرشد کامل کی جستجو تھی منزلا منزل منزل سطے کرتے ہوئے جب شہر دولت آباد مین تشریف لائے تو وہان اسوقت حضرت سید السادات مدار العلوم بندگی مخدوم سید خوندمیر علاء الدین جوہری قدس سرہ تشریف فرماتے - حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے - اور عقیدت مندون کی طرح رات دن خدمتگذاری کرکے مرید ہوئے اور بالآخر نعمت خلافت واجازت سے مشرف ہوکر دہلی کو روانہ ہوگئے

حضرت کے پیرومرشد کا حال

حضرت مخدوم سید خوندمیر علاء الدین جوہری قدس سرہ ولی زمانہ وقطب الوقت تھے - حضرت قوام الدین محمود رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے - طریقت مین مجتہد الوقت تھے - دکن مین آپکے خلفامین سے شیخ العالم عین الدین گنج العلوم رحمتہ اللہ علیہ وشیخ منہاج الدین انصاری رحمتہ اللہ علیہ - شیخ مخدوم سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ ودیگر اولیا ئے کبار آئے ہین - حضرت کا قیام گاہ دولت آباد تھا - مرقد انور بھی آپکا وہین ہے - آپکا وصال شب جمعہ ۲۸ شعبان ۷۴۲ھ مین ہوا - بعض کتب مین لکھا ہے کہ آپ کے فرزند دفن کے بعد آپ کا تابوت آپ کے مزار سے نکال کر دہلی لے گئے - اور قبر اشرف آپکی دہلی مین ہے -

ورود دہلی - حضرت کا راجہ ورنگل کو گرفتار کرنا بادشاہ کی بدگمانی - وواپسی دولت آباد - - - - - - -

جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنی پیر کی اجازت حاصل کرکے دہلی مین آئے تو بادشاہ وقت سلطان غیاث الدین تغلق بالاخانہ پر بیٹھا ہوا تھا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی سواری مبارک کہ دیکھکر اپنے آدمی کو خبر لینے کے لیے بھیجا کہ

آیا یہ سپاہی ہین یا تاجر - چنانچہ بادشاہ کے ہرکارہ نے حضرت سے آکر استفسار
کیا آپ نے فرمایا کہ ہم درہم سپاہی بے روزگار ہین - چنانچہ جب حقیقت و کیفیت
بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس نے آپ کو اپنے محل کے قریب ایک مکان مین ٹھیرایا
اور جس مکان مین کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ رونق فرما تھے - وہان خود آکر
آپ سے ملاقات کی اور آپ کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد عرض کی کہ
آپ ہمدگوار ہین - چند روز یہین اقامت فرماے - باہم صحبت رہیگی اور اس کا
مین بہت ممنون ہونگا - حضرت نے بادشاہ کی اس استدعا کو منظور کیا اور آپ نے
وہان مقام کیا - چند روز مین ہی آپس مین اتحاد بڑہ گیا - بادشاہ ہر امر مین حضرت کی راے
کو مقدم رکہتا تہا اور جو کچہ حضرت فرماتے اُسپر عمل کرتا - یہ امر ارکان دولت کے ناگوار
خاطر ہوا - انہون نے آپکو یہان سے ٹالنے کی فکر کی - ایک روز وزیر پر تدبیر نے موقع
پاکر بادشاہ سے عرض کی کہ پرتاب رُودرا نام نے جو ورنگل کا راجہ ہے شاہی فوج کو
شکست فاش دی ہے اس لیے اب دوسری مہم بہ سر گروگی شاہزادہ محمد تغلق
اوسکی سرکوبی کے لیے بہیجی جاتی ہے - لیکن سنا جاتا ہے کہ راجہ کے پاس فوج کثیر ہے
ایسا نہو کہ مسلمانون کو پہر بہی شکست ملے - اسلیے ایکی دفعہ حضرت شیخ صاحب
قدس سرہ کو بہی شاہزادے کے ہمراہ مہم پر بہیجنا چاہیے - آپ مرد صالح و مستجاب الدعوۃ
ہین آپ کی دعا سے ضرور اہل اسلام کو فتح حاصل ہوگی - سلطان غیاث الدین تغلق
حضرت سے بہت محبت رکہتا تہا - آپ کی جدائی اسکو ہرگز منظور نہین تہی مگر جب
شاہزادہ محمد تغلق نے بہی جو حضرت کا بہت معتقد تہا اور حضرت کی ہمراہی باعث برکت
سمجہتا تہا اس بارہ مین مصر ہوا تو سلطان نے بالآخر حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سے ایک دن بیان کیا کہ ممالکت اہل ہنود میرے ملک سے ملی ہوئی ہے - وہان کا

راجہ ظلم پر کمربستہ ہے۔ اس سلئے فوج شاہی اس کی سرکوبی کے لیئے بہیجی جاتی ہے۔ اگر آپ بہی اس فوج کے ہمراہ ہون تو مجہے یقین ہے کہ آپ کی موجودگی ودعا کی برکت سے ہمکو ضرور فتح حاصل ہوگی۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے بادشاہ کی اس درخواست کو مان لیا اور لشکر کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتہہ آپ کے تینون بہائی بہی ہمراہ ہوئے۔ جب لشکر اسلام راجہ کے حدود ملک کے قریب پہونچا تو پرتاب رودرا کو بہی اسکی اطلاع ہوئی راجہ اپنی بے انتہا فوج کے ساتہہ مقابلہ کے لیئے آمادہ ہوا۔ طرفین مین جنگ شروع ہوئی۔ شہزادہ محمد تغلق نے داد شجاعت دی۔ بڑی مستعدی ودلیری سے مقابلہ کیا۔ مگر فوج شاہی بہت کم تہی مقابلہ کی تاب نلا سکی۔ قریب تہا کہ مسلمانون کے پیر جو جمے ہوئے تہے اکہڑ جائین کہ ایسے مین حضرت شیخ صاحب قدس سرہ میدان کارزار مین بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنے جانب کے اہل لشکر کی ہمتین بڑہائین اور ڈہارس بندہا دی۔ اہل اسلام پر توسر توڑ کوشش کے ساتہہ ہندوٗن پر پل پڑے ہندوٗن کے دست وبازو لڑتے لڑتے شل ہو گیے تہے۔ کسی سے کچہہ بن نہ پڑا۔ پسپا ہوکر فرار ہوگئے۔

پرتاب رودرا پر یہ حالت دیکہکر ایک تحیر کا عالم طاری تہا۔ اپنی جگہہ سے ہل چل نہین کرسکا۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنے ہمراہیون کے ساتہہ اسکے قریب پہنچے اور اس کے گہوڑے کی باگین تہام کر اوسکو اپنی فرودگاہ کی طرف لیے آنے لگے۔ پرتاب رودرا اوسوقت کہین چونکا اور حضرت سے پوچہنے لگا کہ آپ مجہے کہان لیے جاتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کہ تجہکو سلطان دہلی کے پاس لے جاوٗنگا اوس نے حضرت کی بڑی منت وسماجت کی اور عرض کی کہ مین مسلمان ہوجاتا ہون۔ مجہے چہوڑ دیجئے سلطان کے پاس نہ لیجائے۔ اس اثنا مین حضرت اسکو لیکر فرودگاہ

مین پہنچ چکے تھے - پرتاب رودرا کو مشرف بہ اسلام کیا - اور شاہزادہ محمد تغلق کے
اتفاق سے راجہ کو رہائی دی - اور اسکا ملک اسی کو بخشدیا اور اوس سے اس امر کا قرار
کرالیا کہ پہر کبھی وہ سلطان دہلی کی اطاعت سے منحرف نہوگا اور مقررہ خراج برابر ادا
کرتا رہیگا - اس کے بعد شاہزادہ محمد تغلق اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اور انکے
بہائی وغیرہ تین دن تک شہر ورنگل مین راجہ رودرا کے یہان مدعو رہے - چوتھے دن
اس سے رخصت ہوکر اپنے برادرون اور لشکر شاہی کے ساتھہ دہلی کو مراجعت فرمائی -
جب دہلی مین آئے تو شہزادہ محمد تغلق نے اپنے باپ سے جنگ کے کل واقعات
من وعن بیان کیے - بادشاہ اس کیفیت کو سنکر دل مین بہت ہراسان ہوا اور سمجہا کہ
حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے پرتاب رودرا کو اس کے لشکر سمیت اسطرح زیر
کیا تو کیا عجب ہے کہ اگر وہ چاہین تو کسی روز میری سلطنت بھی اسیطرح چھین لین -
پس وہان سے رخصت ہوکر اپنے محل مین آیا اور اپنے وزیرون کو طلب کرکے اس
خصوص مین مشورہ کیا - اور حضرت کو اپنے پاس سے ٹالنے کی کوئی تجویز پوچھی - وزیر
نے کہا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو لوگ بہت عزیز رکھتے ہین - علانیہ طور پر آپ
کے نکلوانے مین فساد و بدنامی کا اندیشہ ہے - مین ایک ایسی تدبیر عمل مین لاتا
ہون کہ وہ خود بخود یہان سے چلے جاینگے - چنانچہ چند روز گذار کر وزیر نے ایک روز
حضرت سے عرض کی کہ حضرت کی سواری جب دربار شاہی مین آتی ہے تو حرم
سلطانی بالاخانہ پر سے آپکو دیکھا کرتے ہین - لہذا جب آپ تشریف لائین تو منھہ پر
نقاب چہوڑکر آیا کیجیے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی
ہے تو مین اس دربار مین اب آونگا ہی نہین - پہر مجھے برقعہ اوڑہنے کی ضرورت ہی
کیا ہے - پس آپ وہان سے اپنے بہائیون کو ہمراہ لیکر اپنے مرشد کے پاس واپس

آنے کے قصد سے روانہ ہوئے - راستہ مین حضرت سالار عثمان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بڑے بہائی نے ، رمضان المبارک ۷۲۳ھ مین رحلت فرمائی اور لکہنو مین مدفون ہوئے اور شیخ احمد صلاح الدینؒ آپ کے منجلے بہائی بنگالہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بیشمار لوگون کو فیض پہنچا کر چہہ سال تک زندہ رہنے کے بعد ۲۹ ماہ رجب ۷۲۹ھ مین قضا کی اور شیخ تاج الدینؒ جو حضرت کے سنجلے بہائی تہے حضرت کے ہمراہ رہے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنے سنجلے بہائی اور والدہ کے ہمراہ اپنے پیرومرشد کے پاس آئے اور وہان چند سال رہے - اس اثنا مین ایک رات حضرت رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے شیخ سراج الدین دکن مین اسلام ہنوز نہین پہیلا ہے تم وہان جاکر اشاعت اسلام کرو تمہارے ہاتہون ولایت دکن مذہب اسلام سے منور ہوگی - اس بشارت کے بعد ایک ور خواب بہی آپ نے دیکہا کہ چاندیکا گنبد جس کا کلس خالص سونے کا ہے تہرا رہا ہے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ دیکہکر زبان مبارک سے بسم اللہ کہتے ہوئے اپنا دست مبارک اسپر رکہا - چہوتے ہی گنبد مذکور ساکن ہوگیا - اس خواب کی تعبیر اپنے مرشد سے دریافت کی - مرشد نے جواب دیا کہ ضرور دکن مین تمہارے ہاتہہ سے اشاعت اسلام ہوگی اور بادشاہ دکن بہی تمہارے ہاتہون مقرر ہوگا - تم دکن مین جاؤ اور دریائے کرشنا کے کنارے ایک موضع جسکا نام کوڑچی ہے وہان اپنا مقام کرو -

موضع کوڑچی مین سکونت اختیار فرمانا

حسب فرمان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونیز اپنے مرشد کی اجازت سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اس موضع کی تلاش مین دکن کی طرف روانہ ہوئے - راستہ مین جسوقت بیجاپور پہنچے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوگئین اور بتاریخ ۱۲ شعبان ۷۳۰ھ ہجری آپ واصل بحق ہوئین

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ آپکو ابوالحسن وزیر کے مکان مین دفن کیا اور اسکے بعد حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز وہان سے روانہ ہو کر موضع کوڑچی مین فایز ہوئے۔ موضع کوڑچی دریاے کرشنا کے کنارہ واقع ہے۔ اس موضع سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر بہت گنا بن املیون کا ہے۔ حضرت نے انہین املیون مین اپنا قیام اختیار فرمایا۔ موضع کوڑچی برہمنون کی بستی ہے۔ یہان ایک بہت بڑا بت خانہ تہا۔ یہ مقام ہندوؤن کے پاس نہایت متبرک خیال کیا جاتا تہا۔ بہت سے برہمن اطراف سے یہان پوجا کے لیے آیا کرتے تھے۔ جب حضرت نے یہان اقامت اختیار کی اور آپ کی کرامات لوگون پر ظاہر ہونے لگین تو لوگ بہی یہان کے حضرت کے معتقد ہونے لگے۔

کشف و کرامات۔ اس اثنا مین ایک جوگی جس نے بہت کچھ تپسیا اس بتخانہ مین کی تہی اور اسکے تین چار سو چیلے بہی تھے۔ ایک روز بت خانہ کے باہر آکر بیٹہا۔ اسکے سر پر ایک کمل معلق سایہ کیے ہوئے تہا۔ اس کرشمہ کو دیکہکر لوگ گرویدہ ہو گیے۔ اور جوق جوق اسکی طرف جانے اور معتقد ہونے لگے۔ ایک دن یہ حال حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو معلوم ہوا۔ غیرت اسلام نے جوش کہایا۔ اپنی جوتی پر نظر کی۔ جوتی وہان سے سیدہی اوس جوگی کے پاس گئی اور اوس کمل کو جو معلق تہا مار کر زمین پر گرا دیا۔ جوگی اس حالت کو دیکہکر بہت حیران ہوا۔ بہتیرے منتر وغیرہ پڑہے اور بہت کوشش کی۔ مگر کچھ فائدہ نہوا۔ آخر پریشان حال ہو کر حضرت کی خدمت مین آپہنچا اور کفر سے توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ نام اسکا بابا محمد رکہا گیا۔ اسکے کئی بہگتی اور چیلے بہی حضرت پر ایمان لاے اور شرف اسلام حاصل کیا۔ اوس دن سے یہان مذہب اسلام کی ترقی چارون طرف ہونے لگی۔

نقل ہے کہ ایک روز بابا محمد نے ایک کمان حضرت کے نذر کرکے عرض کی یہ بہت
کام کی چیز ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ اس کمان سے کیا کام نکلتا ہے۔ بابا محمد نے جواب دیا
کہ جدہر کے رخ اس کمان کو کہینچیگا اس طرف کے تمام دفاین و املاک کہینچنے والے کو
نظر آوینگے۔ حضرت نے اس کمان کو بابا محمد سے لیکر دہکتے ہوئے انگارون کی انگیٹھی
مین جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی تہی ڈال دیا۔ کمان فوراً جلکر راکھ ہوگئی۔ بابا محمد نے اس
کمان کو اپنے مواجہ مین جلتی دیکھکر بہت افسوس کیا اور کہا کہ کئی سال مین نے اپنے پر محنت
و مشقت گوارا کرکے بڑی ریاضت و خدمت سے حاصل کی تہی۔ ایک لمحہ مین میری
تمام محنت برباد ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیرون کو ان چیزون کی پرواہ نہین ہے۔
اگر تجھکو مال و زر کی ضرورت ہے تو لے۔ یہ فرماکر اپنا مصلیٰ لوٹا او س نے دیکھا کہ بہت
بیش قیمت جواہر بے تعداد پڑے ہوئے ہین۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے
بابا محمد سے فرمایا کہ انہین سے چند جواہر لیکر تو اپنی محنت حاصل کرلے۔ بابا محمد نے اپنے پیر
مرشد کے فرمانے کے مطابق تہوڑے سے جواہرات لیکر سوداگری کا پیشہ اختیار کیا۔
اور سمندر کی راہ سے دور دراز ملکون کا سفر کرکے ان مقامون پر اپنے قیمتی جواہر
فروخت کیے۔ اور اس رقم سے عمدہ عمدہ گہوڑے اور دیگر اسباب تجارت خرید کرکے
وہان سے اپنے وطن کی جانب روانہ ہوا۔ وطن پہنچکر ایک عرصہ تک سوداگری کرتا رہا
ان گہوڑون مین سے ایک بچہیرا جو نہایت ہی عمدہ تہا بابا محمد اپنے دل مین اپنے پیر کی
نذر کرچکا تہا۔ جب وطن سے پیر مرشد کی قدمبوسی حاصل کرنے کی غرض سے چلا۔ اثناء
سفر مین ایک روز اسکے دل مین آیا کہ یہ گہوڑا نہایت ہی عمدہ اور بیش قیمت ہے۔ اسکو
اپنے پاس رکھکر اسکے معاوضہ مین کوئی اور گہوڑا پیر مرشد کو دیدینا چاہیے۔ جب یہ
خیال اس کے دل مین سمایا تو اسیدم سمندر مین طوفان اٹھا اور جہاز اس کا قریب تہا

کہ غرق ہو جاوے - ایسے مین وہ اپنے منصوبہ پر آگاہ ہوا اور توبہ کی اور حضرت پیر و مرشد سے مدد و دستگیری چاہی - اسوقت حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ السامی کورچی کی مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے - معًا اپنے ہاتھ لمبے کیے - اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے خادمون کی طرف اشارہ کر کے انہین بلایا - جب خادم لوگ نزدیک جمع ہوئے تو انکے سامنے آپ نے اپنی آستین نچوڑی - اس مین سے پانی نکلنے لگا - خادمون نے اس پانی کو چکہہ کر عرض کی کہ یہ سمندر کا پانی ہے - بعدہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ فلان شخص بابا محمدؒ نام ایک گھوڑا جس کا رنگ روپ اس طرح کا ہے میری نذر کر چکا تھا - اب اُسکو میرے پاس لانیکی غرض سے جہاز چڑہا یا ہے - چونکہ وہ بہت خاصا گھوڑا ہے اس لیے بابا محمدؒ کے دل مین آیا کہ اس گھوڑے کو خود لیکر کوئی اور گھوڑا میری نذر کرے - اس خیال کے گذرتے ہی سمندر مین طوفان اُٹھا اور اسکا جہاز ڈوبا چاہتا تھا کہ ایسے مین وہ اپنی ڈانوان ڈول نیت پر متنبہ ہوا توبہ کی اور میری مدد چاہی - اس لیے مین نے اس کے ڈگمگاتی کشتی کو طوفان سے بچا کر اسکا بیڑا پار لگایا اور وہ سلامت رہا جب خادمون نے یہ کیفیت سنی اور پانی کو دیکھا تو حضرت کے بیان کی تصدیق کے لیے اس دن کی تاریخ و مہینہ لکھکر اپنے پاس رکھہ چھوڑا - چند ہی روز کے بعد بابا محمدؒ سفر طے کر کے سلامت بصد مسرت کورچی کے ابھی متصل پہنچا تھا - کہ پھر دوسری دفعہ اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ یہ گھوڑا بہت ہی بے مثل و نایاب ہے - اگر مرشد کے نذر کرد و نگا تو وہ کچھہ اپنے ہی پاس اسکو رکہنے سے رہے - کسی کو بھی للہ دیدینگے - پس اسکو خود ہی کیون نہ رکھہ لون اور اس کے معاوضہ مین کوئی دوسرا گھوڑا حضرت کی نذر کر دیا جائیگا چنانچہ یہ پورا پورا اطمینان کر دریا سے کرشنا کے کنارہ پہنچا اور گھوڑون کو وہین چھوڑ کر اپنا قیمتی اسباب وغیرہ جو ملک ملک کا لایا تھا ساتھہ لیکر دریا پار ہونے کی غرض سے

ناؤ پر چڑہا۔ خدا کی قدرت دیکہئے ۔ ناؤ ابہی منجدہار کے ادہر ساحل کے ہی قریب تہی کہ یکایک ایک بہنور مین پہنچی اور تمام اسباب سمیت غرقاب ہوگئی ۔ صرف بابا محمد اپنے مرشد کی توجہات سے زندہ بچا اور بڑی صعوبتون سے ڈوبتا اُبہرتا کنارے پر پہنچا ۔ اور وہان سے سیدہے حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی اور اپنے اسباب کی تباہی وتاراجی بیان کی ۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا پہر دوسری دفعہ بہی تونے ہماری پہلی نذر مین تصرف کرنا چاہا تہا۔ بابا محمد نہایت کہسانا ہوا اور بےحد معذرت کی اور اپنے قصور کی معافی چاہی ۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اُسی وقت اوس کے ہمراہ روانہ ہوئے اور دریا کے کنارے کہڑے ہو کر اُس سے دریافت کیا کہ تیری ناؤ کہان ڈوبی ہے بابا محمد نے عرض کی کہ اسی بت خانہ کے مقابل غرق ہوئی ہے ۔ حضرت نے یہ سنکر اپنا عصا پانی پر مارا ۔ دریا کا پانی فوراً پہٹ گیا ۔ سوکہی زمین نظر آنے لگی ۔ اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے بابا محمد اس جگہہ جسقدر تیرا مال ومتاع ہے وہی لے لے۔ اس سے زیادہ کی حرص نہ کر اور کسی دوسری چیز کو چہو نہین ۔ چنانچہ بابا محمد نے حضرت کے حکم کے بموجب دریا مین جاکر اپنا تمام مال ہنسی خوشی اُٹہا لیا اور اسکے بعد موضع کوڑچی مین آکر اپنے گہوڑے طلب کرکے وہی گہوڑا مع دیگر تحائف وغیرہ کے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے نذر کیا ۔ حضرت نے اِن ہدایا کو اوسی وقت اپنے خدام وفقرا وغیرہ مین تقسیم کر دیا ۔ بابا محمد عرصہ تک حضرت کی خدمت مین رہکر اپنے وطن کو واپس ہوا ۔ کہتے ہین کہ ابتک بہی اِس جگہہ پانی پر ایک خط نمایان رہتا ہے جہان حضرت کے عصا کی اثر سے دریا پہٹ گیا تہا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نماز ظہر سے فارغ ہونے کے بعد اپنا عصا ہاتہہ مین لیکر اپنے قیام گاہ سے بجانب جنوب روانہ ہوئے ۔ خادمون

مین سے کسیکو بہی اس روز ہمراہی کے لیے یاد نہ فرمایا - تنہا دور تک پیادہ پا قدمی فرماتے ہوئے چلے گیے - جب نماز عصر کا وقت قریب آیا تو وضو کے لیے پانی تلاش کیا وہان کی زمین بالکل پتھریلی وریتلی تہی - کہین پانی کا نام ونشان نہ پایا - نہایت متردد ہوئے اور بالآخر جناب باری مین التجا کی - دعا کے ساتہہ ہی قدرت نے ایک بجلی گراکر زمین پہاڑ دی - اور وہان میٹہے پانی کا ایک خاصا چشمہ نکل آیا جو ابتک وہان موجود ہے یہان کے لوگ اس چشمہ کو "ور سٹر بائین" یعنی بجلی کا چشمہ کہتے ہین - اس چشمہ سے کوئی چالیس قدم کے فاصلہ پر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا چلہ بعد مین بنا ہے اور موجود ہے - غرضکہ حضرت اس پانی سے وضو فرماکر نماز عصر سے فارغ ہوئے اور مناجات مین تہے کہ استنے مین دور سے ایک دیبی گہوڑے پر سوار ڈوپٹا کر آپ کی طرف آتی ہوئی نظر آئی - یہ دیبی اہل اسلام کی دشمن تہی - ہمیشہ مسلمانون کو ہلاک کرتی اور کہاتی تہی - اس روز بہی اپنی عادت کے موافق شکار کی تلاش مین نکلی تہی - دور سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو دیکہکر آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے مچل کر آرہی تہی - حضرت کا روشن قلب اس امر سے آگاہ ہوچکا تہا - پس جبکہ اس نے قریب آکر آپ کے مار ڈالنے کا قصد کیا تو حضرت نے اپنا عصا اُٹہا کر اسپر مارا - عصا کے لگتے ہی وہ تڑپ کر چلاتی ہوئی وہان سے بہاگی اور کچہہ دور جاکر گر پڑی - جسم اس کا پتہر کا ہوگیا - اس دیبی کو مہا کالی کہتے ہین - موضع چچلی مین کورچی سے دو تین کوس کے فاصلہ پر اسکی دیول ہے - یہ واقعہ اسکے اطراف کے مقامات مثل کولاپور - مرج - بلگام - بیجاپور وغیرہ مین مشہور ہے ہندو لوگ اسکی جاترا بڑی دہوم دہام سے کرتے ہین

نقل ہے اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے ایک روز اُس طرف کی سیر کا قصد فرمایا جس طرف کچہہ دیو رہتے تہے جو لوگون کو اذیت دیتے تہے

اور لوگ انکے نام کے بت خانہ بناکر پوجا پاٹ مین گمراہ ہو رہے تھے - آپ کے
ہمراہ اسوقت چند خادم بھی چلنے کے لیے تیار ہوئے - غرضکہ خادمون کو ہمراہ لیکر حضرت
شیخ صاحب قدس سرہ کوکن اور راجہ پور کے گھاٹ کی طرف بجانب جنوب روانہ
ہوئے - کوڑچی سے کوئی چار پانچ کوس کے فاصلہ پر موضع ٹیڈور دریائے کرشنا کے
کنارے واقع ہے - اس جگہہ مسمی ایر بھدر پا جو بہت بڑا صاحب استدراج تھا پانی
پر کمل بچھاکر اور اس پر آپ بیٹھکر دریا پار ہوتا تھا - بہت لوگ اسکے معتقد تھے -
اور اسکی خدمت گذاری کرتے تھے - جب حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس
مقام پر پہنچے تو وہان مقام کیا اور خود اپنے ورد و وظائف مین مشغول ہوئے -
خادمون نے یہان بعض بیل بہت موٹے تازے دیکھے - لوگون سے اسکا سبب
دریافت کیا - وہان کے لوگون نے کہا کہ ایر بھدر پا کے معتقد لوگ ان بیلون کو
اسکے نام پر چھوڑ دیتے ہین - یہ زراعت وغیرہ کے کامون مین نہین لگائے جاتے
بلکہ برعکس اس کے جس کھیت مین یہ گھس کر کھاتے ہین وہان سے انکو نکالتے
نہین - انکا کھیت مین گھس کر کھانا لوگ باعث برکت سمجھتے ہین - اسی وجہ سے
یہ اسقدر مسانڈ ہین - اس کیفیت کو دریافت کرنے کے بعد حضرت کے خدام و
فقراء نے ایک فربہ بیل کو پکڑ کر ذبح کیا اور اسکا گوشت دیگ مین پکاکر کھانا تھا اسی
مین ایر بھدر پا اس امر سے آگاہ ہو کر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین
حاضر ہوا - اور کہا کہ دیکھو آپ کے خادم لوگ میرے پوجا کے بیل کو ذبح کرکے کھانا
چاہتے ہین - حضرت نے خادمون کو طلب کرکے دریافت کیا اور گوشت جو پک
چکا تھا اپنے روبرو منگایا - خادم لوگ گوشت کو طبق مین رکھکر اسپر سرپوش ڈہانک
کر حضرت کی خدمت مین لائے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اپنی زبان مبارک

سے بسم اللہ کہکر اپنے ہاتہہ سے اس سرپوش کو اٹہاکر الگ کیا - ایرہبدریا اور اسکی ہمراہیون نے دیکہا کہ طبق جسمین بیل کا گوشت تہا خوشبودار پہولون سے پر ہے - یہ دیکہکر متعجب ہوئے اور عرض کی کہ ہم اپنے پوجہ کا بیل چاہتے ہین اپنے تفضلات سے عنایت فرمائیے - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے خادمون سے فرمایا کہ بیل کا چمڑا سری پایے جو کچہہ موجود ہون سے آؤ - خادمون نے عرض کی کہ چمڑا وغیرہ سب کچہہ ہم نے دریامین ڈالدیا اب کچہہ موجود نہین ہے - صرف پکا ہوا گوشت تہا جو خدمت مین حاضر کردیا گیا - حضرت نے خادمون سے یہ جواب پاکر اُسی پکے ہوئے گوشت پر جو طبق مین دہرا ہوا تہا بسم اللہ کے بعد قم باذن اللہ زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک رکہہ دیا - فی الفور زندہ بیل اس مجلس مین اُٹہکر چلنے لگا - ایرہبدریا اور اس کے ہمراہی اس کرامت کو دیکہکر حضرت کے مرید ہوئے اور ایرہبدریا نے اپنے مٹہہ کی چہت پر حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تکیہ تعمیر کرایا اور بعد فوت ہونے کے اُسی مٹہہ مین دفن کیا گیا - اس امر مین اختلاف ہے کہ بعض تو ایرہبدریا کو مسلمان ہوکر مرا کہتے ہین اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ کافر ہی رہا - غرضکہ ابتک اس دیول پر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا تکیہ موجود ہے - بخلاف دیگر بت خانون کے اس مندر مین بجائے گوگل کے عود جلایا جاتا ہے - اہل ہنود ایرہبدریا کی وصیت کے مطابق پہلے چہت پر جاکر تکیہ مین جو عوددان رکہا ہوا ہے اسمین عود جلاتے ہین اور وہان سے دین دین کہتے ہوئے دیو کے پاس آکر اسکی پوجا کرتے ہین - اس مندر کی جاترا بڑے دہوم سے ہوتی ہے - دور دور سے لوگ اس جاترے کو آتے ہین - یہان پر جاترا مین جو دکانین لگتی ہین اور اُن سے جو ٹیکس وصول ہوتا ہے اس کا چوتہا حصہ ابتک کورچی مین حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے

جانشینون کے پاس بہیجدیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہان سے روانہ ہوکر راجہ پور مین مقام کیا یہان بہی حضرت کا چلہ بنا ہوا ہے۔ اور عرس بہی بڑی تکلف سے ہوتا ہے اس جگہہ پر بہی بہت سے کرامات حضرت سے ظہور مین آئے لیکن راقم کو انکی تفصیل نہین ملی۔

یہان سے نکلکر قصبہ چکوری کے متصل موضع کرویش مین سواری اشرف پہنچی۔ یہان بہت بڑا بتخانہ تہا۔ اُس بتخانہ مین ایک پتہر کے بیل (بسونّا) کی پوجا ہوتی تہی۔ حضرت کے ہمراہ جو بیگار کہ آئے تہے سامان کو اس بتخانہ مین رکہکر واپس ہوگیے۔ حضرت کے ہمراہیون نے وہان سے جدید بیگار نکالنا چاہا مگر نہین مل سکے تو انہون نے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ یہان کے لوگ بیگار نہین دیتے ہین۔ سامان لیجانیکا کس طرح انتظام کیا جاے۔ حضرت نے فرمایا کہ پرواہ نہین۔ کل اسباب اس بسونا پر لاد کر لیچلو۔ آپ کے حکم کے بموجب خادمون نے تمام اسباب اس گاؤ سنگ پر لادا۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے بسم اللہ کہکر اپنا دست مبارک اُسکی پشت پر پہیرا۔ فوراً بیل مذکور نے جنبش کی اور حضرت کے ہمراہ ہولیا۔ دو میل تک گیا ہوگا کہ اتنے مین یہ کیفیت موضع مین منتشر ہوگئی۔ پٹیل کو بہی اطلاع ہوئی کہ کوئی مسلمان بزرگ تشریف لائے تہے۔ انکا سامان لیجانے کے لیے جب کوئی بیگار نہین ملی تو وہ بسونا پر سب اپنا اسباب لاد کر بتخانہ سے اسکو اپنے ہمراہ لے گیے ہین۔ پٹیل اس خبر کے سنتے ہی دوڑا اور اوس کے ساتہہ موضع کے بہت سے لوگ بہی دوڑے۔ تقریباً دو میل کے قریب جاکر وہان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ

کو پایا - قریب جا کر سب نے اپنے سرون کو حضرت کے قدمون پر رکھدیا - اور عرض کی کہ یہ سونا ہمارا دیو ہے اسکی موجودگی کو ہم اپنے موضع کی برکت کا باعث سمجھتے ہین - اگر حضرت اسکو یہان سے لے چلے تو ہمارا موضع ویران ہو جائیگا براہ کرم اسی مقام پر اسکو چھوڑ دیجئے - اس کے عوض ہم لوگ دس بیل دیتے ہین - اگر بیگار رہی کی ضرورت ہے تو وہ بھی موجود ہے - ہمارے حال پر رحم فرمایئے اور اس ہمارے دیو کو رہا فرما دیجئے - حضرت کو انکی آہ وزاری پر رحم آیا - ان کا قصور معاف فرما کر اُن سے بیگار لیکر اس گاؤسنگ کو وہین چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے موضع کرویش وقصبہ چکوری کے درمیان وہ گاؤسنگ ابتک موجود ہے - یہان کی جاترا بڑے تکلف سے ہوتی ہے - یہان ایک چھوٹا سا گنبد نما دیول ہے جسمین یہ گاؤسنگ رکھا ہوا ہے - لیکن اس دیول پر بخلاف اور دیولون کے ہمیشہ سفیدی کیجاتی ہے - گیرو کے پٹے جیسا کہ ہندؤن کا عام دستور ہے اسپر نہین کھینچتے ہین -

یہان سے روانہ ہو کر قصبہ چکوری کے متصل موضع کوتلی مین حضرت نے مقام فرمایا - وہان کے لوگون نے بھی حضرت کا تکیہ بنایا ہے - سالانہ عرس کے ایام مین یہان بھی بہت گہما گہمی رہتی ہے - اہل ہنود بھی عرس کے دنون بہت سی رقم صرف کر کے آتشبازی وغیرہ کا سامان کرتے ہین - اس موضع سے نکلکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کوڑہ مین اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے -

طریق عبادت واوقات مبارک - ہر روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی عادت تھی کہ تین گھنٹہ شب باقی رہی آپ غسل فرما کر تہجد ادا کرتے بعدہ درود وظائف ذکر واشغال مین نماز صبح تک مصروف رہتے - بعد نماز صبح پھر مراقبہ ومکاشفہ

مین مصروف ہوجاتے - قریب نو بجے دن کے حجرہ کا دروازہ کہولکہ باہر تشریف لاتے - خدام صبح ہی سے گیارہ مٹلے پانی سے بہرکر حجرے کے بائین جانب رکہہ چہوڑتے - جب باہر نکلنے کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی نظر جلال ان مٹکون پر پڑتی تو سب مٹکون کے پانی کو یکدم جوش آتا اور سب مٹکے ٹوٹ جاتے - اس کے بعد جب وہی جانب دیکہتے تو وہان سب قسم کے مریض جمع رہتے - جن جن پر نظر جمالی آپ کی پڑتی وہ سب شفا پاتے - اسی طرح سے روزانہ ہزارہا مخلوق صحت یاب ہوتی تہی - یہانتک کہ لنگڑے لولے بہی اپنی مراد کو پہنچتے اور شفا پاتے تہے - یہ کیفیت اطراف و اکناف کے مقامون مین پہیل گئی - جوق جوق لوگ آکر اپنے مقاصد مین کامیاب ہونے لگے -

حصول ارادت خاندان علاءالدین حسن گانگوے بہمنی - - - - -

انہی ایام مین حضرت اشرف جہان المشہور مان صاحبہ بی بی قدس سرہا مادر سلطان علاءالدین حسن گانگوے بہمنی جو اپنی برادری کے فساد کی وجہ سے اپنا وطن چہوڑکر بہت خستہ حالی سے وارد دکن ہوئی تہین کوڑچی کے متصل موضع سرگاپور (سرگوڑ) مین رہتی تہین - ایک دن آپ نے اپنے بیٹے اور بیٹیون سے مشورہ کیا کہ موضع کوڑچی مین ایک بزرگ آئے ہوئے ہین سنتی ہون کہ ان کی دعا سے ہر ایک کی مراد بر آتی ہے - ہم ہی پریشان حال ہین - وہان چلکر حضرت کی خدمت گذاری کرینگے - شاید حق تعالیٰ آپکی دعا کی برکت سے ہمین سرفراز کردے - چنانچہ باہم مشورہ کرکے علاءالدین کی والدہ اپنے فرزند اور دونون دختر اور اپنی بہو کو ہمراہ لیکر کوڑچی آئین - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ سے

ملاقات کی - اور پانچون نے بہی حضرت کے مرید ہوکر آپ کی تابعداری
مین رہنا شروع کیا-
نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خادمون مین سے مولانا
قاصان اور محمد لاغری سے حضرت بہت محبت کرتے تھے - یہ دونون بہائی
شہر فشور سے حضرت کے ہمراہ رکاب ہوکر ہمیشہ خدمت گذاری مین حاضر و سرگرم
رہتے تھے - اور مرید ہونے کے بعد خلعت خلافت سے بہی مشرف ہو کر
اسی طرح اپنے مرشد کی تابعداری کرتے تھے - یہ لوگ نہایت مفلس و نادار تھے
انکی سکونت کے لیئے کوئی مکان تک نہ تہا - ایک روز مقدم پٹواری موضع کوڑچی نے
جس کا نام کانگو پنڈت تہا - موضع کے اور لوگون کے ہمراہ حضرت شیخ صاحب رح
کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ علم نجوم و رمل سے معلوم ہوا ہے کہ امسال بارش بالکل
نہین ہوگی - ملک مین قحط سالی رہیگی - اُمید ہے کہ جناب باری کی درگاہ مین
اگر آپ دعا کرین تو مقبول ہوکر ضرور بارش خاطر خواہ ہوگی اور قحط سالی رفع ہوگی حضرت
شیخ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ مولانا قاصان کے رہنے کے لیے تو کوئی مکان
ہے نہین اگر بارش ہوگی تو انہین بہت تکلیف ہوگی - تم لوگ پہلے انکے لیے
ایک مکان بنادو - اور جملہ اہل اسلام کو نماز پڑہنے کے لیے ایک مسجد تعمیر کرادو
تو بفضل خدا بارش ہوگی - اور تمہارا تردد بہی جاتا رہیگا - یہ سنکر اہل موضع فوراً تعمیر
مسجد و مکان کے لیے آمادہ ہوئے اور کام تعمیر شروع ہوگیا - کانگو پنڈت اس
موضع کا پٹواری یعنی حاکم تہا - اس کے حکم کو اس موضع کے لوگ مانتے تھے -
سب لوگون نے تعمیر مسجد و مکان کے لیئے پنڈت کو بڑی مدد دی - اور خود پنڈت
اپنی ذات سے تیاری مسجد و مکان کے لیے مستعد ہوا - تاکہ انکی تیاری جلد ہوجاوے

کتاب تذکرۃ الملوک مین لکہا ہے - کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جب دیکہا
کہ علاؤالدین حسن بالکل ابتر حالت مین ہے تو کانگو پنڈت کو بلاکر فرمایا کہ مسجد کی
تعمیر اہل ہنود نہین جانتے ہین - علاء الدین کو اپنے نزدیک نوکر رکہو اور اس کے
بتالے بموجب مسجد کی تعمیر کراؤ - بموجب فرمان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ
پنڈت مذکور نے علاء الدین حسن سے کہا کہ آج کی تاریخ سے تم میری ملازمت مین
داخل ہو چکے - دو وقت میرے مکان پر آکر تم کہانا کہا لیا کرو - کہانے کے علاوہ
فی ماہ کچہہ روپیہ بہی بطور ماہوار دیا کرونگا - علاء الدین حسن اسکو قبول کر کے تیاری
مسجد مین مصروف ہوا - چونکہ بارش کے دن سر پر تہے لہذا لوگون نے پہلے مکان
تیار کر دیا - جس وقت اپنا سامان اور لوگون کو لیکر مولانا قاصان اس مکان مین تشریف
لے گیے اُسیوقت بارانِ رحمت کا نزول ہوا - اور خوب بارش ہوئی - اس کے
بعد مسجد کی تعمیر جاری رہی - علاء الدین حسن مزدورون پر نگرانی رکہتا تہا اور تجویز و حکمت
عملی سے اُن لوگون سے کام لیتا تہا - ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو
خیال ہوا کہ خود جاکر دیکہون کہ مسجد کی تعمیر کس ڈہنگ پر ہو رہی ہے - پس قیامگاہ سے تنہا اس
طرف تشریف لیگئے - دن کے بارہ بج گئی تہی - مزدور کام بند کر کے روٹی کہانیکے لیے گیے ہوئے تہے - لیکن علاء الدین
کو چونکہ روٹی کانگو پنڈت کے یہان دیر سے ملتی تہی - اس وجہ سے کہ برہمنون کا
کہانا ہی عموماً دن کے ایک بجے ڈیڑہ بجے ہوا کرتا ہے اس لیے وہ وہین ٹہیرا رہا
اور چونکہ اسدن مزدورون کے ہمراہ رہکر مٹی اور پتہر خود اُٹہا کر دیتا اور دہوپ مین کام
کی نگرانی کرتا رہا اور اسوقت تمازت آفتاب بہی بلا کی تہی - لہذا ایک جگہہ پر دہین
کے پہاوڑے - کدالون اور ٹوکرون کو آسرا کر کے اس کے سایہ مین آرام لینے
کی غرض سے پڑکر سو رہا - ہاتہہ اور پانون اسیطرح گرد آلود ستے حضرت شیخ صاحب

قدس سرہ العزیز مسجد کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اُس جگہہ ہوپنچے جہان علاءالدین سورہا تہا - علاءالدین کو اس ہیئیت سے سوتا ہوا دیکھکر زبان مبارک سے فرمایا کہ "بادشاہ دکن کیسا بے خبر سورہا ہے یہ چتر اسوقت اسکے سر پر کیسا زیب دے رہا ہے" - یہ فرماتے ہوئے قیام گاہ پر واپس تشریف لائے - حضرت کے تشریف لے جانیکے بعد ایک کالا سانپ (ناگ) بانبی مین سے نکلا اور مُنہہ مین گہانس کے تنکے لیکر علاءالدین کے سرہانے آگر مگس رانی کرنے لگا - چند لڑکے پاس ہی کہیل رہے تہے - جب انکی نگاہ سانپ سے لڑی تو چیختے ہوئے دوڑے اور کانگو پنڈت سے بیان کیا کہ علاءُالدین کو کالا سانپ (ناگ) سونگہہ گیا اور وہ وہین پڑا ہوا ہے - پنڈت یہ کیفیت سنکر دوڑتا ہوا آیا - ناگ اسکو آتا دیکھکر اپنی بانبی مین چلا گیا - پنڈت نے آکر علاءالدین حسن کو جگایا - اور پوچہا کہ مزاج کیسا ہے اور کیا حال ہے اور کیا بیتا - چونکہ علاءالدین ان باتون سے محض لاعلم تہا اس لیے اپنی نادانستگی ظاہر کی - پنڈت مذکور نے اسکو اپنے گہر لے جاکر کہانا دیا - اور آپ علم نجوم کے ذریعہ سے علاءالدین حسن کا طالع دریافت کیا - معلوم ہوا کہ اس طالع مین بادشاہت ہے - خواہ مخواہ ایک دن یہ بادشاہ ہوگا - یہ بات معلوم کرنے کے بعد کانگو پنڈت نے علاءالدین حسن کے روبرو جاکر دست بستہ کہا کہ مین کچہہ عرض کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ پذیرا ہو - علاءالدین حسن اپنے آقا کو اس طرح دست بستہ اپنے روبرو کہڑا دیکھکر بہت متحیر ہوا اور نہایت نرمی کے ساتہہ پوچہا کہ کیون آپ اسطرح میرے ساتہہ پیش آتے ہین - مین آپکا تابعدار اور آپ میرے مالک ہین - اگر کوئی امر مجہہ سے آپ کے خلاف مرضی ہوا ہے یا آپ میری ملازمت سے ناراض ہوئے ہین تو مجہے باعزت نکال دیجئے - اس طرح مجہے کیون

بنایا جاتا ہے اور مذاق کی سوجھی ہے - کانگو پنڈت نے کہا کہ بھگوان کی قسم میں مذاق نہیں کرتا ہوں عرصۂ قلیل ہی میں تمکو دکن کی بادشاہت ملنے والی ہے - جب تم بادشاہ ہوگے تو اقرار کرو مجھے کیا دوگے - علاء الدین نے جواب دیا کہ بادشاہت ہمیں کرو - میں تمہارا تابعدار ہی رہونگا - اس نے جواب دیا کہ میں جسکی قسمت میں ہے وہی بادشاہی کریگا - بس کہو کہ اُسوقت مجھکو کیا دوگے - علاء الدین نے کہا نصف یا ربع حصہ ملک کا تمہیں دیدیا جائیگا - پنڈت نے اس کو بھی نامنظور کیا - علاء الدین نے اس وقت اس سے کہا کہ فرمائے جو کچھ آپ فرمائینگے میں قبول کرونگا - کانگو پنڈت نے کہا کہ مہر سلطانی میں نصف نام اپنا اور نصف میرا بطور یادگار کے رکھا جاوے - اور شاہی دفتر میرے اور میری اولاد کے تفویض رہے - علاء الدین حسن نے اس شرط کو قبول کیا - اس کے بعد چند دن میں مسجد تیار ہو چکی - اس سبب پنڈت کی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین حسن حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا - تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ علاؤ الدین حسن ایک برہمن کا نوکر تھا - جو شاہزادہ محمد تغلق کے پاس ملازم تھا حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کی وجہ سے دکن میں آکر بادشاہت حاصل کی - لیکن تذکرۃ الملوک و سیر مخدومی میں لکھا ہے کہ علاء الدین حسن حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں تھا - آپ کے توجہات و عنایات کی وجہ سے اسکو دکن کی بادشاہت ملی - تاریخ فرشتہ و تذکرۃ الملوک دونوں تواریخ ایک ہی زمانہ کی لکھی ہیں - اسقدر تو صحیح ہے کہ علاء الدین حسن کی والدہ جن کا اسم گرامی اشرف جہان ماں صاحبہ بی بی تھا حضرت کی مریدہ تھیں اور حضرت ہی کے قیامگاہ پر رہتی تھیں اور وہیں موضع کوٹچی میں رحلت فرمائی -

آپ کا روضہ مبارک موضع کوڑچی ہی میں ہے۔
نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ صاحب قدس سرہ وضو کر رہے تھے۔ علاء الدین حسن خدمت عالی میں حاضر تھا۔ سر کا مسح کرنے کے لیے آپ نے اپنا عمامہ اسکے ہاتھ میں دیا۔ علاء الدین نے یہ خیال کر کے کہ حضرت نے اپنا عمامہ اسکو دیدیا ہے۔ جوٹ اُسے اپنے سر پر رکھکر حضرت کے قدمبوس ہوا۔ حضرت نے علاء الدین حسن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ جلدی واضطرابی مت کر۔ وہ دن بہت قریب آچکے ہیں کہ تیرے سر پر تاج شاہی رکھا جائیگا۔

آغاز سلطنت بہمنیہ

نقل ہے کہ ایک روز علاء الدین حسن نے اپنی تکالیف کا حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو اظہار کیا۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر فلاں جنگل کی طرف جس کا نام نرگنڈ ہے جا اور وہاں فلاں مقام پر ایک بن کا درخت ہے اُس کے نیچے دفینہ ہے۔ وہاں کھود کر دفینہ نکال لے اور اس سے ایک فوج مرتب کر کے میرے پاس آ۔ چنانچہ علاء الدین نے اسیطرح عمل کیا۔ اور جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فوج فراہم شدہ کے ہمراہ جا کر سب سے پہلے قلعہ مرج کو فتح کر۔ علاء الدین بموجب حکم حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے اپنی فوج کے ساتھ مرج کی طرف روانہ ہوا۔ یہ دن اہل ہنود کی ہولی کے تھے۔ پندرہ یوم تک قلعہ کے اندر ناچ رنگ رہتا تھا۔ حاکم قلعہ راے درگا تینا قلعہ کے اندر ہی تھا۔ اندنوں کسیکو قلعہ میں داخل ہونے کی ممانعت نہ تھی۔ کوئی بھی ہو داخل قلعہ ہو سکتا تھا۔ پس علاء الدین بلا روک ٹوک قلعہ میں داخل ہوا اور سکے بعد دیگرے اسکی فوج کے لوگ بھی داخل قلعہ ہوے۔ قلعے میں داخل ہوتے

ہی علاء الدین نے پہلے راسے درگا تینا کو اسیر کرکے قتل کیا اور خود قلعہ پر قابض ہوگیا قلعہ مرچ فتح ہونے کے بعد حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت مین اطلاع کی - جس کا جواب حضرت نے بذریعہ تحریر اتناہی دیا۔ "مبارک باد" جس وقت قاصد علاء الدین کے پاس حضرت کا کرامت نامہ لایا تو اس نے پہلے خط کو اپنے سر پر رکہا - اسکے بعد کہولکر پڑہا تو اس مین صرف "مبارک باد" لکہا ہوا تہا - یہ دیکھکر علاء الدین نے قلعہ مرچ کا نام "مبارک آباد" رکہدیا - اسکے بعد قلعہ بنالاگڑہ کا قصد کیا جو قلعہ مرچ سے قریب ہے - یہان کے حاکم کا نام کلہرچند تہا - علاء الدین نے اس قلعہ کو بہی فتح کیا اور اس کے قریب کے چند قلعے فتح کرنے کے بعد حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا - حضرت نے فرمایا کہ اب قلعہ گلبرگہ کو فتح کرو اور امیران صدہ کو جو بادشاہ دہلی کے مخالف ہوگیے ہین مدد دو - اُنکے ذریعہ سے تمہین دکن کی بادشاہت ملیگی - چنانچہ علاء الدین حسن اپنی فوج کے ساتہہ قلعہ گلبرگہ کیطرف روانہ ہوا - اسوقت گلبرگہ کا حاکم راسے بہیرن تہا جو محمد تغلق بادشاہ دہلی کا باجگذار تہا - قلعہ گلبرگہ سے تین میل کے فاصلہ پر موضع ساونگی مین ایک دیبی رہتی تہی - راسے بہیرن بدہ کے دن اسکی پوجا کے لیے قلعہ گلبرگہ سے ساونگی گیا ہوا تہا - علاء الدین نے یکایک قلعہ مین داخل ہوکر قبضہ کرلیا - جب راجہ کو اطلاع ملی تو ساونگی سے آکر خوب مقابلہ کیا - مگر بالآخر تیر سے چہد گیا - اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے دروازہ کے سامنے گاڑدیا گیا - اس واقعہ کے بعد علاء الدین نے امیران صدہ کو جو بادشاہ دہلی کے مخالف تہے اور جن کی سرکوبی کے لیے عساکر سلطانی آئے ہوئے تہے مدد دی - جب علاء الدین کی مدد سے امیران صدہ کو شاہی فوج پر فتح مبین حاصل ہوئی - تو سبہون نے اتفاق کرکے علاء الدین حسن کو اپنا

بادشاہ بنایا اور ۷۴۸ھ مین علاوالدین حسن گلبرگہ مین تخت نشین ہوا - اور گلبرگہ کو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا اور اسکا نام اپنے نام پر حسن آباد رکہا - اپنے محسن کے یادگار کے واسطے حسب وعدہ کانگو سے بہمنی اپنی کنیت مقرر کی - تمام کاغذات شاہی مین وہ خود کو ہو کمترین بندہ حضرت سبحانی علاءالدین حسن کانگو سے بہمنی لکہا کرتا تہا -

حضرت کا گلبرگہ تشریف لانا - نقل ہے کہ سلطان علاءالدین حسن گلبرگہ سے ہرسال کوڑچی کو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی قدمبوسی کے لیے بلاناغہ جایا کرتا تہا - اس کے بعد اسکے بیٹے محمد شاہ کے عمل مین بہی کیے سال تک اسی طرح عمل درآمد رہا - اس اثنا مین متعدد قلعے فتح ہو کر سلطنت بہمنیہ کے قبضہ مین آگیے - سلطان کا لشکر بہی مورد ملخ سا تہا - راستہ مین گلبرگہ سے کوڑچی کو جانے کے لیے بادشاہ کو سات منزلین طے کرنی پڑتی تہین جسکی وجہ سے سخت تکلیف ہوا کرتی تہی - ایک سال سلطان محمد شاہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی ملاقات کے لیے گیا ہوا تہا - حضرت نے سلطان سے فرمایا کہ تمہارے آنے سے خلق اللہ کو بہت تکلیف ہوتی ہے - اگر تمہین میری صحبت کا ایسا ہی شوق ہے تو جلد مین خود گلبرگہ آجاتا ہون - سلطان یہ سنکر بیحد خوش ہوا اور اُن تمام مواضعات کے اسناد جو موضع کوڑچی سے گلبرگہ تک واقع تہے لکہکر حضرت کے روبرو پیش کین اور عرض رسا ہوا کہ حضرت کا گذر جس راہ سے ہوگا اُس راہ کے قصبات و حصہ ملک کو اپنے قبضہ تصرف مین رکہنا سراسر بے ادبی سمجہتا ہون - حضرت نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور فرمایا کہ یہ تمام دیہات مین اپنے تصرف مین رکہونگا تو مین بہی تیری برابر امیر ہو جاونگا - مجہے فقیر کون کہیگا - اور میری اولاد مین طمع نفسانی پیدا ہو جایگی

پس سلطان نے مجبور ہو کر صرف اُن مواضعات کے اسناد جہان حضرت راد مین قیام فرمانے والے تھے لکھکر پیش کیے - اور اوس کے قبول کرنے کے لیے مصر ہوا - حضرت نے صاف جواب دیدیا کہ مجھکو معاش کی ضرورت نہین ہے یہ سنکر سلطان بہت رنجیدہ ہوا - حضرت نے جب اسکو آزردہ دیکھا تو شفقت سے فرمایا کہ خیر رنج مت کر - میری بات سُن - مین تیری نذر قبول کرتا ہون - صرف یہی موضع کوڑچی مجھے دیدے - یہ سنکر سلطان بہت خوش ہوا - سات مواضعات جو کوڑچی کے متصل تھے انکو شکست کر کے کوڑچی مین شامل کیے - اور سند سلطانی اسطرح لکھدی کہ وہ یہ تمام ملک حضرت قطب الاقطاب بندگی مخدوم رکن الدین جنیدی قدس اللہ سرہ الشریف کا تھا - حضرت نے سب ملک مجھے عنایت فرمایا فقط - ایک موضع کنچی (کوڑچی) اپنے تصرف مین رکھ لیا ہے چنانچہ یہ سند ابتک موضع کوڑچی کے مخدوم زادون کے پاس موجود ہے -

اوصاف والدہ سلطان علاءالدین حسن - اسی سال یعنی ۱ ماہ رجب ۷۵۸ھ مین حضرت اشرف جہان مان صاحبہ بی بی والدہ سلطان علاءالدین حسن کا انتقال ہوا - آپ کو کوڑچی کے بیرونی دروازہ کے پاس دفن کیا ہے - آپ کا روضہ نہایت شاندار قابل دید ہے - آپ کے بہت سے اوصاف حمیدہ تھے - سلطان علاءالدین بادشاہ دکن آپکا بطنی فرزند تھا مگر آپ کبھی اُس سے ایک پیسہ بھی لیکر اپنے ذاتی تصرف مین نہین لائین خود اپنی ذات سے محنت کر کے اپنی موت تک گذر اوقات فرماتی رہین - قطب الاقطاب حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو کر نعمت دینی سے مستفید ہوئی تھین - آپ کی کرامتین ابتک جاری ہین - آپکا عرس بڑی دھوم دھام

دہام سے ہوتا ہے۔ اس عرس کے زمانہ مین ہر جہت سے فقرا جمع ہوتے ہین
اور جو فقیر کہ اسوقت آپ کے دربار سے سرگروہ مقرر ہوتا ہے وہ کل فقرا و مشائخین
کا سردار مانا جاتا ہے۔ تمام فقرا و مشائخین اُسکی متابعت کرتے ہین۔ ورنہ وہ
ملزم قرار دیئے جاتے ہین۔ پس جائے غور ہے کہ حضرت کی ذات منبع فیض
تھی۔ بیٹے نے دنیا کی سلطنت چاہی تو اسکو بادشاہی دی جو کئی پشت تک
قایم رہی۔ اور مان نے دین کی شاہی طلب کی تو وہ نعمت انہین عطا ہوئی
جو ابد تک انکا جلوۂ فیض قایم رہیگا۔

تقسیم حصص جاگیر موضع کوڑچی　غرضکہ جب سلطان نے سند نذر حضرت کی خدمت
مین گذرانی تو آپنے اُسے لیکر اُسکی آمدنی کے حصے مقرر فرما دیئے۔ اسمین
سے کچھہ تو اپنے دونون صاحبزادون اور تینون دخترون کو دیا۔ اور باقی
حصون مین بارہ حصے قاضی۔ خطیب۔ موذن۔ مجاور۔ لوہار۔ نجار۔
دھوبی۔ حجام وغیرہ کے لیے کیے۔ اور کچھہ حصے لنگر کے فقرا کے لیئے و نیز
انکی آمد و رفت کے اخراجات کے لیے الگ کر دیئے۔ اور اپنا جانشین وہان
اپنے بڑے صاحبزادے شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ
کو مقرر فرماکر چھوٹے صاحبزادے شیخ المشائخ شیخ قطب الدین جنیدی رحمۃ اللہ
علیہ کو اپنے ہمراہ لیکر ۷۵۸ھ مین گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے۔ موضع کوڑچی
مین دریائے کرشنا کے کنارہ جہان حضرت کی نشست گاہ تھی وہان ایک
گنبد تیار کیا گیا ہے۔ یہان سے آدھے میل تک املی کے بڑے بڑے
درختون کا بن چلا گیا ہے۔ عرس شریف کے دنون مین ایک ہفتہ تک
انہین درختون مین دس بیس کوس تک کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین۔ اس مقام

مین حضرت موصوف بنام محمدؐ سراج مشہور ہین - یہ مقام اگرچہ موضع کوڑچی سے ایک کوس پر واقع ہے - اور یہان کوئی مکان وغیرہ بھی نہین ہے مگر عقیدت مند لوگ عرس کے دنون مین رات بھی اسی جنگل ہی مین بسر کرتے ہین - اندنون یہان بڑی رونق رہتی ہے سنظارہ قابل دید ونہایت متبرک ہے -

دریائے کرشنا کا ہمراہ آنا - نقل ہے کہ جب تک کہ حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ کوڑچی مین مقیم تھے - دریائے کرشنا کا پانی آپ کے غسل و پنجوقتہ وضو کے لیے کام مین آتا تھا جب آپ وہان سے جانب گلبرگہ روانہ ہونے لگے تو دریا نے حضرت کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکی مفارقت شاق گذرتی ہے - اجازت ہو تو مین بھی ہمراہ رکاب چلون حضرت نے جواب دیا کہ بہتر ہے - اگر یون آئیگا تو بے شمار دیہات تباہ ہوجاینگے اس لیے زمین کے اندر سے آ - چنانچہ حسب فرمان حضرت ممدوح دریاے کرشنا مخفی طور پر ہمراہ آیا - اور حضرت کے قیام گاہ کے متصل ایک کنوان کھودا گیا - اسمین سے میٹھا پانی دریاے کرشنا کا نکلا - یہ کنوان روضہ شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قریب ابتک موجود ہے - اسمین دریا کی ریت موجود ہے اور سیپ بھی برآمد ہوتی رہتی ہین - جسوقت دریائے کرشنا مین نیا پانی آتا ہے تو اس کنوین مین بھی پانی کا رنگ مٹیالا ہوجاتا ہے - چنانچہ یہ کیفیت جب عالمگیر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو وہ متحیر ہوا اور اسکی تحقیقات کی غرض سے دریائے کرشنا کا پانی طلب کرکے اس پانی کے ساتھ وزن کیا تو دونون پانی کو ہموزن اور برابر پایا - اسکے علاوہ اور اور مبصرون نے بھی حال مین کیمیائی تحقیقات سے اسکی تصدیق کی ہے - حضرت کی اس کرامت کا ظہور ابتک یہان بدستور ہے -

مقام سکونت گلبرگہ شریف - قصہ مختصر - جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ بادشاہ کے

ہمراہ فائز گلبرگہ ہوئے تو اُسوقت حضرت سے بادشاہ نے پوچھا کہ آیا آپ قلعہ کے اندر سکونت اختیار فرمائینگے یا باہر۔ حضرت نے فرمایا کہ پہلے مین جائیے تو ملاحظہ کرلون پس عصا ہاتھ مین لیکر اپنے قیام کے لیے جائے کی تلاش کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہان آپکا روضہ اقدس ہے۔ یہان پر اسوقت صرف ببول تھے۔ حضرت نے اس مقام کو دیکھکر فرمایا کہ یہان پر بغداد شریف کی بو آتی ہے۔ اسی جگہہ مین اپنا قیام کرونگا۔ بادشاہ نے اس بات کے سنتے ہی تمام درختون کو کٹوا کر جگہہ درست کرائی۔ اور ایک چھوٹا سا مکان حضرت کی اقامت کے لیے تیار کرادیا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ اس مکان مین فروکش ہوئے۔ آپ ہمیشہ حسب عادت ورد و وظایف مراقبہ و مشاہدہ الٰہی مین رہا کرتے تھے اور بادشاہ ہر روز علی الصباح حضرت کی قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتا تہا اور لنگر کا خرچ وغیرہ فقرا کو اپنے ہاتھہ سے تقسیم کرتا تہا۔

مراسم تخت نشینی سلاطین بہمنیہ جب محمد شاہ اول بہمنی کا انتقال ہوگیا تو اسکا بڑا بیٹا مجاہد شاہ بہمنی اس کا جانشین ہوا۔ تخت سلطنت پر جلوس فرمانے کے قبل حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حضرت نے ایک کھادی منگا کر اسکا ایک پیرہن ایک دستار اور ایک کمربند اسکے زیب بدن کیا اور اس کے بعد اسکے حق مین دعا کی۔ مجاہد شاہ یہ پارچہ جات پہنکر حضرت کا قدمبوس ہوا اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے محل مین آیا اور لباس فاخرہ سے ملبس ہو کر سریر سلطانی پر جلوہ آرا ہوا۔ اس کے بعد سے ہمیشہ یہی قاعدہ جاری رہا کہ جو بادشاہ یہان کے تخت سلطنت پر تمکن ہوتا وہ پہلے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ یا آپکی اولاد موجودہ کی خدمت مین حاضر ہو کر وہی فقیری پارچہ یعنی کھادی سے تین کپڑے پہنکر اپنے مقام پر جاتا اور وہان

دوسرا لباس بدل کر جلوس فرماتا۔

مسواک کا درخت بن جانا

نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضہ منورہ مین ایک چبوترہ آدہ گز اونچا ایک گز لمبا اور ایک گز چوڑا تہا۔ حضرت اسی چبوترہ پر بیٹہکر پنجوقتہ وضو فرمایا کرتے تہے۔ کتاب گلدستہ موجودات مین مفصل لکہا ہوا ہے یہان مختصر بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نماز ظہر کے لیئے وضو فرما رہے تہے۔ مسواک سے دانت مانجنے کے بعد مسواک بازو مین رکہکر وضو کرنے لگے۔ مسواک حضرت کے پیرہن مبارک کا دہکا لگ جانے سے پانی مین گر پڑی۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے مسواک کو دیکہکر زبان سے فرمایا کہ سوکہی لکڑی ہری ہری ہونا چاہتی ہے۔ خادم خدمت مین حاضر تہا اسکو اشارہ کیا کہ اوسکو زمین مین لگا دے۔ اس نے اسی جگہہ جہان آپ کے وضو کا پانی بہاتہا اس مسواک کو نصب کر دیا۔ نماز عصر کے وقت تک مسواک مذکور درخت بنکر ہری ہری ہوگئی۔ یہ درخت ارک جسکو یہان کے لوگ پیلو کا درخت کہتے ہین اب تک حضرت شیخ صاحبؒ کے روضہ اشرف مین موجود ہے جو اندنون زمانہ کے صدمون سے سب کرم خوردہ ہوکر اسکی ایک ٹہنی دیوار پر پڑی ہوئی ہنوز سرسبز موجود ہے جسکو دیکہنا منظور ہو دیکہ لے۔

مجاہد شاہ بہمنی کی شرارت اور اوسکی موت۔۔۔

سیر مخدومی مین لکہا ہے کہ ایک روز سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر حکم ہو تو قلعہ ادہونی پر چڑہائی کرتا ہون۔ حضرت نے فرمایا کہ بسم اللہ جا انشاء اللہ فتح ہوگی۔ اس کے بعد یہان سے رخصت ہوکر سلطان مذکور حضرت شیخ زین الدین و شیخ برہان الدین قدس سرہما دولت آبادی کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور ان سے بہی قلعہ ادہونی کے فتح کی دعا طلب کی اور وہان سے آکر تیاری

جنگ مین مصروف ہوا - بادشاہ کے ملازمون مین سے ایک نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ قلعہ ادہونی کی فتح آیا حضرت کی دعا کی وجہ سے ہوگی یا شیخ زین الدین رحمتہ اللہ علیہ اس کے باعث ہونگے - حضرت نے فرمایا کہ اس سے کیا مطلب بادشاہ کو ضرور فتح ہوگی - ملازم مذکور نے باردوم عرض کی کہ یہ فتح آپ سے منسوب ہوگی یا حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوگی - کیونکہ سلطان مجاہد شاہ نے وہان بھی جاکران سے بھی استعانت کی ہے جب حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے یہ بات سنی تو ایک رقعہ سلطان مجاہد شاہ کے نام لکھا کہ اس قلعہ کی فتح کا باعث مین ہونگا - اگر تو میری اجازت سے قلعہ لینا چاہتا ہے تو مین تجھکو اجازت دیتا ہون اگر کسی اور کی مدد سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو مین اسکی اجازت نہین دونگا - حضرت نے یہ کہکر رقعہ اپنے خادم کے ہاتھ سلطان کے پاس بھیجا - خادم نے رقعہ پہنچا دیا - بادشاہ رقعہ کا مضمون دیکھکر غضبناک ہوا اور کہا کہ شیخ صاحب اس طرح فرماتے ہین توخیر - فی الحال ایک بہت بڑا لشکر اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے بھیج چکا ہون اور مین بھی اب جا رہا ہون - دیکھون کہ کسطرح قلعہ فتح نہین ہوتا - غرضکہ یہ کہتا ہوا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین جو پہلے سے روانہ ہو چکا تھا جا ملا - اور ادہونی پہنچتے ہی قلعہ کا محاصرہ کرکے آپ جنگ مین مصروف تھا ایک مدت تک محاصرہ رہا - قلعہ کے اندر جسقدر پانی تھا موسم گرما کی شدت سے سب خرچ ہوگیا - پانی میسر نہ آنے کی وجہ سے قلعہ کے لوگ پریشان حال ہوگیے تھے اور وہ ایسے پست ہمت ہوگیے تھے کہ قریب تھا کہ قلعہ کو غنیم کے حوالہ کردین - اتنے مین خدا کے فضل اور شیخ صاحب قدس سرہ کے فیضان معنوی سے ایک ٹکڑا ابر قلعہ پر چھایا اور اسقدر بارش ہوئی کہ قلعہ کے سب کنٹے اور کنوین لبالب ہوگیے -

اس بارش سے محصورین کو تقویت تازہ حاصل ہوئی - اور ہمتین بڑہین - اُنہون نے قلعہ سے باہر آکر اچانک سلطانی فوج پر حملہ کر دیا - لشکر شاہی کو شکست نصیب ہوئی - بادشاہ کو اس کے ہمراہیون نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا فرمانا یاد دلایا - بادشاہ اور بھی برہم ہوا - اس نے قسم کہائی اور کہا کہ جسوقت گلبرگہ کو جاؤنگا تو پہلے شیخ کو قتل کر کے اپنے قلعہ مین داخل ہونگا - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے خادمون نے یہ ارادہ سلطانی حضرت پر ظاہر کیا - حضرت نے فرمایا کہ سلطان مجاہد شہر مین پہنچنے ہی نہ پائیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطان قلعہ ادہونی سے ہزیمت اُٹھا کر شہر گلبرگہ کے مضافات مین پہنچا اور چاہتا تہا کہ داخل شہر ہو اتنے مین اسکے گھوڑے کا پیر جو بگٹٹ چلا آتا تہا رپٹ گیا سلطان مجاہد صدر زین سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا - اور اُسیوقت سر پہٹ کر جان بحق ہوا - اس موقع پر اختلاف ہے - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکہا ہے کہ جب سلطان مجاہد شاہ قلعہ ادہونی سے پسپا ہو کر واپس ہوا تو متصل شہر گلبرگہ کسی حبشی غلام نے اُسکو تلوار کے گہاٹ اُتارا اور زخم کاری ہونے سے وہ اوسی وقت یعنی سنہ ۷۷۹ ہجری مین فوت ہوا - اور بعض دیگر تواریخ مین اور ہی وجوہ درج ہین و اللہ اعلم بالصواب -

حضرت کے چہوٹے صاحبزادہ کا حال

حضرت قطب الاقطاب شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کے چہوٹے صاحبزادہ شیخ المشائخ شیخ قطب الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شب پنجشنبہ ۸ ذیقعدہ سنہ ۷۳۲ ہجری مین بمقام ہروال تولد ہوئے تہے ۴۶ سال کی عمر مین بتاریخ ۱۰ ماہ ربیع الاول سنہ ۷۷۸ ہجری رحلت فرمائی - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے گنبد پر نور مین مشرق کی طرف اپنی والدہ ماجدہ کے بائین جانب دفن ہوئے -

نیز حضرت کی سجادگی

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جب دیکہا کہ اپنی رحلت کے

دن قریب آچکے ہین تو آپ نے اپنے پوتے خواجہ شیخ ابوالفضل بن شیخ قطب الدین جنیدی رحم کو نعمت خلافت و اجازت مرحمت فرماکر ایک وصیت نامہ لکھدیا کہ گلبرگہ کی سجادگی وطن داری مین کسی اور بہائی کا ساجہا نہین ہے - جس کیکو حصہ لینا منظور ہو وہ اپنا اپنا حصہ موضع کوڑتی مین جاکر حاصل کرلین -

حضرت کی وصیت و امانت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ کے لیئے . . . .

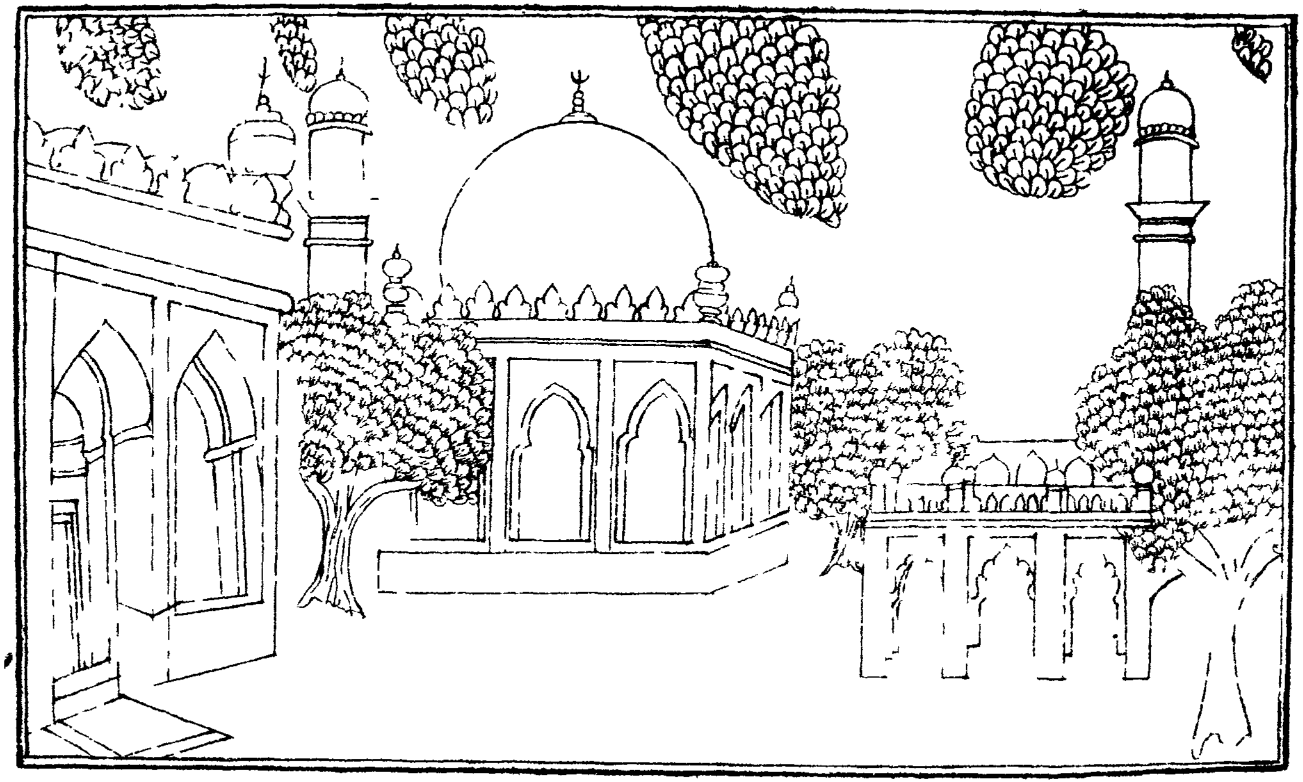
اس کے بعد ایک روز حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے اپنے خادمون کو بازار سے عمدہ چاول اور دال لینے کے لیے ارشاد فرمایا - خادمون نے تعمیل کی - اور جب دال اور چاول لائے تو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے اسکی کہچڑی تیار کرائی اور دو بڑی بڑی سینیان منگاکر اپنے ہاتہہ سے انکو کہچڑی سے چوٹی دار بہرا - یہ کہچڑی کل پانچ سیر کی تہی - غرضکہ ہر دو سینیان اور گیارہ فلوس اور ایک تسبیح اعلیٰ قسم کی اسمین رکہکر خواجہ ابوالفضل رح سے جو آپکے جانشین اور پوتے تہے فرمایا کہ میری رحلت کے دن قریب آپہنچے ہین - میرے بعد تقریباً بائیس سال گذرنے پر میرے ایک دوست سید محمد حسینی نامی دہلی سے تشریف لائینگے - یہ انکی امانت ہے - نام و نشان دریافت کرنے کے بعد انکو یہ دیدینا - اور یہ بہی فرمایا کہ جب کوئی دوست اپنے دوست کے پاس آئے تو اوس کیلئے چار چیزین مہیا کردینا ضرور ہے - اول اُسکو کہانا کہلانا - اس لیئے یہ کہچڑی موجود ہے - دوم اس کی عبادت کا سامان کردینا - چنانچہ یہ تسبیح مین نے رکہدی ہے - سوم خرچ کی ضرورت لاحق ہوتی ہے - اسلیے یہ گیارہ فلوس مین نے رکہہ چہوڑے - چہارم قیام گاہ کی تجویز اگر وہ قیام کرنے کے لیے اپنا مقام دریافت کرینگے تو کہدینا کہ مین شہرپناہ کے مغرب مین ہون آپ مشرق مین اقامت فرمائین - غرضکہ اسی طرح وصیت فرمانیکے

بعد اپنے خاص حجرہ مین جو کتب وان تھا اسکو خالی کرواکر کچھڑی کی دونون سینین اور اور تسبیح و فلوس اسمین رکھکر اسکا دروازہ بند کر کے قفل لگادیا - اور فرمایا کہ جو شخص سید محمد حسینی نامی آوے اسکو کہدو کہ بسم اللہ کہکر ہاتھہ اس قفل کو لگا دے - اگر نعمت اسکے نصیب مین ہوگی تو قفل ازخود کھل جائیگا - جبکہ کیفیت اس نعمت کی جو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے رکھہ چھوڑی تھی دور و دراز مقامات تک منتشر ہو گئی - تو صدہا لوگون نے جن کا نام سید محمد حسینی تھا نعمت کے لالچ سے آکر قفل کو بسم اللہ کہکر ہاتھہ لگایا مگر انکی قسمت مین نہ تھا قفل حسب دستور اُسوقت تک بند رہا جبتک کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز نے اسکو ہاتھہ لگایا - اس کی مفصل کیفیت ذرا آگے چلکر ایک اور مناسب موقع پر ناظرین کے مطالعین آے گی -

شیخ صاحب قدس سرہ کی وفات حضرت شیخ صاحب قدس سرہ جب سے گلبرگہ شریف مین تشریف فرما ہوئے تو بہت سے اولیا - غوث - قطب - ابدال وغیرہ بڑے شوق سے آپکی ملاقات کے لیئے آتے تھے اور ملاقات سے مشرف ہونیکے بعد اپنی اقامت کے لیے عرض کرتے - اُسوقت حضرت شیخ صاحب قدس سرہ انکے قیام کرنے کے لیے جگہہ تبلا دیتے - جنکو گلبرگہ ہی مین رہنے کا حکم ہوتا وہ تو یہین رہتے اور جنکو دیگر مقامات مین رہنے کا حکم ہوتا وہ وہان جاکر اپنا مقام کرتے چنانچہ اس موقع پر تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ شیخ المشایخ شیخ علاءالدین عرف لاڑلے مشایخ انصاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی ملاقات کے لیے گلبرگہ آئے مگر ملاقات سے مشرف نہو سکے - واپس جاکر دوسرے مرتبہ پھر حاضر ہوئے - اس مرتبہ بھی بے نیل مرام مراجعت کی - تیسری مرتبہ بعد نماز

معہ شیرینی لیکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور خادم کے ہاتھ شیرینی بھیجکر اسکی معرفت اپنا پیام حضرت کی خدمتمین پہنچایا۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ دنیا کے فائدہ کی ملاقات چاہتے ہو یا عقبیٰ کے مراتب کی۔ دنیا دو روزہ ہے یہان کے ملاقات کی ضرورت نہین۔ بدہ کے دن میرے سفر آخرت کا سامان مہیا کرکے آؤ اور یہہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر کہین ٹہیرنے کی خواہش ہو تو یہان سے بجانب غرب دس کوس پر قصبہ آلند ہے۔ وہان اپنا مقام کرو۔ حضرت کے فرمانے کے بموجب لاڑلے مشایخ انصاری رح نے موضع آلند مین جاکر اپنا ٹہکانا کیا۔ اور آپکے ارشاد کے مطابق یوم معینہ یعنی بدہ کے دن اونٹ پر سوار ہوکر ایک مشک پانی سے بہری ہوئی۔ اور پارچہ و دیگر سامان لیکر صبح کے دس بجتے بجتے گلبرگہ مین آکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے قیام گاہ پر پہنچے۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا معمول تہا کہ روزانہ صبح کے نو دس بجے اپنے عبادت خانہ کا دروازہ کہولکر باہر تشریف لاتے۔ اُس روز بہی حسب معمول عبادت خانہ کا دروازہ بند تہا۔ حضرت خواجہ شیخ ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہ اور خادمون کو اسکی مطلق خبر نہ تہی۔ کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ واصل بحق ہو چکے ہین۔ جب حضرت لاڑلے مشایخ انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے تشریف لاکر حضرت خواجہ شیخ ابوالفضل رح و خادمان حضرت کو آپ کی رحلت کی خبر دی اور خواجہ ابوالفضل رح کو جو حضرت ایشان کے خاص پوتے تہے۔ اور سجادہ نشین تجویز ہو چکے تہے بلاکر عبادت خانہ کا دروازہ جو بند تہا کہلوایا اور دکہلایا تو اسوقت سب لوگ آگاہ ہوئے۔ اسکے بعد حضرت لاڑلے مشایخ انصاری اور حضرت خواجہ ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہما و خادمان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ آپکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوئے۔ اور بعد غسل و نماز جنازہ اُسی حجرہ مین جس جگہہ آپکا طائر روح قفسِ عنصری

نمبر (۵) نقشۂ روضۂ مبارک حضرت بندگی مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہٗ واقع گلبرگہ



سے عالم قدس کی طرف پرواز کر گیا تھا۔ دفن کیا۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز کی رحلت کے وقت سلطان محمود شاہ بہمنی سلطنت کرتا تھا۔ یہ بادشاہ بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کا بڑا معتقد تھا۔ آپکی بیماری کے زمانہ مین عیادت کے لیے ہمیشہ جایا کرتا اور جب آپکا وصال ہوچکا تو سوم کے روز فاتحہ خوانی کے بعد خیرات بہی بہت کی۔ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ نے ۷۸۱ھ ہجری مین رحلت فرمائی۔ عمر شریف آپکی ایکسو گیارہ سال کی تھی۔ چنانچہ ع

قطب دوران ابن محمد سراج

مین قطب کی جمل (۱۱۱) سے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی عمر گرامی اور دوران ابن سراج کی جمل (۶۷۰) مین حضرت کا سنہ ولادت اور کل مصرع سے حضرت کا سنہ وصال (۷۸۱) نکل آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ نمبر ۵)

حضرت شیخ صاحب رح کی اولاد - - - -

حضرت شیخ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک بی بی تہین۔ جن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیان تولد ہوئین۔ انمین سے ایک مخدوم زادہ کا انتقال بچپن ہی مین ہو گیا۔ بڑے صاحبزادے کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جانشین مقرر فرماکر کے کوڑچی مین چھوڑ آئے تھے۔ آپ کے ان صاحبزادہ کی اولاد ابتک وہین ہے۔ چھوٹے صاحبزادے جنہین حضرت الیشان گلبرگہ لائے تھے۔ وہ یہین رہے۔ اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی وصیت کے مطابق اُن کے فرزند حضرت شیخ ابوالفضل جنیدی رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ مین سجادہ نشین حضرت ایشان قرار پائے۔ چنانچہ ابتک یہ عملدرآمد آپ کے خانوادہ مین جاری ہے۔ کہ بڑے فرزند کی اولاد کو موضع کوڑچی کی جائداد سے حصہ ملتا ہے اور چھوٹے فرزند کی اولاد کو گلبرگہ مین تولیت و سجادگی ملتی ہے۔

شیخ تاج الدینؒ کا وصال

حضرت ایشان رحمۃ اللہ علیہ کے منجلے بھائی شیخ الدین علیہ الرحمہ نے جو کہ حضرت کے ہمراہ تھے ١٠ رمضان المبارک سنہ ٨١۴ھ مین گلبرگہ ہی مین رحلت فرمائی - آپکا مزار مبارک محلہ مخدوم پورہ مین حضرت سید شاہ حسام الدین (تیغ برہنہ) قدس اللہ سرہ العزیز کے سجادہ نشین صاحب کے مکان کے متصل ہے -

حضرت کے بڑے صاحبزادہ کا وصال - - - - -

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی بڑی صاحبزادہ شیخ الشیوخ شیخ علاء الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ ١٦ ربیع الاول سنہ ٧٣٣ھ مین بمقام سروال تولد ہوئے - اور اپنے پدر بزرگوار کی وفات بعد ماہ محرم سنہ ٨٣٣ھ ہجری مین یکشنبہ کے روز رحلت فرمائی - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے گنبد مبارک مین مغرب کی طرف سید ہے جانب آپکا مزار شریف ہے -

حضرت خواجہ بندہ نواز رحہ کی تشریف آوری اور شیخ صاحب کے پوتے کو تلقین علوم باطنی

کتب تذکرۃ الملوک و گلدستہ موجودات مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپکے پوتے خواجہ شیخ ابو الفضل رح جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تھے اسوقت حضرت شہباز بندہ نواز قطب الاقطاب سید محمد حسنی الحسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز سنہ ٨٠٣ھ مین گلبرگہ مین تشریف لائے - جب جامع مسجد کے قریب شاہ بازار مین پہنچے تو سواری سے اتر کر پیادہ چلنے لگے - اور جب دروازہ احاطہ خانقاہ حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس پہنچے تو انگوٹھون کے بل چلتے ہوئے آپکے مزار شریف تک آئے - اور وہان کامل دو گھنٹے تک دست بستہ مودبانہ کھڑے رہے - اس کے بعد سلام کر کے فاتحہ پڑہی اور ١٢ اجیتل مزار شریف کے پاس رکھے - اور جب زیارت سے فارغ ہوئے تو گنبد مبارک سے باہر آئے اور شیخ ابو الفضل جنیدی رح سے دریافت فرمایا کہ آپ کے جد بزرگوار نے میری نعمت

وبخشش کہان رکہی ہے - آپ نے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو وہ طاق جسمین نعمت بند تہی بتایا اور فرمایا کہ بسم اللہ کہکر اس قفل کو ہاتہہ لگا دیجئے - اگر نعمت آپ کے حصہ کی ہے تو قفل خود بخود گر جائیگا - چنانچہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے اسیطرح عمل کیا - ہاتہہ کے لگتے ہی قفل گر پڑا - آپ نے طاقچہ کہولکر دیکہا دو خوان گرم گرم کہچڑی سے بہرے ہوے اور ایک تسبیح اور گیارہ فلوس رکہے ہوئے تہے - حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان سب کو لیکر گنبد کے باہر تشریف لائے اور درخت کے نیچے اُسی چبوترے پر جہان حضرت شیخ صاحب قدس سرہ تشریف رکہا کرتے تہے جاکر بیٹہے اور دونون سینیون مین جسقدر کہچڑی تہی سب نوش جان فرماکر خالی سینیان اپنے معزز و منظور نظر خلفا کے حوالہ کین - جنہون نے ان کو دہوکر پی لیا اور عرض کی کہ کہچڑی کے ہم اور صاحبزادے شاہ محمدؐ اکبر حسینی وشاہ محمدؐ اصغر حسینی رحمتہ اللہ علیہم بہی امیدوار تہے - حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی حق تہا - کہ اس کہانے کو ہضم کیا - تم اس کا ایک دانہ کہاکر بہی ہضم نہین کرسکتے ہو - جب یہ گفتگو ہو رہی تہی تو بہروز نام خادم نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز سے پوچہا کہ حضرت یہ کہچڑی کیا آپ نے عالم غیب سے طلب فرمائی ؟ حضرت نے فرمایا - یہ کہچڑی غیب سے نہین آئی - بلکہ بائیس سال کا عرصہ گذرا ہے کہ یہ میرے لیے رکہی گئی تہی - اور عالم رویا مین مجہکو اسکی اطلاع ہو چکی تہی - اس نے عرض کی کہ آپ کے یہان تشریف لانے کے وقت جو حالات کہ مشاہدہ کیے گیے جب سے دہلی چہوڑی اوسوقت سے کہین بہی دیکہے نہین گیے تہے اس کی کیا وجہ تہی - آپ نے فرمایا کہ جسوقت مین جامع مسجد کے پاس آیا تہا تو دیکہا کہ رستہ مین ہزارہا ولی کیا غوث کیا قطب حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمتہ اللہ علیکی

زیارت کے لیے پیدل جارہے ہین - اِن لوگون مین سے مجھکو سوار ہوکر چلنا مناسب
نہین معلوم ہوا - اس لیے پیادہ پا چلنے لگا - جب روضہ کے دروازہ پر پہنچا تو اس کثرت
سے وہان غوث - قطب - ابدال و ولی اللہ واسطے زیارت کے موجود تھے کہ زمین
پر پیر رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی - لہذا گنبد مبارک تک انگوٹھون کے بل بڑے احتیاط
سے مین چلتا گیا - اور مرقد انور کے پاس اسوجہ سے دو گھنٹے منتظر کھڑا رہا کہ حضرت کی
روح پاک عالم بالا مین جمال پروردگار کے مشاہدہ مین محو تھی - جب اس سے فراغت حاصل
کی تو مین نے اُسوقت کہین سلام اور فاتحہ پڑہی - یہ بیان کر کے حضرت خواجہ صاحب قدس
سرہ شیخ ابوالفضل جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہوئے - اپنا پیرہن پاک
اُتار کر فرمایا کہ حضرت شیخ صاحب مجھ سے مصر ہین کہ یہ آپ کو دیدیا جاوے - لہذا
بابا ابوالفضل لے لو - پس جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ ممدوح کو اپنا پیرہن
پہنا کر اپنا دست مبارک آپ کی آنکھون پر رکھا اور دعا فرمائی کہ الٰہی ان کے چشم ظاہر و
باطن کو تو روشن کر، اُسی وقت لفضل الٰہی آپکو امور باطنی سے کامل واقفیت
حاصل ہوگئی - اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا عصا حضرت
شیخ ابوالفضل کو عطا کیا اور فرمایا کہ بابا ابوالفضل یہ امانت ہماری تم اپنے پاس رکھو - جو
شخص بیعت کے قصد سے تمہارے مکان پر آئے تو چشتیہ کی بیعت سے محروم
نہ جائے - پس حضرت خواجہ نے شیخ ابوالفضل کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی -
بعدہ دریافت کیا کہ حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے میرے قیام کے لیے کونسی
جا سے مقرر فرمائی ہے - شیخ ابوالفضل نے عرض کی کہ حضرت الیشان رحمتہ اللہ علیہ
فرماتے تھے کہ مین مغرب مین ہون - مشرق کی طرف آپ سکونت اختیار فرمائین
اس امر سے آگاہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ وہان سے

روانہ ہوئے اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک پر آکر دوبارہ فاتحہ پڑھی اور بزبان مبارک یہ فرماتے ہوئے کہ "مردو مرد غوث خوابیدہ است - تا قیامت چراغ این مرد روشن خواہد ماند" جب وہان سے چلے تو راہ مین بی بی زلیخا نام ایک عورت صالحہ کا مقبرہ تھا - وہان پہنچکر زیارت کی - بی بی موصوفہ کے مرقد مبارک سے قرآن شریف کے قرات کی آواز آنے لگی - حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے فرمایا کہ بی بیان نامحرمون کو اپنی آواز نہین سناتی ہین - اُسی وقت آواز موقوف ہوگئی - وہان سے خانقاہ مین جہان آپکے ٹھیرنے کے لیے بادشاہ کی جانب سے انتظام کیا گیا تھا جاکر اقامت اختیار فرمائی -

وصال حضرت شیخ ابو الفضل جنیدیؒ حضرت شیخ ابو الفضل جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹ رجب ۸۴۰ھ وبقول بعضے ۸۵۰ھ ہجری مین ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکی والد بزرگوار کی گنبد سے لگا ہوا بالین بازو بجانب مشرق جو سفید سنگ کا مزار ہے وہ آپ ہی کا ہے -

سجادگی حضرت خوندمیر جنیدیؒ حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شیخ ابو الفضل کے پوتے اور شیخ سراج الدین ثانی کے فرزند نے ۸۸۰ھ مین مسند سجادگی پر جلوس فرمایا - آپ بڑے صاحب کرامات اور دلی مکمل تھے - ہمیشہ ورود وظائف - مراقبہ ومشاہدہ مین مصروف رہتے تھے - ایک دن مراقبہ مین بحالت وجد زمین سے معلق ہوگیے - اسی مین آپکی صاحبزادی فاطمہ عرف چمنی بی جن کا سن صغر ۵ برس کا تھا وہان آگئین - بچی تو تھین - نادانستگی سے آپ کو اپنی طرف رجوع کرنیکی غرض سے آپ کا دامن پکڑ کر کھینچنے لگین - حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ مین بحالت ذوق وشوق مستغرق تھے - اُس وقت اس رکاوٹ کو محسوس کرکے

فرمایا کہ تو کون ہے - ہمارے درمیان کیون آئی - جا دور ہو - مرجا - جب یہ بات چہنی بی بی موصوفہ نے سنی تو انہین بہت رنج ہوا - وہان سے نکلکر حضرت شیخ قدس سرہ یعنی اپنے جد بزرگوار کے آستانہ پر آکر قدمبوس ہوئین - اور بہت گریہ وزاری کرنیکے بعد حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے بائین جانب چند قدم آگے بڑہکر زمین کو فرمایا کہ شق ہو مین تجہہ مین سماتی ہون - زمین اُسیوقت شق ہوئی اور حضرت بی بی موصوفہ اسمین سما گئین - اور آپکے حکم کے بموجب زمین پہر پیوست ہوگئی - لیکن چار انگل پارچہ سرخ اوڑہنی کا جو ہنگام بسم اللہ خوانی آپ کو اُڑائی گئی تہی - اور جن کی بسم اللہ خوانی ہوکر چند ہی یوم گذرے تہے - زمین کے اوپر نظر آتا رہا - حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ جب مراقبہ سے فارغ ہوئے تو آپکو اسوقت اپنی صاحبزادی کا خیال آیا تلاش رہی - اسی مین ایک خادم نے بی بی موصوفہ کے دامن کو جو زمین کے باہر نکلا ہوا تہا دیکہکر اور پہچان کر حضرت سے عرض کی - حضرت خوندمیرؒ نے جب آکر دیکہا تو انہین سارا حال معلوم ہوگیا - بہت روئے اور فرمایا کہ میری بچی اب یہان سے اوپر نہین نکل آئیگی - آپ نے اس جگہہ پر تربت بنوا دی - ابتک آپ کے خاندان مین یہ قاعدہ بندہا ہوا ہے کہ کتخدائی یا بسم اللہ خوانی کی تقریبون مین سب رسومات سے پہلے ایک سرخ اوڑہنی اور پانچ چوڑیان کانچ کی اور ایک ٹکیا میٹہی روٹی کی اور شربت بی بی موصوفہ کی تربت کے پاس رکہکر فاتحہ دیتے اور اوڑہنی لحد پر اُڑہاکر چوڑیان مصلے کو باندہ دیتے ہین -

حاکم گلبرگہ سے مخالفت نقل ہے کہ حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضہ انور کی میناروں کے پاس کوئی ایک شخص سکونت رکہتا تہا - اُس سے حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمکو جگہہ کی تنگی ہے - تو یہان سے اپنا گہر نکال کر اور کہین بنالے

شخص مذکور سے آپکی بات نہین سنی مگر حضرت نے اسکو نکلوا ہی دیا۔ اس زمانہ مین سلطان بہمنیہ کی طرف سے ملک دستور گلبرگہ مین نیابت کرتا تہا۔ شخص مذکور نے اُس کے پاس فریاد کی۔ ملک دستور نے حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ کو کہلا بہیجا کہ بادشاہون نے تمکو جگہہ انعام مین دی ہے نہ کہ لوگون کے گہر چہیننے کے لیے۔ بس شخص مذکور کا مکان اس کے حوالہ کر دیجیے۔ حضرت خوندمیر جنیدیؒ نے ملک دستور کو بذریعہ تحریر یہ جواب دیا کہ بادشاہون کو بادشاہی ہم نے دی۔ جس کے بدلے بادشاہون نے روضہ منورہ حضرت قطب الاقطاب شیخ صاحب قدس سرہ جس کی مغربی حد شیخ عبد الصمد کی چوکنڈی۔ جنوبی حد گنبد تاج الدین ہکلا۔ مشرقی حد مکان علاؤالدین خوطہ کے متصل کی مسجد یک خانہ تک جو جامع مسجد کے عقب مین ہے۔ اور شمال مین گنبد دختر اللہ وردی خان ہے۔ ہمین عطا کیے ہین۔ اپنے علاقہ کی زمین کے اندر ہمین کسیکو رکہنے کے لیے مجبور نہین کیا جا سکتا۔ ملک دستور کو یہ تحریر ناگوار گذری۔ خود اس شخص کے ہمراہ آکر اسکے مکان پر اسکا قبضہ کرانا چاہا۔ یہ خبر حضرت خوندمیر حسینیؒ کو پہنچی۔ تو آپ نے حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضۂ مبارک مین جاکر توجہ کی۔ ارشاد ہوا کہ ملک دستور اس طرف آتا ہے۔ تم اُس سے بات نکرو۔ ہمنے بہی اسکو دور کر دیا۔ اس اثنا مین ملک دستور نے آکر پہلے حضرتؒ کی زیارت کی اور باہر جاکر شخص مذکور کا مکان اس کے حوالہ کیا۔

عطائے جاگیرات برائے روضۂ مبارک۔ نقل ہے کہ اس واقعہ کے چند روز بعد سلطان محمود شاہ بہمنی نے بیدر سے آکر حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے مرقد انور کی زیارت کی اور حسب معمول اسکو جبۂ و دستار اور کمر بند درگاہ سے دیا

گیا - چونکہ بادشاہ اُسوقت نشہ کی حالت مین تہا - جبہ کی آستین مین ہاتہہ ڈالکر نکال لیا - اور جبہ کو اسی طرح رکہہ چہوڑا - یوسف عادل خان اسوقت بادشاہ کے قریب کہڑا تہا - حضرت خوندمیر جنیدی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ جُبہ ودستار اور کمربند اسکو دیکر فرمایا کہ اے محمود مین چاہتا تہا کہ بادشاہی تجہکو دون - مگر خدا وخدا کا رسول صلعم اور حضرت شیخ صاحب قدس اللہ سرہ یوسف کو دینا چاہتے ہین - جب یہ کلمات بادشاہ نے سنے تو خفگی سے وہان سے روانہ ہوا - تذکرۃ الملوک مین لکہا ہے کہ یوسف عادل خان محمود بیگ والی ساوہ کا فرزند اکبر تہا - اتفاقات زمانہ کی وجہ سے دکن مین آکر بادشاہ کی خدمت حاصل کی تہی - اور اپنی شجاعت ولیاقت سے فوج کی افسری پائی - اور ایسے کارہائے نمایان کیے کہ بادشاہ اُوس سے بہت محبت کرتا تہا - ملک دستور نے جب بادشاہ سے باغی ہوکر چٹگوپہ وبہالکی پر قبضہ کرلیا تو بادشاہ نے اپنی فوج کے ساتہہ اس کی سرکوبی کے لیے یوسف عادل خان کو بہیجا - ملک دستور اور یوسف عادل خان مین جنگ ہوئی - آخر ملک دستور شکست پاکر مقید ہوا اور اسی قید مین وہ مرگیا - بعدہ یوسف عادل خان تلنگانہ کی مہم پر روانہ کیا گیا - اور وہان سے فارغ ہوکر جب واپس ہوا تو سنا کہ اس کے دشمن بادشاہ کو ہموار کرکے اس کے مارڈالنے کے درپے ہین - اس لیے وہ وہان سے بیجاپور بہاگ گیا - اور سنہ ۸۹۰ھ مین اپنی ایک جدی سلطنت وہان قایم کرلی - اسکے خاندان مین جتنے بادشاہ ہوئے وہ سب عادل شاہیہ کہلائے جسوقت یوسف عادل خان تخت نشین ہوا تو حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے روضۂ مبارک پر آیا اور حضرت خوندمیر جنیدی قدس سرہ سے ملاقات کی اور ملتمس ہوا کہ آپ نے تو ایک سلطنت مجھے عطا فرمائی ہے - میری یہ ناچیز نذر قبول فرمایئے - کہ جب

عمارات یہان تعمیر کرانا چاہتا ہون - اور معاش کے لیے چند مواضعات دینا چاہتا ہون - مجھے اجازت ملے - اور حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کے پائین مین میری قبر کے لیے ایک چوترہ ہر جگہہ عنایت ہو حضرت نے جواب دیا کہ یہ امر میرے حد امکان سے باہر ہے - اس خصوص مین کوئی جواب نہین دیسکتا - آج شب مین تم استخارہ کرو - حضرت شیخ صاحب قدس سرہ سے بہی اجازت حاصل کرو - چنانچہ یوسف عادل خان نے حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی ؒ سے بیعت کی اور اوسی شب استخارہ کیا حضرت شیخ صاحب قدس سرہ العزیز تشریف لائے - یوسف عادل خان کی نذر تو قبول کی مگر ساتہہ ہی اس کے یہ بہی فرمایا کہ یہ کام تعمیر کا مکمل نہو گا - غرضکہ اس بشارت سے یوسف عادل خان بہت خوش ہوا - تین پتہر خود اپنے سر پر لاکر ایک دروازہ کے منارون کی بنیاد کے لیے دوسرا گنبد کا بنیادی اور تیسرا پتہر مسجد کی نیو کے لیئے رکہا اور تعمیر کا کام آغاز کرا دیا - مگر بعد مین تعمیر نا تمام رہی مسجد کا گلابہ - مینار و ممبر کی تعمیر ختم نہوسکی - اُسنے ۱۴ موضع (حاللعیہ) پینتالیس ہزار روپیہ کی معاش کے نذر کیے - یہ معاش عرصہ تک جاری رہی - مگر عالمگیر بادشاہ کے وقت مین سب معاش ضبط کرلی گئی - صرف دو قریہ اڑہائی ہزار معاش کے دیدیے گیے - زان بعد نواب نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علی خان بہادر فتح جنگ بادشاہ دکن کے زمانہ مین اس معاش مین اور ایک قریہ کا اضافہ ہوا - چنانچہ اسوقت تین قریہ معاش مین موجود ہین - یوسف عادل خان نے اپنی قبر کے لیے ایک چوترہ پائین حضرت مین تیار کروایا تہا - مگر جب وہ کرناٹک مین جاکر وہین فوت ہوا تو اسکو قصبہ گوگی مین لاکر دفن کردیا چبوترہ جو اُسنے یہان تعمیر کرایا تہا ۱۲۹۵ھ ہجری تک اسی طرح موجود تہا - سنہ مذکور

مین جب مسجد صحن مسجد و روضۂ مبارک کی گچکاری عمل مین آئی اور سجادہ صاحب کی نشست کے لیے مکان تیار کرایا گیا تو اُسوقت جگہہ کی تنگی کی وجہ سے وہ چبوترہ توڑ دیا گیا اور اس کے پتھر صحن مسجد مین لگا کر گچ چڑہا دی گئی۔

حضرت خوندمیر جنیدیؒ کا اپنے بیٹے کو عاق کرنا۔

نقل ہے کہ مخدوم خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند کو جنکا نام ابو رکن الدینؒ تہا۔ کیمیا حاصل کرنے کا بہت شوق تہا مخدوم خوندمیر جنیدیؒ کی عادت تہی کہ وہ ہمیشہ اپنے دسترخوان پر اپنے صاحبزادون اور فقرا و خادمون کے ساتہہ خاصہ تناول فرماتے۔ ایک دن جب کہانے کے وقت ابو رکن الدینؒ دسترخوان پر حاضر نہین تہے۔ تو حضرت مخدوم نے خادم کو آپکے بلانے کے لیے حکم کیا۔ خادم ڈہونڈ کر واپس آیا اور بیان کیا کہ وہ کیمیا کی دہن مین ہین۔ غرضکہ تہوڑی دیر کے بعد میان رکن الدین رح آئے۔ اور کہانے مین شریک ہوئے۔ حضرت خوندمیر رحمۃ اللہ علیہ تناول طعام سے فارغ ہو کر باہر آکر پان کہا رہے تہے۔ اتنے مین ابو رکن الدینؒ بہی کہانے سے فراغت پاکر باہر آئے۔ حضرت نے انہین اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ جس کام مین تم مصروف ہو اس مین کچہہ فائدہ نہین ہے۔ اسکا اسکا شوق چہوڑ دو۔ اسی مین مصلحت ہے۔ یہ فرماتے ہوئے سامنے ایک سل پڑی ہوئی تہی۔ اُسپر تہوکا۔ تہوک کے گرتے ہی سل مذکور زر خالص کی ہو گئی۔ ابو محمد رکن الدین جنیدیؒ کو اس وقت سے آپنے عاق ہی کر دیا۔ اور روضہ مبارک سے باہر نکلوا دیا۔ ابو محمد رکن الدینؒ وہان سے نکلکر کوڑچی مین اقامت گزین ہوئے اور اپنے بہائیون سے اپنا حصہ لیکر اپنی شادی وہین کر لی۔ اور وہین رہے۔

ابو محمد رکن الدین رح کا انتقال

نقل ہے کہ جب ابو محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کی اولاد و احباب روضۂ شیخ صاحب قدس سرہ مین آپکو دفن کرنے کی

کی غرض سے آپکا جنازہ گلبرگہ مین لائی - اور دفن کرنا چاہا - اُس وقت آپکے بھائی
سراللہ کفاف الدین جنیدیؒ جو حضرت خوندمیر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے
صاحبزادہ اور یہان کے سجادہ تھے وہ آپکو درگاہ کے اندر دفن کرنے سے مانع
ہوئے - اور فرمایا والد ماجدؒ نے انکو اپنی زندگی مین علی ہذا رحلت کے بعد بھی
عاق کردیا ہے - پس یہ یہان مدفون نہین ہو سکتے - ابو محمد رکن الدینؒ کا جنازہ صبح سے
دوپہر تک درگاہی مین بلا تدفین رہا - آخر کار جنازہ کا تابوت خودبخود وہان سے روانہ
ہوا - اور لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے - درگاہ شریف کے صدر دروازے
سے باہر ہوکر مغرب کی طرف آبادی روضہ کے دروازہ کے متصل جاکر وہان ٹھیر گیا -
لوگون نے وہین قبر تیار کرکے آپ کو دفن کردیا -

حضرت خوندمیر جنیدیؒ کا وصال - - - حضرت مخدوم خوندمیر جنیدی قدس اللہ سرہ العزیز کی رحلت ۱۱ شعبان المعظم ۹۴۴ھ ہجری مین واقع ہوئی - روضہ شریف
کے احاطہ مین جو دوسرا گنبد ہے اور جسکو یوسف عادل خان نے حضرت موصوف
کے لیے تیار کرایا تھا اس مین دفن کیے گیے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کی قبر شریف کی آتش افروزی - نقل ہے کہ ہنگام سجادگی جناب حاجی الحجاج شیخ المشائخ محمد علاء الدین جنیدی بن حضرت محمد قطب الدین جنیدیؒ
۱۲۹۴ھ ہجری مین شب جمعہ کو یکایک مزار شریف حضرت شیخ صاحب قدس سرہ کو
آگ لگی - معلوم نہین کہ اسمین قدرت کے کیا راز تھے اور خدا جانے کسوقت یہ آگ
لگی تھی - جب لوگ نماز صبح سے فارغ ہوکر فاتحہ خوانی کے لیے گنبد اقدس کے دروازہ
پر جو بند تھا پہنچے - تو اندر سے دھوان نکلتا ہوا نظر آیا - درگاہ کے خدام نے متحیر ہوکر
دروازہ کھولا اور کیا دیکھتے ہین کہ حضرت کی تربت مبارک جو صدہا سال سے عطر و صندل

نالی کی وجہ قد آدم برابر ہو چکی تھی - پوری پوری جل گئی ہے - جب یہ خبر وحشت اثر منتشر ہوئی تو کیا چھوٹا کیا بڑا سب کے سب آگ بجھانے کے لیے پانی لینے دوڑی اور گھڑون سے پانی ڈالا گیا - آگ مین کمی نہین ہوتی تھی آخر دن کے ڈیڑھ بجے آگ بجھی - بہت سی بیش قیمت تحفہ و متبرک چیزین جو زایرون کی زیارت کے لیئے وہان رکھی تھین جل گئین - صرف تعویذ مرقد معلیٰ رہگیا - اس موقع پر حضرت کی کرامات قابل ذکر ہین کہ گو اسقدر آگ بھڑک گئی تھی مگر جالی کو جو ساگو نی ہے اور جو مزار مبارک سے متصل ہے کوئی اثر نہین پہنچا - جالی پر جو غلاف پارچہ ململ کا تھا اور جسپر صندل کے چھاپے لگے ہوئے تھے - اسکو بھی جہان کہین آگ لگی وہین بجھ رہی - علاوہ اس کے جو لوگ اسوقت حاضر تھے انکا بیان ہے کہ دور دور تک لوون کی لپٹ محسوس ہوتی تھی مگر جالی کے متصل اگر کوئی جرات کر کے چلا جاتا تو گو وہان آگ تیز تھی مگر حرارت مطلق نہ تھی - کیونکہ مرقد مبارک سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی حضرت محمد علاء الدین جنیدی حضرت خوند میر جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے - ملک دکن مین آپ اپنے وقت مین بہت مشہور و معروف تھے آپ کے نام سے شیطان و خبیث بھاگتے تھے - آپ نے حرمین شریفین کی زیارت بھی کی تھی - نہایت متقی و پرہیزگار تھے -

حضرت شیخ محمد علاء الدین رح کی کرامت - - -

ایک روز کا ذکر ہے کہ کسی عورت پر ایک جن وارد تھا اور اُسکو بہت ستاتا تھا - اکثر اشخاص نے علاج کیا - کچھ فائدہ نہوا - اخیر مین اُس عورت کو آپ کے پاس لائے - جب جن نے حضرت کو دیکھا تو اسطرح کہنے لگا کہ بیشک آپ مرشد ہین - اس عورت سے دور ہونے کے لیے کہتے ہین - مضائقہ نہین - میرا مقام فلان باولی مین ہے - اس باولی

تک آپ میرے ساتھہ آئے - وہان مین اس عورت سے اپنے کو الگ کرونگا حضرت نے جواب دیا کہ اچھا مین آتا ہون - اس عورت کو چھوڑ دے - پس حضرت اس کے ہمراہ جانے پر مستعد ہوئے - مگر حاضر الوقت لوگون نے گھبراکر آپکو روکا - حضرت سب کی تشفی کرکے اُس کے ہمراہ اس باولی پر پہنچے - جن عورت کو چھوڑکر اُس باولی مین کود پڑا - اور تہوڑے ہی عرصہ مین پہر واپس آیا - اور دو سونے کی انگشتریان آپ کے نذر کرکے عرض کی کہ مین نے آپکو یہان تک آنے کی تکلیف تو دی - مگر دل مین پریشان تہا - کنوین مین پہنچتے ہی مین نے اپنے سردار سے سب واقعات کہدئے - سردار نے کہا کہ جسطرح مین اپنی قوم کا بڑا ہون اسی طرح وہ انبی قوم کے سردار ہین - انکی خدمت مین اسقدر بے ادبی جو کی گئی ہے - بالکل بیجا ہوا - خیر دو نون انگشتریان لیجا اور حضرت کے نذر کرکے معافی کا خواستگار ہو - اور اس عورت سے باز آ - پس بموجب حکم حاکم آیا ہون - امیدوار ہون کہ میرا قصور معاف فرمایا جاوے - حضرت نے اس کا قصور معاف کیا - اور وہ انگشتریان اپنے ساتھہ لائے - انگشتریان مذکور سجادہ صاحب حال کے پاس ہنوز موجود ہین - جب جن یا شیطان کے اثر سے کوئی بیمار ہوجاتا ہے اُن انگشتریون کے پہنانے سے اسکو کامل صحت ہوجاتی ہے - آپ کے اور بہی بہت سے تصرفات ہین جو بخیال طوالت و بار معائنہ قلم انداز کردئے گیے - آپ نے پچاس سال تک سجادہ نشینی کی اور پچاسی برس کی عمر مین بہ عارضہ فالج ۱۹ رجب المرجب ۱۲۹۵ھ ہجری مین بروز جمعہ رحلت فرمائی - انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت شیخ المشایخ محمد محی الدین صاحب جنیدی دام فیوضہ	حضرت محمد علاء الدین جنیدی رح کے دو فرزند تہے انکا آپکی زندگی ہی مین انتقال ہوگیا - اور کوئی اولاد

نہ تھی - اس لیے حین حیات آپ اپنی جاے پر حضرت شیخ المشایخ محمد محی الدین صاحب جنیدی بن محمد خوندمیر صاحب جنیدی بن محمد قطب الدین جنیدی علیہم الرحمت کو اپنے بعد جانشین و سجادہ گزین کرنے کے لیے اسناد حاصل فرما چکے تھے - حسب آپ مسند سجادگی پر متمکن ہوے - حضرت محمد محی الدین صاحب جنیدی سجادۂ حال نہایت بامروت و خلیق ہین - آپ کے زمانہ مین مسجد و صحن مسجد کو نئی گچ سے استرکاری کی گئی - گنبد مبارک اور جالی پر رنگ چڑہایا گیا - آپ کے اوصاف حمیدہ بہت ہین - اس عجالہ مین مختصر بیان کیے گئے - مدظلہ العالی علی روس المریدین والمسترشدین -

تیسرا باب

دیگر بزرگانِ دین و اولیائے مکملین کے بیان مین

(۱) ذکر حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ

حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہ صاحب حال وجلال اولیائے اکمل مین سے تھے - کوئی نہین جانتا کہ آپ کس تاریخ و سنہ مین گلبرگہ مین تشریف لائے شہر گلبرگہ کی جانب غرب چار میل کے فاصلہ پر پوشیدہ طور پر ٹیلون مین اقامت فرماتے تھے - حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ نے گلبرگہ مین داخل ہونے سے پہلے آپ کے پاس جاکر آپ سے ملاقات کی - اُس وقت سب کو معلوم ہوا کہ آپ وہان رہتے ہین - اسکے قبل آپکی سکونت کا کسیکو علم نہ تہا - تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے نکلکر گلبرگہ کے قریب پہنچے تو بقول اس کے کہ "ولی را ولی می شناسد" آپ نے اپنی ولایت کے زور سے معلوم فرماکر کہ قریب مین ایک ولی تشریف فرما ہین - آپکی ملاقات کے لیے تشریف لے گیے - جب آپ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضرت شاہ رکن الدین تولہ چار زانو

بیٹھے ہوئے تھے اور آپکے جسم کا پوست ایک دوسرے سے وصل ہوگیا تھا اور وہ یاد الٰہی مین مستغرق تھے خدا کی قدرت دیکھئے کہ اُس حالت مین ایک گائے روزانہ آپکی خدمت مین حاضر ہوتی اور اپنا دودہ پلاکر واپس ہوجاتی تھی۔ جب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز آپ کے قریب پہنچے تو حضرت شاہ رکن الدین تولہ قدس سرہٗ آپ کی تشریف آوری سے آگاہ ہوکر آپ کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوگئے۔ چونکہ سالہا ئے دراز کی نشست سے اعضا کا پوست باہم وصل ہوچکا تھا۔ اس لیے استادہ ہونے سے جدا ہوکر اسمین سے خون نکلنے لگا حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ سے مخاطب ہوکر آپ سے فرمایا کہ سالک کو مجذوب سے کیا کام ہے۔ جب سالک مجذوب کے پاس آتے ہین تو سوائے ایذارسانی کے کوئی کام یاد الٰہی کا تو انجام نہین پاتا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نے اسوقت دو جیتل آپ کے پیش کیے۔ شاہ رکن الدین قدس سرہ نے اسکو دیکھکر فرمایا "تولا" اسی وجہ سے آپکا لقب تولا ہوگیا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جس مقام تک میرا گنبد نظر آئیگا وہان تک کسی ولی کی ولایت ظاہر نہ ہوگی۔ یہ کیفیت شدہ شدہ حضرت شاہ رکن الدین تولا تک پہنچی۔ یہ سنکر آپ نے فرمایا بے شک خواجہ بندہ نواز کا بیان صحیح ہے۔ لیکن میرے پاس سے حضرت کا گنبد نظر نہین آئیگا۔ اولیائے کرام کے کیا بھید ہین نہین معلوم کہ حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کا گنبد مبارک اطراف دس پندرہ میل کے فاصلہ پر سے نظر آتا ہے۔ مگر حضرت شاہ رکن الدین تولا کے مزار مبارک کے ٹیلون پر سے بالکل نظر نہین آتا۔ حالانکہ گنبد خواجہ بندہ نواز قدس سرہ بہت اونچا

ہے۔ اور حضرت شاہ رکن الدین تولا کا مزار مقدس بھی تین چار میل ہی کے فاصلہ پر ایک بلند ٹیلے پر واقع ہے۔

کشف و کرامات نقل ہے کہ ایک روز حضرت شاہ رکن الدین تولا قدس سرہ کے اقامت گاہ سے ایک برہمن کا گذر ہوا۔ اتفاق سے حضرت کا خیال اسکی طرف مائل ہوا۔ اسکو اپنے نزدیک بُلایا۔ اور استفسار فرمایا کہ کہان جاتا ہے۔ برہمن نے عرض کی کہ مین کاشی کو جا رہا ہون جو اہل ہنود کا تیرتھ ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ یہان سے کاشی کتنی دور ہے۔ اُسنے کہا کہ تین چار سو کوس سے کم نہین ہے۔ بڑی محنت اُٹھا کر کہین دو ماہ کے عرصہ مین لوگ وہان پہنچتے ہین۔ جب کہین وہان کا درشن میسر آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کیون اسقدر تکلیف دہ طویل سفر کرتا ہے۔ اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔ آ مین تجھے کاشی مین پہونچا دیتا ہون۔ یہ فرما کر اسکا ہاتھہ پکڑا۔ اور اپنے پیچھے دیکھنے کے لیئے فرمایا۔ جب برہمن نے پلٹ کر دیکھا تو علانیہ اسکو کاشی نظر آنے لگی۔ یہ دیکھکر حضرت کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ حضرت کے قدمون کے نزدیک کاشی کو چھوڑ کر اتنی دور کیون جاؤن ۵

مسجدِ اعلیٰ ہے قلبِ اولیا
دیر و کاشی سب ہین اُس پر سے فدا

غرضکہ تائب ہو کر مسلمان ہوا اور نام اسکا حضرت صاحب رکھا گیا۔

نقل ہے کہ حضرت صاحب مذکور حضرت شاہ رکن الدین تولہ کا نہایت معتقد تھا۔ شب و روز آپکی خدمت گذاری مین مصروف رہتا۔ حضرت بھی اسکو بہت چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے حضرت سے عرض کی کہ یا حضرت مجھکو گوشت سے عالم طفولیت سے نفرت ہو چکی ہے۔ اب گو کہ مین مسلمان ہو چکا ہون۔ مگر دل پر گوشت کی کراہت ہنوز باقی ہے۔ اس لیے اگر زایرین کو

گوشت کہاکر آنے یا گوشت پکا کر لانے کی ممانعت فرمادیجائے - تو بہتر ہوگا -
حضرت نے اسکی یہ استدعا قبول کی - اور فرمایا کہ آیندہ سے کوئی شخص پکا ہوا گوشت
ہمراہ لیکر یا گوشت کہا کر میری زیارت کے لیئے نہ آئے - مگر گوشت کہانے کے بعد
نہا کر پاک کپڑے پہنکر آئے تو مضائقہ نہین - چنانچہ اسوقت سے کوئی شخص گوشت
کہانے کے بعد نہائے بغیر آپ کے مزار پر فاتحہ کے لئے نہین جاتا ہے - عام طور
پر لوگ حضرت کے خدمتگار برہمن کو رانو پیر کہتے ہین - حضرت شاہ صاحب قدس
سرہ کی کرامات ابتک جاری ہین - مرادمند لوگ پنجشنبہ - دوشنبہ اور اماوس کے دن
زیارت کے لیئے بکثرت جاتے ہین - رانو پیر کی قبر حضرت کے پہلو مین ہے -

حضرت کا وصال حضرت شاہ رکن الدین تولہ کا وصال ۱۴ شعبان ۸۳۰ھ ہجری
مین ہوا - انا للہ و انا الیہ راجعون آپ کی درگاہ کی خدمت صندل مالی
و نگہداشت وغیرہ سجادہ صاحب روضہ حضرت قطب الاقطاب شیخ سراج الدین
جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے - آپ کا طریقہ قادریہ اور روا اسعد خاکساری تہا
مرشد آپکے حضرت خاکسار رحمۃ اللہ علیہ تہے جو دہلی سے آئے ہوئے بزرگون
مین آپ مشہور ہین - آپ کا مزار مبارک خلد آباد شریف کے نواح مین ہے -

(۲) ذکر حضرت قطب العالمین شاہدہ حسام الدین حسینی المعروف بہ تیغ برہنہ قدس سرہ

آپ دکن کے اولیائے متقدمین مین سے ہین - آپ کے والد حضرت سید السادات

حضرت خوندمیر حسینی دہلوی ہین جن کے کشف وکرامات دہلی مین مشہور ہین - نسب نامہ آپکا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے - خلافت اپنے والد بزرگوار سے پائی - اور انکے رحلت فرمانے کے بعد عرصہ تک دہلی مین رہکر افاضت عام جاری رکھی اور خلایق کو راہ خدا سے آگاہ کیا - بالآخر رضائے الہٰی سے سیاحت اختیار کی - اس سفر مین آپکے ساتھ حضرت آپکے ہمشیرزادے تھے جنکا مزار شریف عقب قلعہ گلبرگہ فرمان تالاب کے متصل واقع ہے - حضرت تیغ برہنہ قدس سرہ جابجا دین اسلام کی اشاعت کرتے ہوئے بالآخر گلبرگہ مین تشریف لائے اور یہین سکونت اختیار کی - اسوقت راجہ کشن راج کی حکومت کا زمانہ ختم ہوکر راجہ اناگندی کے حکومت کا دورہ تھا - غرضکہ گلبرگہ مین ہی ارشاد وتلقین سے لوگون بہرہ مند فرمایا - یہ اپنے زمانہ کے قطب تھے - مگر بعض کتب مین لکھا ہے کہ آپکی مجذوب کی سی حالت رہتی تھی - دونون کندہون پر دو ننگی شمشیرین آپ لیے پہرتے تھے - اسی وجہ سے لوگ آپکو تیغ برہنہ کہنے لگے - اور حضرت خواجہ احمد دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی افتاد بہی جیسا کہ انکے بیان مین قبل ازین بیان ہو چکی ہے - آپکے اس طرح مشہور ہونیکا باعث ہوئی - خواجہ احمد دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے جبکہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ سے اجازت کشف قبور حاصل کی اور حسب عادت ایک روز ایک قبرستان مین گیے - جہان دس بیس پرانے قبرین نظر آئین - آپ نے اُن مین سے مزار اشرف حضرت سید شاہ حسام الدین حسینی قدس سرہ پر چہڑی لگاکر توجہ کی - اور جب دو تین بار توجہ کرنے پر بہی کوئی اثر محسوس نہین ہوا - تو دل مین خیال کیا کہ قدیم بزرگون اور پرانے مزارون مین اب کیا دہرا ہے - اس خیال کے گذرتے ہی روح سیادت مآبی برہنہ شمشیر ہاتھہ مین

لیے ہوئے برآمد ہوئی اور یہ شعر پڑہا ۔

مرا زندہ بندار چون خویشتن	من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

چنانچہ یہ دیکہکر خواجہ احمد دبیر ڈر گیے - اور افتان وخیزان حضرت بندہ نواز قدس سرہ کے پاس آئے - شمشیر بہی آپکا تعاقب کیے ہوئے پہنچی حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے شمشیر کو مخاطب کرکے فرمایا - کہ اپنی جگہہ پر واپس جاؤ - بچہ ناتجربہ کار ہے - جواب ملا - کہ عاشقون کی تیغ جب نکلتی ہے تو خالی نہین واپس ہوسکتی - حضرت نے یہ سنکر جہٹ اپنا ہاتہہ لمبا کیا شمشیر آستین چاک کرکے واپس ہوگئی - چنانچہ آجتک آپکی درگاہ کے سجادہ نشین حضرات جبہ آستین چاک شدہ پہنا کرتے ہین - ۲۷ ربیع الاول سنہ ۶۸ھ ہجری مین حضرت تیغ برہنہ صاحب قدس سرہ کا وصال ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ وفات کا مادہ خلد ولی ہے - آپکا مزار مبارک گلبرگہ شریف مین قلعہ کے متصل جگت کے تالاب پر مشہور زیارت گاہ ہے - عرس شریف آپکا ہر سال ۲۷ ربیع الاول کو بڑے تکلف سے ہوتا ہی آپکے سجادہ نشین اسوقت جناب صاحب حسینی صاحب عم فیوضہ ہین -

(۳۳) ذکر اسد الاولیا سید العارفین حضرت شیخ منہاج الدین تمیمی الانصاری قدس سرہ العزیز

آپ حضرت سید خوند میر علاء الدین جوہری دولت آبادی قدس سرہ سے خلافت اور نعمت و اجازت سے مستفیض ہوگئے تہے - آپ مین اور شیخ عین الدین گنج العلوم قدس سرہما مین بہت محبت و موافقت تہی - حضرت

اپنے زمانہ کے اولیاء عظام اور مشہور بزرگوار یقین سے ہین - اپنے مرشد کے حکم کے بموجب سنہ ۷۳۱ ہجری مین گلبرگہ تشریف لائے - اور یہین سکونت اختیار فرمائی - اسوقت یہان ہندو راجہ حکمران تہا - ہنوز بہمنیون کی سلطنت کا آغاز نہین ہوا تہا یہان سوائے بت پرستی کے دین حق سے کوئی واقف نہ تہا - آپ نے یہان آنے کے بعد گمراہون کی رہبری کی - دین و ایمان کی طرف کافرون کے قلوب پہیرے اور کلمہ توحید کی تلقین جاری رکہی - پندرہ سال تک زندہ رہکر سنہ ۷۴۶ ہجری مین راہی فردوس برین ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون خوارق عادات و کرامات آپ سے بیشتر ظہور مین آئے - چنانچہ آپکی قبر اشرف سے شیر برآمد ہونے کا حال قبل ازین خواجہ احمد دبیر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے بیان مین درج ہوچکا ہے - اسوقت سے آپکو حضرت شیر کلے روان صاحب قدس سرہ بہی کہتے ہین - آپکا مزار شریف بازار آصف گنج مین ہنا باد کی جہت مین رنگین مسجد کے متصل واقع ہے - آپکے مقبرہ کے نزدیک ایک مسجد اور میٹہے پانی کی ایک باولی ہے - چونکہ آپ کے اور حضرت شیخ الاسلام شیخ محمد سراج الدین جنیدی قدس سرہ کے مرشد ایک ہی ہین - لہذا آپکا عرس و صندل مالی وغیرہ سجادہ صاحب روضہ شیخ سے متعلق ہے - عرس شریف آپکا ۲۱ شوال کو ہر سال بڑی تکلف سے ہوتا ہے - زیارت کے دن جوار اور گیہون کے آٹے کی ستہریان لوگ پکاتے ہین - اور اسمین بکری اور گائے کی سری کا گوشت ڈالتے ہین - اور وہین درگاہ مین پکاکر کہاتے ہین - درگاہ سے باہر نہین لیجاتے اور نہ کسی عورت کو وہ کہانے دیتے ہین - یہان تک کہ لڑکیونکو بہی نہین کہلاتے - کہتے ہین کہ یہ قاعدہ اسوقت سے یہان جاری ہے جب سے کہ شیر حضرت کی قبر منور سے

برآمد ہوا تہا۔

(۴) ذکر شہد السالکین وبرہان العارفین شیخ الاسلام والمسلمین شیخ ضیاء الدین قتال نبیرہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی ملقب بہ شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ

آپ اپنے پیر حضرت سید خوند میر علاء الدین جوہری قدس سرہ کی خدمت گذاری مین رات اور دن رہتے تہے۔ ایک روز کسی درویش نے جوگانجے کی چلم پی رہا تہا اسکو تماکو کی چلم کہکر آپکو پینے کے لیے دی۔ اُسکی بات کا یقین کرکے آپ نے وہ چلم پی۔ پیتے ہی آپکا سر چکرایا۔ اور بیہوشی کی کیفیت محسوس کرکے آپ وہان سے اپنے مرشد کے دردولت پر جہان آپکا قیام گاہ تہا گیے اور وہان اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ آپکے بستر کے نزدیک ہی حضرت سید خوند میر علاء الدین جوہری قدس سرہ کے نعلین رکہی ہوئی تہی ۔ کیف کی حالت مین جو آپکو استفراق ہوا اُس کی چہینٹین نعلین مبارک پر بہی گرین۔ جب آپکے مرشد تہوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لاے اور نعلین پہننا چاہا تو اُسوقت اسپر قے کی چہینٹین ملاحظہ فرماکر خفا ہوئے اور زبان مبارک سے یہ فرماتے ہوے کہ کیون ایسی حرکت کی۔ بیٹا سن پنہر کیون نہین ڈال لیتا۔ وہان سے چلے گیے۔ جب حضرت شیخ ضیاء الدین قتال رح کا کیف جاتا رہا اور اپنے پیر مرشد کی خفگی اور فرمان سے آگاہ ہوئے تو اپنے دل مین سخت پشیمان ہوکر اُسیوقت وہان سے نکل کہڑے ہوئے اور ملک دکن کی راہ

ی۔ اور گلبرگہ مین وارد ہوئے۔ ملک دکن اُن دنون کفرستان تہا۔ گلبرگہ مین راجہ بہیرن حکومت کرتا تہا۔ دروازہ شہر کے پاس ایک بہت بڑا بتخانہ تہا۔ اس بت کی پوجا بڑے اہتمام سے ہوتی تہی۔ روزانہ ایک آدمی کو اسکے سامنے گردن مارکر بہینٹ دیا جاتا تہا۔ غرضکہ جب راجہ کو حضرت کے آنیکی خبر ہوئی تو اسی بتخانہ کے باہر آپکو مع ہمراہیون کے ٹہیرایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت نے بت خانہ کے دروازہ کے پاس جاکر بت کو اپنے پاس بلایا۔ وہ حاضر ہوا۔ اس سے لکڑی اور ضروری سامان فراہم کرائے۔ اور جب اوس نے سب چیزین لادین تو اُسوقت آپ نے روٹی پکاکر کہائی۔ اور بت کو رہائی دی۔ بت مذکور حضرت کے ہاتہہ سے رہائی پاکر راجہ بہیرن کے خواب مین گیا۔ کہ اِن مسلمانون نے آکر میری بڑی خرابی کی ہے۔ تو اِن کی خبر لے بلکہ مارڈال۔ راجہ بہیرن نے اس خواب سے بیدار ہوکر سویرے اپنے لوگون کی معرفت فقرا کو اپنے روبرو طلب کیا۔ جسوقت راجہ کے آدمی فقرا کی طلبی کے لیے روانہ ہوئے۔ اُسوقت حضرت نماز صبح سے فارغ ہوچکے تہے۔ اور آپ پر راجہ کا ارادہ منکشف ہوچکا تہا۔ فوراً خود ہی چلنے کی تیاری کی اور اپنے ہمراہیون کو بہی اس امر سے آگاہ کرکے چلنے کے لیے تیار رکہا۔ اتنے مین راجہ کے لوگ بہی آگیے اور سب کے سب ملکر راجہ کے دربار کی طرف روانہ ہوئے۔ جب راجہ کے دربار مین پہنچے تو راجہ نے شیخ صاحب سے مخاطب ہوکر کہا کہ کل شب کو تم لوگون نے ہمارے دیو کو کیون ستایا۔ اب اسکی سزا بہگتو۔ یہ کہکر لوگون کی طرف اشارہ کیا۔ ہزارہا لوگ وہان موجود تہے۔ اشارہ کے پاتے ہی انہون نے پتہر۔ لکڑی۔ تلوار۔ تفنگ سے مار مار کر کل ہمراہی فقرا کو شہید کردیا۔ صرف حضرت اکیلے زندہ رہے مگر آپ بہی بہت زخمی ہوچکے تہے

لیکن روح قالب سے پرواز نہین کرتی تھی - بالآخر لاچار ہو کر آپ نے کفار کو متوجہ کر کے فرمایا کہ میرے شکم کو چاک کر کے اسمین پتھر بہر و تو مین مرجاؤنگا - چنانچہ کفار نے ایسا ہی کیا - حضرت کا شکم مبارک چاک کر کے اسمین پتھر بہر دیئے - اوسوقت حضرت کی روح مبارک نے عالم بالا کی طرف پرواز کیا - اور آپ شہید ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون مزار شریف آپکا قلعہ کے اس طرف عیدگاہ کے راستہ مین فرمان تالاب کے حدود مین واقع ہے - آپکی قبر اشرف کے چبوترہ پر سیدہی جانب مزار مادر بزرگوار اور بائین طرف حضرت موصوف کے بہائی کا مزار ہے - سنہ شہادت حضرت کا ۳۹ھ ہجری ہے - زمین مزار شریف شنکر راؤ محاسب صوبہ داری کے قبضہ مین بتلائی جاتی ہے - مزار شریف کا چبوترہ ترمیم طلب ہوگیا ہے - اکثر لوگ زیارت سے مستفیض ہوتے ہو -

(۵) ذکر حضرت شیخ سعد زنجانی قدس سرہ العزیز

آپ بہی یہان کے اولیائے قدیم مین سے ہین - آپ کی تشریف آوری بہی اسی زمانہ مین ہوئی جبکہ ملک دکن مین ہنوز اسلام کا ظہور نہین ہوا تہا - سب کفرستان تہا - ہر جگہ بت پرستی کیجاتی تہی - آپ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہ کے اور پیر بہائی حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی قدس سرہ کے ہین - آپ ہمیشہ حضرت چراغ دہلوی قدس سرہ کی صحبت مین رہتے تہے - ولی کامل تہا - اپنے پیر کے حسب الحکم آپکی رحلت فرمانے کے بعد ۷۲۵ھ ہجری مین دہلی سے نکلکر گجرات پر سے ہوتے ہوئے دکن مین آگئے - اور اثنائے راہ کے مقامات

مین اشاعت اسلام فرماتے ہوے ۷۲۹ھ ہجری مین وارد گلبرگہ ہوئے اور یہان بہی پند و نصیحت جاری رکہی ۔ یہان کے بہت سے کفار حضرت سے بیعت کر کے مشرف باسلام ہوئے ۔ ایک سال کے بعد ۷۳۰ھ ہجری مین حضرت شیخ منہاج الدین انصاری قدس سرہ بہی داخل گلبرگہ ہوئے ۔ ان دونون حضرات مین نہایت میل جول تہا ۷۴۰ھ مین حضرت شیخ سعد زنجانی قدس سرہ کا وصال واقع ہوا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عیدگاہ گلبرگہ کے متصل جانب جنوب آپکا مزار مبارک ایک چبوترہ پر واقع ہے ۔ اس چبوترہ پر ایک اور بزرگ کا بہی مزار ہے ۔ اس کے مغرب کی طرف ایک کمان پتہر کی بنی ہوئی ہے حضرت زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہان کے لوگ ساگ پیران کہتے ہین ۔ اور مزار کے ہری بہاجی اور روٹی پر فاتحہ دلاتے ہین ۔ جسوقت حضرت قطب الاولیا خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ گلبرگہ تشریف فرما ہوئے ۔ تو اپنی زندگی تک ہر جمعرات کو ضرور آپکی زیارت کے لیئے تشریف لیجاتے تہے ۔ اور بعد فاتحہ خوانی واپس ہوتے تہے ۔ حضرت کی اولاد قصبہ سیڑم تعلقہ مذکور کے متصل موضع کنتن پلی مین رہتی ہے ۔ یہ موضع سلاطین دکن کی طرف سے بطور جاگیر حضرت کی اولاد کے لیے عطا ہوا ۔ اور اب تک انہی کے قبضہ مین ہے ۔ اور حضرت کا عرس بہی وہان بڑے تکلف سے ہوتا ہے

(۶) ذکر حضرت شاہ بہاء الدین لنگوٹ بند قدس اللہ سرہ الشریف

آپ بہت بڑے مجذوب تہے ۔ آپ کے پاس صرف ایک ہانڈی رہتی تہی ۔ آپ کو جب کبہی رغبت طعام ہوتی تو اوس ہانڈی کو دست مبارک مین لیکر مکانون

اور دکانون سے بلا قید اعلیٰ اور ادنیٰ کے جو کچھ ملے مانگ لاتے - کوئی جوار دیتا - کوئی گیہون کوئی - باجرا - کوئی چاول - کوئی کسی قسم کی دال - کوئی گوشت یا ترکاری - غرض جو کچھ ملتا سب اس ہانڈی مین ڈالکر اسمین تہوڑا سا پانی ڈالتے اور لکڑیان چن لاکر اپنے دونون پیرون کا چولہا بناکر اسپر اُس ہانڈی کو رکہتے اور آگ سُلگاتے - جب سب پک جاتا تو ہانڈی کو اپنے پیرون پرسے اُتار کر پکا ہوا نوش فرماتے - ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد شاہ بازار کو تشریف لیجارہے تہے - حضرت بہاء الدین لنگوٹ بند قدس سرہ کی اس حالت کو دیکھکر آپ نے فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے - آپ نے جواب دیا کہ مین اپنی حالت مین خوش ہون - مجہے مت چہیڑیے - اپنا رستہ لیجیے - آپ کا مزار مبارک ۵ گنبدہ ۲ کلس مین ہے - جو کوتوال تالاب کے پاس ہے اور بہت مشہور ہے -

(۷) ذکر حضرت مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہین کہ یہ سات بہائی تہے - سب کے سب اپنے وطن سے نکلکر ہندوستان آگئے - اور وہان سے دکن مین تشریف لائے - انمین سے چار بہائی گلبرگہ شریف مین رہے ایک بہائی حضرت حافظ معز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قلعہ اودگیر ضلع بیدر مین رہکر رحلت فرمائی - حضرت موصوف بڑے صاحب کرامات تہے - دوسرے بہائی مولانا موج رحمۃ اللہ علیہ تعلقہ کوہیر ضلع بیدر مین اقامت فرماتے - وہین آپکا وصال واقع ہوا - آپ بہی صاحبِ ولایات وکشف وکرامات تہے - ماہ جمادی الاول مین آپ کا عرس شریف کوہیر مین بڑے تکلف سے ہوتا ہے - ایک

اور بھائی دکن کو نہین آئے - کسی اور طرف چلے گیے - چوتھے بھائی مولانا حافظ رحمتہ اللہ علیہ کا گنبد حضرت ضیاءالدین خاں شہید قدس سرہ کے چبوترے کے پاس جنکا ذکر پہلے ہوچکا عیدگاہ کے رستہ مین قابل زیارت ہے - گنبد بہت مستحکم ہے - گنبد مین پتھر کے چار مینار نصب ہین - مزار مبارک کے کنارون پر آیاتِ قرآن شریف اُبھرائے ہوئے ہین - اکثر لوگ گلبرگہ شریف کے کندذہن بچون کو وہان لیجاتے ہین - اور حضرت کی روح پاک کو فاتحہ کا ثواب بخشنے کے بعد ان آیات پر گھی شکر لگاکر بچون کو چٹاتے ہین - احاطۂ زمین مبارک کو اگھڑ باولی کہتے ہین - وہان کی زمین کا پٹہ شنکر راؤ محاسب صوبہ داری کے نام پر ہے - اندرونی بیرونی پتھر گنبد مبارک کے گر رہے ہین بتصدیق اس کے کہ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۵

(۸) ذکر مولانا قدر رحمتہ اللہ علیہ

آپ بھی مولانا حافظ رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی ہین - صاحب ولایت - علوم ظاہر و باطن مین یکتا تھے - حضرت علاءالدین الذہی معروف بہ لاڈلے مشایخ انصاری قدس سرہ کے آپ استاد تھے - کہتے ہین کہ حضرت لاڈلے مشایخ انصاری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے - کہ اگر ارادتمندان عقیدت گزین کسی وجہ سے الند تک آکر زیارت سے مشرف نہ ہوسکین تو نذر و نیاز آپکے استاد مولانا قدر رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچا دین - چنانچہ صدہا عقیدتمند افکارات دینوی کی وجہ سے جو الند تک جا نہین سکتے ہین وہ سب حضرت مولانا قدس سرہ کی درگاہ مین جاکر نیاز گزران دیتے ہین اور فاتحہ خیر مولانا قدر اور حضرت لاڈلے مشایخ انصاری قدس سرہما کے نام پڑہکر

ایصال ثواب کرتے ہین - گنبد شریف آپکا گلبرگہ سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال موضع سلطان پور کے دروازہ کے باہر واقع ہے - عرس شریف آپکا جمادی الآخر کے مہینے مین اخیر جمعہ کو ہوتا ہے -

(۹) ذکر مولانا اختیار الدین صاحب قدس سرہ

آپ بھی مولانا حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ہین - ولی کامل تھے - محلہ شاہ بازار کے پیچھے چوکنڈی کے قصاب جو ہین انکے مکانون کے متصل آپکا مزار شریف واقع ہے - کچھ نمبر زمین شاہان سلف نے عطا کردی ہے - آپکے خادم آپ کی درگاہ کے متصل شاہ بازار کے پیچھے رہتے ہین - عرس اور چراغان ہر سال ماہ جمادی الثانی مین ہوتے ہین - خادمون کا مکان غالباً حضرت کے زمانہ کا بنایا ہوا ہوگا بلند اور مستحکم ہے - گلبرگہ کے لوگ حضرت کے خادمون کو ہوڑی والے کہتے ہین -

(۱۰) ذکر مولانا کمال گریان صاحب قدس سرہ

آپ چشتیہ خانوادے سے تھے - ہمیشہ گریہ وزاری کرتے رہتے تھے - لہذا آپ کمال گریان صاحب مشہور ہوگیے - چوکنڈی آپکے مزار مبارک کی سلطان پور کے متصل ہے - احاطہ اور خانقاہ ترمیم طلب ہے - عرس مین سجادہ صاحب روضۂ بزرگ کی جانب سے خدمت ہوتی ہے - خدمتی اور صوفیان حضرت کے عرس مین آکر حسب خاندان چشتیہ مجلس سماع قایم کرتے ہین -

(۱۱) ذکر بی بی کمالہ خونجہ سلطانہ قدس سرہ

آپ سلطان محمود بہمنی کی دختر ہین - آپ کے خاوند کا اسم مبارک حضرت شمس الدین قادری عرف میران حسینی قدس سرہ تہا - آپ دکن کے مشہور و معروف مشائخین مین سے تہے۔ موضع سدلگہ تعلقہ ہوکری مین آپکا مزار شریف ہے - جسپر ایک عالیشان گنبد بنا ہوا ہے - بی بی موصوفہ نہایت صالحہ و عابدہ تہین - کشف و کرامات جاری تہے - آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی مرید تہین - آپ نے گلبرگہ ہی مین رحلت کی - آپکی قبر اشرف پر ایک بڑا گنبد بنا ہوا ہے - یہ گنبد کینٹو کے رستہ مین لب سڑک واقع ہے - آپکا چلہ بہی مرتضی آباد مرچ کے نزدیک موضع جنگل مین ہے - وہان بہی عرس آپکا بڑے تکلف سے ہوتا ہے - حال مین بہی ایک کرامت آپکی ظاہر ہوئی جسکا ذکر قابل سماعت ہے -

کہتے ہین کہ دس پندرہ سال کے پہلے کوئی اہل کار سرکاری گھوڑے پر سوا ہوکر آپکی زیارت کے لیئے گئے - گنبد مبارک کے قریب پہنچکر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کو درخت سے باندہکر آپ فاتحہ کے لیے گنبد مین گئے۔ اسوقت ابر محیط تہا - یکایک بجلی کوندی - گھوڑا گبہرا کر درخت سے رسی تڑا کر بہاگا - خادم درگاہ نے اوسیوقت اہلکار صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دی - مگر انہون نے اسکو یہی جواب دیا کہ سوار آیا تہا اگر حضرت بی بی صاحبہ کی یہی مرضی ہے تو پیدل جاؤنگا - اس اثنا مین بارش خوب ہونے لگی - اس سلیے دریافت نہ ہوسکا کہ گھوڑا کدہر بہاگ گیا - دو ایک گھنٹے کے بعد جب بارش تہمی تو وہ گنبد سے فاتحہ خوانی

کے بعد باہر آئے۔ دیکھتے کیا ہین کہ اُسی درخت کے نیچے کوئی شخص اس گھوڑے کو پکڑے ہوئے کھڑا ہے۔ جب آپ جاکر گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو اوس نے گھوڑا چھوڑکر پوچھا کہ کیا یہ آپکا گھوڑا ہے۔ میرا گھوڑا بھی ایسا ہی تھا۔ تین روز ہوئے گم ہو گیا ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے وہان سے چلا گیا۔

بی بی موصوفہ کے بطن مبارک سے ایک مرد صالح۔ کشف و کرامات مین یکتا پیدا ہوا۔ آپکا نام حضرت شمس الدین عرف خواجہ شمنا میرانؒ تھا۔ آپ بھی اولیاے دکن مین سے ہین۔ مرید اور خلیفہ حضرت زین الحق والدین شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے ہین۔ کفارون سے بہت جنگ کی۔ ہزارون کو قتل اور ہزارون کو مسلمان کیا۔ ہمہ قسم کا سحر و افسون اور سانپ و بچھو وغیرہ کا زہر آپ کے نام کی برکت سے رفع ہوتا ہے۔ حضرت موصوف کی وفات روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ رجب ۷۹۲ہجری مین ہوئی حضرت کی تربت پر مرتضیٰ آباد مرچ مین ایک بہت بڑا گنبد بنا ہوا ہے۔ گنگنا دھوبی جو بہت بڑا ساحر مشہور ہے وہ آپ ہی کے ارادتمندون مین تھا۔

(۱۲) ذکر حضرت گنج ریحان صاحب قدس سرہ

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ پھولون سے بھری ہوئی سات چنگیرین لیکر بزرگون کے مزارون کی زیارت کرتے ہوئے حضرت گنج ریحان قدس سرہ کے مزار مبارک پر پہنچے۔ جس وقت آپکے مزار کے قریب آئے تو پھول باقی نہین رہے تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کسیقدر تامل کیا۔ استنے مین آپ نے دیکھا کہ ساتون چنگیریان پھر پھولون سے پُر ہو گئی ہین۔ اس کرامت کے

بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے آپکو گنج ریحان کا خطاب دیا۔ اُسوقت سے آپ اس نام سے مشہور ہین۔ آپکا مزار شریف چوترسے پر واقع ہے سیچوترا رنگین مسجد کے قریب ہے۔

(۱۳) ذکر حضرت پیر بنگڑی صاحب قدس سرہ

آپ کا اسم گرامی معلوم نہ ہوسکا۔ آپ سدا سہاگ کے فقیر اور صاحب کشف وکرامات تھے۔ ایک سال گلبرگہ مین بارش نہین ہوئی۔ لوگ پانی کے لیئے ترس رہے تھے آخرش سبھون نے آپ کے پاس جاکر عرض حال کی۔ آپ نے خدا سے دعا کی اور فوراً ابر آکر موسلا دہار بارش ہوئی۔ چنانچہ اب بہی جب کبھی امساک باران ہوتا ہی تو گلبرگہ کے مزار مبارک کے پاس جاکر وہان جوار۔ گیہون اور چنے وغیرہ کی گنگنیان پکاکر بچون کی ٹوپیون مین بہرتے ہین۔ اور بچے وہ کہاتے جاتے اور بم بم مچاتے ہین لوگون کا بیان ہے کہ اس عمل کے بعد قدرت خدا سے ضرور باران رحمت نازل ہوتا ہے آپ کا مزار مبارک گلبرگہ کے بس بازار مین قلعہ کی سڑک پر واقع ہے۔

(۱۴) ذکر حضرت سید شاہ صدر الدین المعروف بہ چمن شاہ صاحب قدس اللہ سرہ

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ بزرگون کی زیارتین کرتے ہوئے جارہے تھے۔ اثنا سے راہ مین حضرت چمن شاہ ولی کو آپ نے دیکھا کہ وہ بالکل برہنہ بیٹھے ہوئے تھے البتہ جسم مین صرف ایک لنگوٹ بندہا ہوا تھا۔ دوسین

اور نوجوان لڑکیان بیٹھی ہوئین آپ کے ہاتھہ پیر داب رہی تہین ۔ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے دل مین انکی اس حالت کو دیکھکر خطرہ گذرا ۔ حضرت چمن شاہ صاحب فوراً اسکو سمجھہ گیے ۔ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے جانے کے بعد آپ نے اس انگیٹھی مین جو آپ کے مقابل رکھی ہوئی تھی اور جسمین دہکتی ہوئی آگ تھی اسپر ایک کٹورا رکھا اور اسمین مسکہ کا ایک گولہ بناکر رکھہ چھوڑا اور اسیطور پر اس انگیٹھی کو حضرت کے پاس اپنے ایک خادم کے ہاتھہ بہیجدیا اور اپنا سلام کہلا بہیجا ۔ خادم مذکور جب انگیٹھی کو حضرت کے روبرو لایا تو حضرت نے مسکہ کو اُس دہکتی ہوئی آگ مین بالکل بگھلا ہوا نہ پایا جس سے ثابت ہو رہا تھا کہ اولیاء اللہ کے دل مثل اُس مسکہ کے ہین جو آگ پر رکہنے سے بہی نہین پگہلتا ۔ آپ کا مزار مبارک حضرت گنج ریحان صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک سے کوئی چالیس قدم کے فاصلہ پر ٹونکہ کے جھاڑ کے پاس ہے ۔

گلبرگہ شریف مین اور بہت سے اولیاے کرام ہین ۔ لیکن حادثات زمانہ سے اُن کے کوئی ملفوظ یا تاریخی حالات کہین محفوظ نہین ہین اور نہ تلاش سے مل سکے ۔ اس لیے جسقدر حالات معلوم ہو سکے قلمبند کردیے گئے ہین ۔ اگر آئندہ کوئی تفصیلی حالات مل جاینگے تو طبع ثانی مین ضرور ہدیہ ناظرین ہونگے ۔

تیسرا حصہ

تاریخی حالات سلاطین بہمنیہ

ذکر سلطنت سلطان علاءالدین حسن گانگوی بہمنی

سلطنت بہمنیہ کا بانی اور مسلمانون کی سلطنت کا سب سے پہلے گلبرگہ مین قایم کرنے والا شخص علاءالدین حسن گانگوے بہمنی ہے اس کے ابتدائی حالات مختلف ہین - اکثر مطبوعہ تواریخ مین لکہا ہے کہ شہزادہ محمد تغلق کا مقرب ایک منجم گانگوے برہمن تہا جس کا نوکر حسن تہا جو نہایت فلاکت سے گذران کرتا تہا ایکدن اپنی افلاس کا اظہار گانگوہی پر کیا - اس نے حسن کی مصیبتون پر ترس کہا کر دو راس بیل اور دو نفر مزدور اور کچہہ افتادہ زمین دہلی کے رقبہ کی اس کے حوالہ کی کہ اسمین زراعت کرکے وہ اپنی اوقات فراغت سے بسر کرے - حسن زراعت کے لیئے زمین ہموار اور درست کرنے مین مصروف ہوا - اتفاق سے حسن کو ہل جوتنے کے وقت اشرفیون سے بہری ہوئی ایک دیگ کا دفینہ ہاتہ لگا - اسکو وہ گانگوئی کے پاس لے گیا اور حقیقت حال بہی عرض کی - گانگوہی کو اسکا یہ کہرا پن نہایت پسند آیا - اُسیوقت سارا حال حسن کا شہزادہ کو جا سنایا اور شہزادہ نے اپنے باپ سلطان غیاث الدین سے عرض کی - بادشاہ بہی حسن

کی دیانت داری سے خوش ہوا اور امیران صدہ کے سلسلہ مین اسکو منتظم کیا ایکدن کانگوئی نے حسن کا زائچہ دیکھکر کہا کہ تو مرتبۂ شاہی کو پہنچیگا۔ مجھہ سے یہ اقرار کر کہ جب تجھے بادشاہی ملے تو تو میرے نام کو اپنے نام کا ایک جزو بنا دے تاکہ تیرے نام کی برکت سے میرا نام بھی بقائے دوام حاصل کرے۔ حسن نے قبول کیا اور آگے چلکر بھی ویسا ہی کیا۔

یہ بھی نقل کرتے ہین کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی دعوت مین شہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دسترخوان بڑھا شہزادہ چلا گیا تو حسن خانقاہ کے دروازہ پر آیا۔ حضرت ممدوح نے فرمایا "سلطانے رفت و سلطانے آمد" اور حسن کو ایک خادم بھیجکر بلایا اور اس کے حال پر بہت التفات کیا اور خاص اپنے حصہ کی روٹی جو رکھی ہوئی تھی حسن کو کھلائی اور فرمایا کہ چتر شاہی دکن مین انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نصیب ہوگا۔ جبھی سے حسن کو دکن جانیکا اضطراب تھا اور جب محمد تغلق دکن مین گیا۔ تو حسن نے قتلغ خان حاکم دولت آباد کی رفاقت اختیار کی اور وہ یہین دکن مین رہ گیا۔ اور امیرانِ صدہ سے اس کا یہان گاڑھا اخلاص ہو گیا۔ جب محمد تغلق نے امراے صدہ کو گجرات مین بلایا اور انھون نے آنے مین تاخیر کی۔ علاوہ بران باغیانِ گجرات کو پناہ دی تو بادشاہ نے انکے قتل کا حکم دیا۔ جب یہ کیفیت امیرانِ صدہ کو ملی تو انھون نے ایک انجمن قایم کی اور مشورہ کیا کہ بادشاہ نے ہمکو قصوروار ٹھیرایا ہے۔ اگر ہم اس کے سامنے جائینگے تو وہ کچھہ خاطی اور بے خطا مین تمیز نہین کریگا۔ ہمارے قتل کا حکم دیگا۔ پس اسطرح بے بس قتل ہونا اور بے فائدہ جانون کو تلف کرنا نہ چاہیے۔ یہ ٹھان کر وہ دولت آباد سے چلے گئے۔ یہان کی رعایا مین بادشاہ کے ظلم سے تراہ تراہ مچی ہوئی تھی اور وہ امیرانِ صدہ کے ساتھہ مل کر ایسا فتنۂ عظیم کھڑا کیا کہ جسکا دفعیہ بادشاہ کے امکان سے باہر ہو گیا۔ اور

نتیجہ یہ ہوا کہ تین مہینے کے عرصہ مین ملک دکن جو سالہا سال مین فتح ہوا تہا سلطان محمد تغلق کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا - اور امیران صدہ نے اتفاق کرکے اپنے ہی مین سے اسمعیل مخ افغان کو بادشاہ بنایا - جس نے اپنا لقب ناصرالدین کیا اور حسن کو خطاب ظفر خانی کا ملا - راے باغ - مکری ومرچ وکلہر یہ مقامات اسکو جاگیر ملے گلبرگہ کا حکمران بہیرن راے محمد تغلق بادشاہ کے ہوا خواہون مین سے تہا اسکو قتل کرکے حسن مسلط ہوا - اسپر سے ناصرالدین اور محمد تغلق مین جنگ ہوئی جس مین ناصرالدین کو شکست ہوئی اور ناصرالدین مشورہ کے ساتہہ حصار دولت آباد کی طرف چلا گیا اور حسن بارہ ہزار سوار سے قلعہ گلبرگہ مین جاکر عساکر سلطانی کے اندفاع کی کوشش کرتا رہا - شہنشاہ دہلی نے عمادالملک کو حسن کے مقابلہ پر بہیجا اور ان دونون مین قلعہ احمدآباد بیدر کے قریب ایک جنگ عظیم واقع ہوئی - مملکت تلنگ کے راجہ نے حسن کو مدد دی عمادالملک اس جنگ مین کام آیا اور اسکا لشکر تتر بتر ہوگیا - اس فتح کے بعد حسن دولت آباد گیا - سلطان تغلق کی طرف سے جو امرا دولت آباد کا محاصرہ کیے ہوئے تہے وہ حسن کے خوف سے دہلی اور گجرات کی طرف بہاگ نکلے اور حسن داخل دولت آباد ہوا - لوگون کو حسن کی طرف زیادہ رجوع پاکر ناصرالدین نے امرا کو جمع کیا اور ان سے اپنے بڑہاپے کا عذر کرکے بار سلطنت سے سبکدوشی چاہی اور اپنی جگہہ پر کسی کا انتخاب کر لینے کی بہی انہین کو اجازت دیدی - سب امیرون نے ایک زبان ہوکر ناصرالدین سے ہی انتخاب کے لیے عرض کی اور ناصرالدین نے حسن کو تاج وتخت کے لایق بتایا اور یہ راے خاص وعام کو پسند آئی اور حسن ۷۴۸ھ ہجری مین تخت نشین ہوا - تاج شاہی زیب فرق کیا اور چتر سیاہ کہ جس پر خلفاے عباسیہ کا معرکہ تہا تیمناً وتبرکاً لوازمۂ شاہی مین داخل کیا گیا - اسی چتر سیاہ کی وجہ سے لوگ

اسکو شیعہ خیال کرتے ہین - اور مملکت دکن مین اسکا خطبہ اور سکہ مروج ہوا - اور علاء الدین حسن کانگوے بہمنی خطاب کیا - باوجود قلتِ آب اور گندگی و غلاظت کے گلبرگہ کو اپنے لیے مبارک و مظفر مقام سمجھتا تھا - اسی لیے اسکو دارالسلطنت بنایا اور اسکا نام حسن آباد رکھا - مثنوی -

ہمین شہر گلبرگہ شد تخت گاہ	عمارت بر آورد بر اوج ماہ		
بنام حسن شہر شد چون تمام	نہادند زان حسن آباد نام		

اپنے ملک کا دفتر محاسبہ کانگوے برہمن کے تفویض کیا جو شہنشاہ ہند کی ملازمت ترک کر کے اس کے پاس آگیا تھا - مشہور ہے کہ پنڈت کانگوئی یہ پہلا برہمن ہوا جس نے مسلمانون کی نوکری کی اور سنہ ۱۰۱۶ ہجری تک دکن مین یہ قاعدہ بندھا رہا کہ بادشاہان دکن کی دفترداری اور ولایات کی تحریری برہمنون کو ملتی رہی -

علاء الدین حسن نے اپنے حسن تدبیر و زورِ شمشیر سے کل ملک دکن جو بادشاہ محمد تغلق کے عہد مین اس کے امراء کے تصرف مین تھا فتح کر لیا - بعدہ ایک مہم کرناٹک کیطرف بھیجی جو وہ بھی بعد فتح و کامیابی واپس ہوئی - اہل گجرات نے بادشاہ کے ظلم و ستم سے دق ہو کر سلطان علاء الدین کو طلب کیا - اس نے خود جانا مناسب نہ جانکر اپنے بیٹے شہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا اور خود آہستہ آہستہ پیچھے روانہ ہوا - جب یہ شہزادہ قصبہ نوساری مین آیا تو شکار کے لیے جانور بہت دیکھے - باپ کو بھین بلالیا - وہ یہان آکر چند روز بعد ہیضہ مین مبتلا ہو گیا اور اسی کے سلسلہ مین مختلف عوارض سے چھ مہینے تک بیمار رہنے کے بعد پانچوین ربیع الاول سنہ ۷۵۹ ہجری مین گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کر کے ۶۷ سال کی عمر مین وفات پائی ؎

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	زجام دہر مئے کل من علیہا فان		

اس کے انتقال کے وقت اسکی سلطنت مین سارا مہاراشٹر اور تلنگانہ و کرناٹک کے بہی کچہہ حصے شامل تہے - اس کے حدود ملک پر ہندو راجہ حکومت کرتے تہے جن مین سے مشرق مین راجۂ تلنگانہ اور جنوب مین راجۂ ویجانگر فرمانروا سے ملک کرناٹک اس جدید سلطنت کے خونخوار دشمن ستہے -

بہمن نامۂ دکن و سراج التاریخ مین سلطان حسن کو بہمن دارا سے ایران کی نسل مین بتا دیا ہے اور یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی ہے - تاریخ فرشتہ مین اسکو ایک برہمن کا نوکر لکھا ہے - اور حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیاؒ کی پیشین گوئی کے مطابق اسکا دکن مین آکر بادشاہ ہونا ظاہر کیا ہے مگر تذکرۃ الملوک و سیر مخدومی مین لکھا ہے کہ حسن خاندانی شخص تہا - (جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے باب مین مفصل مذکور ہے) وہ بہ حالت تباہ اپنے والدہ و ہمشیر کے ہمراہ موضع کوڑچی مین آکر حضرت مخدوم شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہ کا مرید ہوا اور انکی خادمی کرتا تہا آپکی دعا سے اسکو دکن کی بادشاہی ملی اور گانگوئی اسی موضع کوڑچی کا پٹواری اور جوتشی تہا جس نے اپنی جوتش کے ذریعہ سے دریافت کرکے کہ حسن کو ایک دن بادشاہت ضرور ملے گی اوسکے نام کے ساتھہ اپنا نام شریک کرنے اور اپنے بعد اپنی نسل کو ملک کا دفتر محاسبہ تفویض کرنے کی حسن سے درخواست کی تہی جسکو حسن نے پذیرا کیا اور بعدہ اسیطرح عمل کیا - واللہ اعلم بحقیقت الحال -

سلطان محمد شاہ غازی بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

سلطان علاء الدین حسن گانگوئی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمد بہمنی

تخت نشین ہوا - اس نے اپنی سلطنت کو چار طرفون یعنی حصون مین تقسیم کیا - گلبرگہ - دولت آباد - تلنگانہ - برار اور ہر حصہ پر ~~ایک~~ ایک ایک طرفدار بعطائے خطاب مقرر کیا - اس بادشاہ نے اپنے عہد مین سونے کے سکّے چلائے جسکے ایک رخ پر کلمۂ طیب کے ساتھہ چاریارون کے اسمائے پاک کا ٹھپہ اور دوسرے رخ پر بادشاہ کا نام و سنہ جلوس مسکوک تہا - یہ اپنے باپ کے نقرئی تخت پر جلوس کرتا تہا مگر ایک آبنوسی طلاکار تخت شاہ دہلی کے لیے بنایا ہوا جو تین گز لنبا اور ایک گز چوڑا تہا اسے تلنگ نے محمد شاہ کو دیدیا جو بعدہ تخت فیروزہ کے نام سے دکن مین مشہور ہوا - اور تقریبًا سو برس تک بہمنیہ خاندان مین رہا اور نقرئی تخت سلطان فیروز شاہ کے عہد مین مدینہ منورہ بہجوایا گیا - وہان اسکو توڑکر سادات پر تقسیم کر دیا گیا -

ملکۂ جہان والدۂ سلطان محمد شاہ بہمنی نے جب حج بیت اللہ کا قصد کیا تو بادشاہ نے چاہا کہ باپ کا جمع کیا ہوا خزانہ ملکۂ جہان کے ہمراہ بہیجدے تاکہ ترویج روح پدر کے لیئے وہان فقرا و مساکین پر خیرات کر دیا جاوے لیکن امرا وغیرہ نے عرض کی کہ شہنشاہ دہلی فیروز شاہ باریک اس ملک کو لینے کی فکر مین ہے - اخراجات فوج و حفظ مملکت کے لیے بادشاہون کو خزانہ رکہنا چاہیے - پس ضرورت کے مطابق ملکۂ جہان کو خرچ دیا جاوے اور باقی پہر خزانہ مین داخل کیا جاوے - بادشاہ کو یہ بات پسند نہ آئی - کہ خدا کی راہ مین دینے کی نیت سے نکالا ہوا پیسہ پہر داخل خزانہ ہو - اُس نے امرا سے کہا کہ میرے باپ کو بے گنج و حشم یون ہی خدا نے ایسی بڑی سلطنت عطا کی - اگر وہ چاہیگا تو میرے بہی خزانہ کی نگہبانی کریگا - آخر ملکہ کو ان خزانون کے ساتھہ روانہ کیا اور جب وہ واپس آئین تو اس مسرت و انبساط کے اظہار مین اوس نے

ایک بہاری جشن منایا - جو لوگ اس زر خطیر کے بیہجنے سے ناراض تہے اُنہون نے راے وجیانگر و راے تلنگ سے سازش کر کے بادشاہ کے ساتہہ مخالفت کرنے کی انہین ترغیب دی - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ راے وجیانگر نے محمد شاہ کے پاس آدمی بہیجے اور یہ پیغام دیا کہ قلعہ رائچور و مدگل و دیگر علاقہ جات دریاے کرشنا تک وجیانگر کے راجاؤن کے ماتحت رہے ہین وہ انکو واپس دیدے جاوین تاکہ دوستی قایم رہے - اسیطرح سے راے تلنگ نے اپنے ایلچی بادشاہ کے پاس بدین مطالبہ روانہ کیے کہ میرا بیٹا ونایک راؤ (ناگ دیو) قلعہ کولاس (جسکو راے تلنگ نے پیش کش مین سلطان علاء الدین کو دیا تہا) واپس لینا چاہتا ہے - مصلحت وقت یہی ہے کہ قلعہ مذکور دیدیا جاوے تاکہ اتحاد باقی رہے - محمد شاہ نے ایسے نازک موقع پر دانائی سے کام لیا - ان ایلچیون کی بڑی آؤ بہگت کی اور ڈیڑہ سال تک انکو کوئی جواب صاف نہین دیا - لیت و لعل مین رکہا - اور اس اثنا مین جن امیرون کی نسبت اسکو گمان تہا کہ انہون نے مخالفت کی ہے اُن کو خدمت سے علیحدہ کر کے ان کی جگہہ اپنے بہروسہ کے آدمی مقرر کیے جب سب طرح سے اس نے اپنے کیل کانٹے مضبوط کر لیے تو ایک دن دربار عام مین بحالت غیظ و غضب ایلچیون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اطراف کے رایون نے پیش کش نہین گذرانی ہے جلد ارسال کرین کیونکہ خزانہ عامرہ کے نقد مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین صرف ہو گیے ہین - روپیہ کی سخت ضرورت ہے جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کا پیام اپنے رایون کو لکہہ بہیجا تو راے تلنگ نے اپنے بڑے بڑے سپہ سالار ناگ دیو اور تانک رام کو ورنگل سے انبوہ سپاہ کے ساتہہ بمقام کولاس بہیجا - اسکی مدد کے لیے راے وجیانگر نے بیس ہزار سوار اور پیدل بہیجے بادشاہ نے مقابلہ کے لیے بہادر خان ولد اسمعیل مخ کو معہ فوج روانہ کیا - طرفین مین

کسن گرج لڑائی ہوئی آخر بہادر خان کو فتح ملی اور وہ ورنگل تک تعاقب کرکے راے ورنگل سے بہت سے تحایف لیکر گلبرگہ واپس ہوا۔

سنہ ۷۶۳ ہجری مین ایک دن کا ذکر ہے کہ سلطان محمد شاہ وضو کر رہا تہا۔ سوداگر گہوڑے لاے اور بادشاہ سے عرض کی کہ خاصے گہوڑے ناگ دیو نے چہین لیئے حالانکہ اس سے بیان کیا گیا کہ یہ گہوڑے جہان پناہ (یعنی محمد شاہ) کے لیے لائے ہین۔ بادشاہ ناگ دیو کی حرکتون سے پہلے ہی کڑہا ہوا تہا۔ اب اسکو اور زیادہ پیچ و تاب ہوا۔ اور تابڑ توڑ ایک ہزار سوار سے ورنگل جا پہنچا۔ چونکہ قلعہ محفوظ نہ تہا یہ فوراً قلعہ مین داخل ہوگیا۔ ناگ دیو جسکو بادشاہ کے آنے کی کچہہ خبر نہ تہی باغ مین عیش و عشرت مین مشغول تہا۔ کچہہ نہ بن پڑا۔ بہاگنا چاہا مگر گرفتار ہوگیا اور محمد شاہ کے حضور مین گفتار ناہموار کی جس کی وجہ سے بادشاہ نے اسکی زبان اسکی گدی کی طرف سے نکلوا کر مروا ڈالا اور پندرہ روز تک جشن فیروزی منا کر گلبرگہ کی جانب مراجعت کی۔ جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو انہون نے ہجوم کرکے بادشاہ کا تعاقب کیا۔ اس نے بعض بعض مقامات پر شکست دیکر فتح حاصل کی۔ ان لڑائیون مین ایک وقت سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہوئی۔

سنہ ۷۶۴ ہجری مین راے تلنگ نے متواتر شکستون اور فرزند کے مارے جانے سے نہایت دلگیر ہو کر دہلی کے بادشاہ ملک فیروز باربک کی خدمت مین عرضی بہیجی کہ مین اطاعت و تابعداری کے لیے حاضر ہون۔ اگر مالوہ و گجرات کے نائبین سلطنت کے نام فرامین صادر ہون کہ وہ ملک دکن پر یورش کرین تو مین بہی راے ویجانگر کو اپنے ساتہہ متفق کرکے انکا شریک رہون گا اور جانبازی و ادائی خدمات دست بستہ مین کوئی کوتاہی نہ کرون گا اور تہوڑے ہی عرصہ مین اس ملک کو مخالفون سے

بہیجکر تحف وپیش کش کے ساتھہ باریاب حضور معلیٰ ہوسکونگا - اس عریضہ کے پہنچتے ہی محمد شاہ کے جاسوسون نے دہلی سے تحریرین بہیجکر محمد شاہ کو اس امر سے آگاہ کر دیا - چونکہ دکن پر فوج کشی شاہانِ دہلی کے لیے نامساعد تصور کیجاتی تہی اس لیے فیروز شاہ نے کچہہ التفات نہین کیا - مگر محمد شاہ نے مملکت تلنگ کے تسخیر کے ارادہ سے لشکر فراہم کیا اور کولاس پہنچ گیا - اس اثنا مین راے وبیجانگر مر گیا - اس کا بہتیجا کشن راؤ جانشین ہوا - راے تلنگ نے اسکی کمک سے مایوس ہو کر سلطان محمدؒ سے منت و سماجت کر کے چند شرائط پر صلح کر لی اور گولکنڈہ معہ مضافات کے تاوان جنگ مین دیدیا بادشاہ نے اس فتح کے بعد چالیس روز تک جشن کیا اور اپنے بیٹے مجاہد شاہ کو بہادر خان ولد اسمعیل مخ کی بیٹی سے بیاہ دیا - اس بزم نشاط مین تین سو قوال دہلی سے آئے ہوئے تہے - ایک روز بادشاہ کو انکا گانا بہت پسند آیا - ذوق اشعار اور شراب کی ترنگ مین محمد شاہ کو یہ سوجہی کہ وبیجانگر کے حاکم کے نام ایک فرمان بہیجا کہ اِن تین سو قوالون کو وظیفہ وہ اپنے خزانہ سے دیا کرے - وبیجانگر کا راجہ کشن راؤ نہایت مغرور و شجاع تہا - بادشاہ کے اس حکم سے وہ نہایت برافروختہ ہوا اور سلطانی قاصد کی وبیجانگر کے تمام محلون مین تشہیر کر کے اس کو ملک سے نکلوا دیا اور ایک جرار لشکر فراہم کر کے ممالک بہمنیہ کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا اور دریاے تنگبہدرا پار ہو کر قلعہ مدگل پر قابض ہو گیا - قلعہ مین آٹھہ سو مسلمان تہے ان سب کو معہ زن و فرزند تہ تیغ کیا صرف ایک مسلمان جو اتفاق سے بچ رہا اس نے بادشاہ تک یہ خبر پہنچائی - پہر تو محمد شاہ آگ بگولا ہو گیا اور بدلا لینے کا مصمم ارادہ کیا اور قسم کہائی کہ آٹھہ سو مسلمان کے بدلے جب تک ایک لاکہہ ہندو قتل نکرون شمشیر جہاد کو نیام مین نہین رکہونگا - غرضکہ ۷۶۷ھ ہجری مین نو ہزار کا لشکر لیکر دریاے کرشنا عبور کیا - اور کرشن راؤ کے لشکر پر حملہ آور ہو کر کشت و خون کا بازار گرم کر دیا

راے کا لشکر تاب مقاومت نہ لا کر فرار ہوا - کہتے ہین کہ اس جنگ مین اہل ہنود کے زن و مرد جوان و بوڑہے بچے وغیرہ ملا کر کل ستر ہزار کے قریب قتل ہوئے اور مسلمانون کو مال غنیمت بہت ملا - سلطان پہر چند ماہ کے وقفہ کے بعد ٹڈی دل لشکر لیکر نواح وجیانگر مین داخل ہوا کشن رائے نے بہوج راے مل کو اپنا سپہ سالار فوج مقرر کر کے بادشاہ کے مقابلہ کے لیے بہیجا - ۴ ذیقعدہ کو صبح سے سہ پہر تک گھمسان کی لڑائی ہوئی - آخر بہوج راے جس نے بادشاہ کو زندہ گرفتار کر لینے کا بیڑا اُٹہایا تہا گہایل ہو کر بہاگ گیا - ہندؤن کو شکست ملی - مسلمانون نے قتل و خونریزی تین مہینون تک مسلسل ایسی مچا رکہی کہ عورتون اور شیر خوار بچون کو بہی نہ چہوڑا - آخر کشن راؤ بہاگ کر خاص وجیانگر مین آگیا - اس شہر کے تین طرف شاہ فصیل تہی جس مین بڑے بڑے ڈال کے لوہا لاٹ پتہر رچے ہوئے تہے اور چوتہی طرف دریاے تنگبہدرا ٹہاٹہ مار رہا ہے - اور یہ شہر دایرہ نما واقع تہا - جس کے اطراف سات فصیلچیان تہین - ایسے شہر کا فتح کرنا آسان کام نہین تہا - بادشاہ نے ایک مہینہ تک اس کا محاصرہ کیا اور اس مین داخل ہونے کی بہت ساری کوشش کی مگر ناکامیاب رہا - بالاخر خود کو بیمار ظاہر کر کے لشکر کو واپسی کا حکم دیا - جب لشکر سلطانی واپس ہونے لگا تو کشن راؤ نے موقع پا کر اپنے دشمن کا تعاقب کیا - اور چونکہ آئے دن بادشاہ کی صحت ابتر ہونے کی خبر مشہور ہونے لگی تو بڑے اطمینان سے کشن راؤ اور اسکے ارکان دولت راتون مین شب بہر شراب پیتے اور ناچ دیکہا کرتے تہے سلطان نے موقع پا کر شبخون مارا - ہندو لوگ غافل تہے تقریبًا دس ہزار ہنود کہیت رہے - کشن راؤ وجیانگر بہاگ گیا - مسلمانون نے تیس چالیس کوس تک ہندؤن کی بستیون کو ویران اور بے چراغ کر دیا - جب وجیانگر کے سر برآوردہ لوگون نے یہ نوبت دیکہی تو کشن راے

کو مصالحت پر آمادہ کیا اور اُس نے محمد شاہ کو صلح کا پیغام دیا - بادشاہ نے کشن رائے سے قوالون کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا جسکو اُس نے قبول کیا اور صلح کرلی - صلح کے بعد محمد شاہ بہمنی گلبرگہ واپس ہوا -

جب وجیانگر مین خود کو سلطان نے بیمار ظاہر کیا تہا تو اس کے مرنے کی بہی افواہ اڑکر جا بجا فتنہ فساد کہڑے ہوگیے تہے - بہرام خان مازندرانی جسکو سلطان علاءالدین بہمنی نے بیٹا بنایا تہا کونبہ دیو مرہٹہ سردار کے اُبہارنے سے دولت آباد پر قابض ہوکر خود سر ہوگیا اور بادشاہ سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوا - بادشاہ اس کی سزا دہی کے لیے روانہ ہوکر جب قصبہ پٹن کے قریب پہنچا تو بغیر جنگ کیے کونبہ دیو و بہرام خان دونون قلعہ بند ہوگیے اور رات کو تغیر لباس کرکے حضرت شیخ زین الدین رح کے پاس آئے - آپ نے ان کو زن و فرزند سمیت گجرات چلے جانے کی راے دی - چنانچہ اونہون نے اسیطرح کیا - جب بادشاہ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انکا تعاقب کیا مگر وہ نکل گیے - پہر بادشاہ دولت آباد مین آیا - اس اثنا مین دکن کے کل مشائخین نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تہی - مگر حضرت شیخ زین الدین قدس سرہ نے اس سبب سے کہ سلطان شراب خوار تہا بیعت نہین کی اور بادشاہ کے کہلا بہیجنے پر بہی اُنہون نے صاف انکار کردیا - محمد شاہ نے خفا ہوکر شیخ کو شہر بدر کیا مگر بعد چندے شیخ کے ساتہہ اسطرح کا سلوک کرنے سے بہت نادم ہوا اور ایک معذرت کی تحریر بہیجی جس مین یہ فقرہ بہی لکہا ہوا تہا ”من زآن تو ام تو زآن من باشی“ شیخ نے لکہا کہ اگر تو سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کا تابع رہے اور ممالک محروسہ کے شراب خانے اُٹہا دے اور خود مے نوشی ترک کرے اور آبائی طریقہ پر چلے تو زین الدین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دلی دوست نہوگا - جب یہ تحریر بادشاہ نے دیکہی کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

سلطان کو غازی لکہا ہے تو بہت خوش ہوا اور اپنے لقب مین لفظ غازی کو زیادہ کیا اور جب دولت آباد سے گلبرگہ آیا تو شریعت کی ترویج مین بڑی کوشش کی - ملک مین شراب فروشی کی دوکانین بند کرادین - اور بادشاہ اور شیخ مین خط وکتابت پہر جاری ہوگئی - اس کے بعد اس نے نہایت عیش وکامرانی کے ساتہہ اپنی زندگی بسر کی رایان دبیانگر وتلنگ اور سب زمینداران دکن سلطان محمد شاہ کی اطاعت مین ثابت قدم رہے - ۷۷۶ھ ہجری مین سترہ سال نوماہ پانچ یوم سلطنت کرنے کے بعد اُس نے نقد حیات خازن ممات کے حوالہ کیا ؎

جہان اے برادر نماند بکس	دل اندر جہان آفرین بند وبس

یہ بادشاہ عقیل وشجیع وفیاض والوالعزم تہا - رعایا اور سپاہ کے ساتہہ بہت ہی خلق ومروت سے پیش آتا تہا - مگر جہان یہ سب کچہہ تہا دشمنون اور موذیون پر سخت گیری کچھ کم نہ تہا - اس کے عہد حکومت مین کم وبیش پانچ لاکہہ ہندو قتل ہوئے اور ملک کرناٹک نہایت ویران ہوگیا - اس نے ملک کی طرفدارون وغیرہ حکام کو احکام بہیجے تہے کہ جو کوئی ٹہگ یا ڈاکو ہو اس کا سر کاٹ کر گلبرگہ بہیجدو - کہتے ہین کہ سات مہینے کے عرصہ مین گلبرگہ مین آٹہہ ہزار سرون کا انبار لگا - اس کے زمانہ مین اسقدر خزانہ تہا کہ اور بادشاہون کے پاس کبہی اسکا آدہا بہی نہ تہا -

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

اپنے باپ کے انتقال کے بعد سلطان مجاہد شاہ سریر آرا ہوا - یہ بادشاہ قوی ہیکل - تنومند اور شجاعت مین بے نظیر تہا - اسکو شاہ ملوند بہمنی بہی کہتے ہین -

اس نے کشن رائے والی وجیانگر کو لکھا کہ دو آبہ کرشنا و تنگبھدرا کے ممالک مین سے
بعض تمھارے اور بعض ہمارے علاقہ مین رہنے کی وجہ فیمابین اکثر تنازعات سرحدی
برپا ہوتے رہتے ہین - اسواسطے دریاے تنگبھدرا کو تم اپنی حد مقرر کرو اور دریاے
کرشنا کے شرقاً و غرباً جسقدر ملک واقع ہے وہ ہمارے قبضہ و تصرف مین دیدو -
اس نے جواب دیا کہ قلعہ رائچور و مدگل وغیرہ مقامات سلطنت وجیانگر کے قبضہ مین
رہ چکے ہین - لہذا دریاے کرشنا تک کا ملک ہمارے حوالہ کر دیا جاے ورنہ طرفین
مین ضرور آن بن اور چھیڑ چھاڑ رہیگی - سلطان مجاہد شاہ نے جب ایسا ترکی بہ ترکی جواب
پایا تو لشکر اور بہت سا خزانہ ساتھہ لیکر دریاے تنگبھدرا پار ہوا اور صفدر خان سیستانی
کو سپاہ برار کے ساتھہ محاصرہ قلعہ ادہونی پر مامور کر کے آپ اپنے لشکر کے ہمراہ یہ خبر سنکر
کہ کشن رائے گنگاوتی مین تنگبھدرا کے کنارے مقیم ہے اسی طرف متوجہ ہوا - کشن رائے
اور اس کی فوج پر بادشاہ کا رعب ایسا غالب آیا کہ کشن راے وجیانگر مین اپنا نایب مقرر
کر کے اپنی فوج کے ساتھہ صحرا الصحرا گھومنے لگا تا کہ بادشاہی افواج کو اسطرح پریشان کر کے
ہلاک کرے - بادشاہ نے اسکا پانچ چھہ مہینے تک تعاقب کیا مگر کشن راے نے
اس عرصہ مدت مین کبھی اس سے مقابلہ نہین کیا - آخر بادشاہ کے اعیان و ارکان
دولت نے بادشاہ سے عرض کی کہ اس تعاقب مین کوئی فائدہ نہین ہے - مگر اس نے
ایک نہ سنی - کشن رائے کا پیچھا نہ چھوڑا - یہانتک کہ کشن راے اور اس کے عزیزون
کو جنگل کا پانی اور ہوا ناموافق ہوئی - وہ سب بیمار ہو گیے - اس لیے ناگزیر وجیانگر آیا
وجیانگر مین داخل ہونے کی دو راہین تھین - ایک وسیع اور دوسری تنگ - وسیع رستہ
پر کشن رائے نے ایسا انتظام کر رکہا تہا کہ اس رستہ سے بادشاہ کا گذرنا محال ہو گیا اسلیے
وہ تنگ رستہ سے شہر مین گھس گیا اور اپنی پشت پر اپنے چچا داود کو چھہ ہزار سوارون

کے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ کشن رائے نے بادشاہ کو روکنے کے لیے فوج کثیر مقابلہ مین لایا اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی جسمین ہندؤون کو شکست ملی تھی کہ اسی اثنا مین کشن رائے کا بھائی بہت سی فوج لیکر ہندؤون کی مدد کے لیے آپہنچا۔ اور پھر ہندؤون اور مسلمانون مین ایسی سیل خون جنگ واقع ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی۔ جب یہ خبر داؤدخان کو پہنچی کہ ہر وقت ہندؤن کو مدد پہنچتی رہتی ہے تو وہ ناعاقبت اندیشی سے بادشاہ کے لشکر مین شریک ہو کر لڑنے لگا۔ مجاہد شاہ نے داؤدخان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ دہنے کو خالی چھوڑ دیا۔ اگر وہ کفار کے ہاتھ آجاے تو کوئی مسلمان جانبر نہین ہو سکتا۔ غرض خود دہنے کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو کفار اسپر قبضہ کر چکے تھے پھر ایک اور مہیب لڑائی کے بعد انکو وہان سے پسپا کیا اور مسلمانون کو دشمنون کے نرغہ سے باہر نکالا۔ اور بدین خیال کہ یہ شہر آسانی سے فتح نہوگا اس شہر سے کوچ کیا اور قلعہ ادھونی پر جسکا محاصرہ اس کی افواج نے کر رکھا تھا خود بھی جا کر دو مہینے تک ڈٹا رہا مگر یہ محاصرہ گرمیون کا موسم ہونے کی وجہ سے کیا گیا تھا اور امید تھی کہ اہل قلعہ پانی کو ترس کر مسلمانون کو قلعہ حوالہ کر دینگے۔ مگر بارش ہوگئی۔ اس لیے امید بر نہ آئی۔ بادشاہ کے لشکر مین ایک بیماری پھوٹی۔ لہذا امرا و ارکین سلطنت کے سمجھانے سے بادشاہ نے مراجعت کی۔ کہتے ہین کہ داؤدخان جس کو بادشاہ نے گالی دی تھی اوس سے رنجیدہ خاطر تھا۔ موقع پا کر ۱۷ ذالحجہ ۷۹۹ھ ہجری مین مجاہد شاہ کو اس نے قتل کر ڈالا۔ لیکن اس کے قتل کے واقعات مین اختلاف ہے۔ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ مبارک ایک شخص تھا جس نے بچپن مین بادشاہ کے باپ سے اسکی خطا ظاہر کی تھی اور اسے پٹوایا تھا۔ اسی وجہ سے ہمیشہ اوسے یہ خوف لگا رہتا تھا کہ کہین بادشاہ اس سے وہ انتقام نہ لے۔ اس لیے داؤدخان سے ملکر اس نے بادشاہ کا کام تمام کیا۔

بعض یہ لکھتے ہین کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ کام کیا اور یہ بہی مروی ہے کہ مبارک پہلوان تہا جسکو ۱۴ سال کی عمر مین بادشاہ نے کشتی مین اسکو پچہاڑ کر مارڈالا تہا۔ اس کے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام لیا۔ مگر تذکرۃ الملوک و سیر مخدومی مین لکہا ہی کہ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاہد شاہ کو سوء عقیدت تہا۔ اسی وجہہ سے اِن بزرگ کے معتقد امرا نے جنہین عہدون سے بہی معزول کیا گیا تہا اپنے حبشی غلامون سے بادشاہ کا کام تمام کرادیا۔ واللہ اعلم بالصواب مجاہد شاہ کے کوئی اولاد نہتی۔ داؤد خان کی بادشاہی تسلیم کرلی گئی۔ اس نے مجاہد شاہ کے جنازہ کو گلبرگہ کے گنبد مین دفن کرایا۔

داؤد بادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوے بہمنی

جس وقت مجاہد شاہ مارا گیا تو ملک مین فتنہ و فساد کہڑا ہوگیا۔ بعض لوگ چاہتے تے کہ سلطان علاء الدین حسن گانگوی کا چہوٹا بیٹا محمود بادشاہ ہو۔ بعض یہ چاہتے تے کہ داؤد شاہ کو بادشاہ بنائین۔ آخر کار امرا و ارکین دولت نے داؤد شاہ بہمنی کو تخت سلطنت پر متمکن کیا لیکن وہ زیادہ مدت تک سلطنت نہین کرسکا۔ کیونکہ روح پرور مجاہد شاہ کی بہن نے اپنے بہائی کا انتقام لینے کے لیے بالا نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا مقرب تہا ترغیب دی۔ اور بتاریخ یکم محرم الحرام ۷۸۰ہجری داؤد شاہ کو جامع مسجد مین سجدہ کے اندر اس کے ہاتھہ سے قتل کرادیا۔ داؤد شاہ نے صرف ایک ماہ پانچ یوم حکومت کی۔

سلطان محمود بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

داؤد شاہ بہمنی کے مقتول ہونے کے بعد سب اکابر و عماید سلطنت نے اس کے چھوٹے بہائی سلطان محمود شاہ بہمنی کو مالک افسر و اورنگ کیا اور اوس کے نام کا خطبہ پڑہا گیا - یہ بادشاہ نہایت سلیم الطبع - خوش خلق و عادل اور شرع شریعت کا بڑا پابند تہا - سواے ایک بیوی کے دوسری بیوی بہی نہ کی - خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کو شیراز سے اُس نے بلایا تہا - کشتی محمودی دکن سے انکو لانے کے لیے بہیجی گئی تہی - مگر جب وہ کشتی پر سوار ہونے لگے تو باد مخالف اُٹہی - لہذا وہ وہین ٹہیر گیے - اور ایک اپنی طبعزاد غزل جسکا پہلا شعر یہ تہا ؎

دمی باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

لکہکر بادشاہ کے ملاحظہ مین روانہ کی - سلطان نے جب یہ غزل سنی تو ایک ہزار طلائی سکے رایج الوقت حضرت خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بہیجدے - اسکے عہد مین جنگ و جدال بہت کم ہوئے - بڑی دادو دہش کے ساتہہ بعیش و کامرانی سلطنت کی - سپاہ و رعیت اس سے بہت خوش تہی - ۱۹ سال ۹ ماہ اور ۲ روز حکومت کرنے کے بعد تپ محرقہ سے بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۷۹۹ھ اس نے اس مرحلۂ بے ثبات سے دار القرار کی طرف رحلت کی -

سلطان غیاث الدین بہمنی

سلطان محمود کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین تخت نشین ہوا یہ نوجوان تہا - اسکا

ایک ترکی غلام تغلچین نام چاہتا تھا کہ خود کو منصب وکالت ملے۔جب بادشاہ نے ایک غلام کو خلق اللہ پر جن مین سید بھی ہوتے ہین حاکم بنانا پسند نہین کیا۔اور اسکی درخواست نامنظور کی تو اس نے ایک دن بادشاہ کو عیاری سے دعوت مین بلا کر اور تنہائی مین لیجا کر اُسکی آنکھین نکالدین اور اوس کے چوبیس مقربون کو قتل کر کے اس کے چھوٹے بھائی شمس الدین کو بادشاہ بنایا اور اس اندھے بادشاہ کو قلعہ ساغر (سگر) مین بھیجدیا۔ غیاث الدین نے صرف ایک ماہ بیس روز سلطنت کی تھی کہ ۱۷ رمضان ۷۹۹ھ مین یہ واقعہ ہوا۔

سلطان شمس الدین بہمنی

سلطان غیاث الدین کے مقید ہونے کے بعد اسکا چھوٹا بھائی شمس الدین تخت شاہی پر براجا۔تغلچین مذکور کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی۔فیروز خان اور احمد خان یہ دونون حقیقی بھائی سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹے تھے۔باپ کے قتل کے وقت وہ صغیر سن تھے اُن کے چچا سلطان محمود بہمنی نے انکی تربیت کی۔اور اپنی دو بیٹیان انہین بیاہ دین۔اور مرنے کے وقت انہین وصیت کی تھی کہ غیاث الدین جسکو اس نے اپنا ولی عہد کیا تھا اس کی اطاعت کرین۔جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین کو نابینا کیا تو یہ دونون بھائی اس کا بدلا لینے کے درپے ہوئے۔جب انکا یہ ارادہ تغلچین نے بھانپ لیا۔تو بادشاہ کی والدہ سے جو تغلچین کی بے حد مشکور اور مداح تھی سازش کر کے ان دونون بھائیون کے قتل پر بادشاہ کو آمادہ کرایا۔فیروز خان

اور احمد خان اطلاع پاکر ساغر (سگر) کی طرف بہاگ گیے - وہان کا حکمران جسکا نام سدو تہا انکی مدد کو مستعد ہو گیا - یہ دونون بہائی لشکر کے ساتہہ عازم گلبرگہ ہوے - بادشاہ کو تغلچین نے اکسا کر انکا مقابلہ کرایا - دونون بہائیون کو شکست ہوئی - آخر انہون نے اپنے کیے پر پشیمان ہو کر بادشاہ کی والدہ کی وساطت سے امان چاہی اور گلبرگہ مین رہنے کی درخواست کی - بادشاہ نے انکی تقصیر معاف کردی - یہ دونون بہائی گلبرگہ مین آگیے ایک روز کسی حکمت عملی سے فیروز خان نے محل کے اندر گہس کر سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابہ زنجیر کیا - اور باہر آکر باتفاق ارکان دولت فیروز خان تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا - سلطان شمس الدین کی آنکہین نکلوا کر اسکو قلعہ بیدر مین بہیجدیا اور تغلچین کو سلطان غیاث الدین کے حوالہ کیا جس نے کہتے ہین کہ گو وہ نابینا تہا مگر خود اپنے خنجر سے اوسے ہلاک کیا - سلطان فیروز سے اجازت لیکر شمس الدین مکہ معظمہ چلا گیا - اور مدینہ منورہ مین ۸۱۶ ہجری مین داعی اجل کو لبیک کہا - جب تک وہ زندہ رہا سلطان فیروز اس کے اخراجات کے لیے تحائف و زر نقد بہیجا کرتا تہا سلطان شمس الدین نے کل ستاون روز سلطنت کی تہی -

سلطنت فیروز شاہ بہمنی

سلطان فیروز نہایت شرع پرست اور کریم النفس تہا - صوم و صلوۃ کا پابند اور روزانہ قرآن شریف کا پاؤ پارہ نقل کرکے وجہہ معاش پیدا کرتا تہا - عدل و انصاف مین بہی اس نے نام پایا - اگرچہ کہ وہ رقص و سرود کا دلدادہ اور شراب خوار و عیاش بہی تہا مگر ان افعال سے وہ خود نادم بہی رہتا تہا - حسین عورتون کی اُسے بہت چاہ تہی

ایک شہر فیروز آباد اپنے نام پر دریاے بہیما کے کنارے آباد کیا اور اسمین محلات وعمارات شاہی تعمیر کر کے ہر ایک حرم کو ایک ایک محل عطا کیا۔حرم سراے سلطانی مین عربی۔ ترکی۔ روسی۔ گرجی۔ افغانی۔ راجپوتن۔ گجراتی۔بنگالی۔تلنگن۔مرہٹوار۔کرناٹکی بیشتر اقوام اور اکثر مقامات کی پری پیکر عورتین موجود تہین۔ یہ بادشاہ ہر ایک کی زبان سے واقف تہا۔ ہر روز ایک محل مین رہتا۔ اور وہان کی خواص سے اسکی زبان مین بات چیت کرتا۔ وہ بڑا عالم وفاضل بہی تہا۔ ارباب علم واہل ہنر کو دور دور دراز ممالک سے طلب کر کے اپنے ملک مین انہین بساتا اور توقع سے زیادہ انکی قدر اور ادن سے سلوک کرتا تہا جب فیروز شاہ نے خطبہ وسکہ اپنے نام سے جاری کیا تو اپنے بہائی احمد خان کو خانخانان کا خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا۔

سنہ ۸۰۱ھ مین راے ویجانگر دیو راے مدگل ورائچور کے قلعے مسلمانون سے چہین لینے کے قصد سے بلاد بہمنیہ کی طرف روانہ ہوا اور دوسری طرف دیو راے کے اشارے سے نرسنگ راے نے ملک برار پر یورش کر کے اسکو ویران کر دیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے دولت آباد اور برار کا تمام لشکر نرسنگ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور آپ دیو راے سے مقابلہ کرنے کے لیے کوچ کیا۔ دیو راے دریاے کرشنا کے اس طرف خیمہ زن تہا۔ دریاے کرشنا طغیانی پر ہونے کی وجہ سے مسلمانون کو عبور ومرور دشوار ہوا۔ بادشاہ کو کوئی تدبیر مناسب نہین سوجہی۔ قاضی سراج نے جو نامور امیر تہا کہا کہ حضور بالفعل ٹہیر جائین مین خود کسی تدبیر سے آج رات دریا کے اوس پار جا کر کسی صورت سے دیو راے یا اوس کے بیٹے کو خیمے مین گہس کر ہلاک کرتا ہون جب دشمن کے لشکر مین شور وغل مچے تو فوراً افواج شاہی دریا جو اُسوقت تک گذرنے کے قابل ہو جائیگا۔عبور کر کے اُسکو ہندؤون کے قبضہ سے نکال لین اور خوب انہین

تباہ و تاراج کردین- چنانچہ قاضی سراج نے ایسا ہی کیا کہ چند جری سپاہی ساتھہ لیکر فقیرون کے بھیس مین دریا پار ہوا اور دیو راے کے لشکر کے ایک شراب خانہ مین پہنچکر وہان ایک کسبی سے لگاوٹ کر لی- جب وہ وہان سے جانے لگی تو قاضی بھی نے اپنی بے قراری ظاہر کی اور اُس سے پوچھا کہ تو کہان چلی؟ مین تجھہ بن کیسے کل پاؤنگا؟ اُس نے کہا کہ آج راج کنور نے بڑا جشن کیا ہے اور میرے مجرے کا حکم دیا ہے- وہان مجھے جانا ہے- قاضی نے اسکی مفارقت سے بیتابی ظاہر کر کے اس کے ہمراہ چلنے پر اصرار کیا- چونکہ شرابخانہ مین پہنچکر قاضی اور اس کے ساتھی کچھہ گاسے بجائے بھی تھے- رنڈی نے دیکھا تھا کہ قاضی کو ناچنا اچھا آتا ہے اس لیے وہ قاضی کو ساتھہ لے چلنے پر راضی ہوئی- جب قاضی اس طوائف کے ہمراہ زنانہ لباس مین داخل مجلس ہوا تو ایک نقال عورت کے ساتھہ دونون ہاتھہ مین کٹارین لیکر بازی کرتا ہوا اور مثل مسخرے کے سبکو ہنساتا ہوا راج کنور کے قریب پہنچا اور پہنچتے ہی ان کٹارون سے اسکو ڈھیر کر دیا- اس کے پانچ چھہ ساتھی جو باہر کھڑے تھے وہ بھی گھس پڑے- ہندو شراب کے نشہ مین چور تھے اس لیے انکو بھی زخمی کرتے ہوئے خیمہ کے باہر خیمہ پھاڑ کر یہ لوگ نکل آئے- لشکر مین چلّی پکار مچی- مسلمانون نے جب یہ سن پایا تو فوراً دریا عبور کر کے کشت و خون کا بازار گرم کیا- دیو راے اپنے بیٹے کے مارے جانے اور لشکر کے متفرق ہونے سے نہایت پریشان ہوا- اور اپنے بیٹے کا لاشہ اٹھا کر سویرے بھاگ نکلا- لشکر اسلام نے ہندوؤن کا تعاقب کیا- کشتون کے پشتے لگ گیے- دیو راے قلعہ بند ہو گیا- اور بادشاہ نے جنوبی حصہ اس کے ملک کا تاراج کرنے کے لیے ایک حصہ فوج کا روانہ کر دیا- جو بڑی کامیابی کے بعد واپس ہوا- اس محاربہ مین دو ہزار سے زیادہ لڑکیان برہمنون کی اسیر سلطانی

ہوچکی تہین - برہمنون نے اتفاق کرکے دیوراے سے عرض کی کہ جسقدر نقد وجنس کی ضرورت ہوا سکے دینے مین دریغ اور تامل نکیا جاوے اور مسلمانون سے صلح کرلیجاوے - چنانچہ دیوراے نے زرفدیہ دس لاکہہ ہن خزانہ عامرہ سلطانی مین داخل کیا اور جب کہین وہ قیدی رہا کردیے گئے - اس کے بعد سلطان نے جانب گلبرگہ مراجعت کی - اور نرسنگ کی گوشمالی کے قصد سے سنہ ۸۰۰ ہجری مین روانہ ہوا - ایک قیامت خیز جنگ ہوئی جسمین پہلے تو مسلمانون کا لشکر پریشان ہوا مگر بعد مین کامل فتح حاصل ہوئی - نرسنگہ نے بالآخر صلح کی درخواست کی اور امان چاہی - سلطان نے اسکی بیٹی سے عقد کیا اور تحائف لیکر گلبرگہ واپس ہوا -

سنہ ۸۰۱ ہجری مین سنا گیا کہ امیر تیمور کا ارادہ ہے کہ دہلی کا تخت اپنی اولاد مین سے کسیکو دیکر چلا جاوے - فیروزشاہ نے یہ خبر سنکر نذر و تحائف اپنے ایلچیون کے ہاتہہ امیر تیمور کی خدمت مین بہیجے - امیر بہت خوش ہوا اور ایک فرمان لکہہ بہیجا کہ "ہمنے دکن و گجرات و مالوہ کا ملک شمول قلمرو سے بہمنیہ کردیا" یہ کیفیت سنکر اور فیروزشاہ کی چالاکی سے اندیشہ کرکے والیان گجرات و مالوہ و خاندیس ظاہر مین تو فیروزشاہ کے دوست بنگئے مگر درپردہ دیوراے راجہ وجیانگر کو ہموار کرکے اس کو جنگ کرنے کی ترغیب دی اور خود اسکو مدد دینے کا وعدہ کیا - اسپر سے راے وجیانگر نے فیروزشاہ کے احکام کی تعمیل نہین کرنی شروع کی - اور تین چار سال کا خراج بہی نہین ادا کیا - فیروزشاہ موقع کا منتظر تہا - اسکو ایک موقع اسطرح ہاتہہ آیا کہ مدگل مین ایک مفلس سنار کے گہر ایک لڑکی مسماۃ پرتہال نہایت حسین تہی - اور اسکو کسی برہمن نے عمدہ تعلیم دی تہی - یہ برہمن وجیانگر کا رہنے والا تہا - جب یہ وجیانگر پہنچا تو راے وجیانگر سے اس کے حسن و ادا کی ایسی تعریف کی کہ دیوراے نے ایک

برہمن اوس کے لانے کے لیے مدگل بہیجا۔ لڑکی نے وہان جانے سے انکار کیا۔ اسپر رام دیو نے اپنی فوج کا ایک دستہ اسکی گرفتاری کے لیے روانہ کیا۔ پرتہال یہ خبر سنکر فوج کے داخل مدخل ہونیسے ایک روز پہلے ہی کہین بہاگ گئی۔ فوج کے ہاتہہ نہ آئی رام دیو کی اس فوج نے سلطان فیروز کے علاقجات پر دست درازی شروع کی۔ مگر اس علاقہ کے ضابطہ نے انکی قرار واقعی گوشمالی کی تاہم جب یہ خبر سلطان فیروز کو معلوم ہوئی تو فوج ظفر موج کے ساتہہ وجیانگر پر حملہ کیا۔ مسلمانون اور ہندوؤن کے درمیان کل آٹہہ لڑائیان ہوئین جن مین فیروز ہی کو فتح وفیروزی رہی۔ وجیانگر کے ممالک محروسہ کا بہت سا حصہ کانا سونا کر دیا۔ دیو راے کو گجرات وغیرہ سے مدد پہنچنے کی اُمید تہی مگر اس کی درخواست کے بعد بہی نہ پہنچی تو ناچار صلح پر جبکا صلح بڑی سخت شرائط پر ٹہیری۔ یعنی یہ کہ "علاوہ زر وجواہر ہاتہی غلام وغیرہ کے دیو راے اپنی بیٹی سلطان کو بیاہے" چونکہ آجتک راجان کرناٹک نے کبہی اپنی لڑکی مسلمانون کو نہین بیاہی تہی انکو یہ شرط نہایت شاق گذری مگر بامر مجبوری بیاہ دیا اور جہیز مین حسب شرائط قلعہ بنکاپور بہی دیدیا۔ لیکن اسقدر قرابت قریبہ ہونے کے بعد بہی اِن دونون مین صفائی نہین ہوئی۔ وہی خون خرابی ہوتی رہی بالآخر فیروز شاہ اس مہم سے فارغ ہوکر مدگل آیا اور پرتہال کو اس کے مان باپ کے ساتہہ طلب کیا۔ لڑکی کو جملہ خوبیون سے آراستہ دیکہکر خود چونکہ کثیر الازواج ومسن تہا اس لیے پرتہال کی جوانی کی قدر کرکے اسکی شادی اپنے نوجوان فرزند حسن خان سے کرادی۔ اور پرتہال کے والدین کو بہت سا روپیہ جاگیر وغیرہ عطا کرکے فیروزآباد کو روانہ ہوا۔

فیروزآباد پہنچنے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ دہلی کی جانب سے ایک سید عالی مقام حضرت سید محمد گیسو دراز نام (قدس سرہ) اسکے حدود ملک مین وارد ہوئے ہین

بڑے اشتیاق سے اُن حضرت کو طلب کرکے گلبرگہ مین سکونت گزین کیا۔ ایک عرصہ تک حضرت سے حسن عقیدت اور جوش ارادت رکہتا رہا مگر جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے باب مین مفصل مذکور ہے۔ فیروز کے بیٹے حسن شاہ کی ولی عہدی پر سے حضرت اور سلطان فیروز مین روز بروز جیسے جیسے ازدیاد رنج ہوتا گیا۔ اوسیقدر سلطان کے بہائی احمد خان نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے گوشہ خاطر مین جگہ پائی۔ اس اثنا مین فیروز شاہ نے تلنگڈہ کا محاصرہ کیا مگر اسکی فوج مین ہیضہ پہوٹنے سے ہندوؤن کی بن آئی۔ دیورائے نے اطراف سے بہت سی فوج جمع کرکے دہاوا کیا۔ ہندوؤن اور مسلمانون مین ایک بہت بڑی جنگ ہوئی جسمین ہندوؤن کی جے رہی اور مسلمانون کا قتل عام ہوا مسجدین ڈہادین ہر طرح کے ستم توڑے۔ احمد خان نے عاجز آکر گجرات سے مدد طلب کی مگر کوئی مدد نہین پہنچی۔ آخر چہکے چہوٹ گئے۔ نوکرم بہاگنے کی نوبت آگئی تہی مگر احمد شاہ خانخانان نے اس موقع پر خزانون کے مُنہ کو کہولدیئے اور لشکر جمع کرکے دیورائے کو حدود مملکت بہمنیہ سے باہر کردیا۔ اور داد مردانگی دی۔ لوگون پر اسکی شجاعت کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اور فیروز شاہ کے مصاحبون نے بادشاہ کو بہکایا اور بہائی سے بدظن کردیا۔ بادشاہ نے اسکو اندہا کردینے کا ارادہ کیا۔ احمد خان مع اپنے بیٹے کے بموجب ارشاد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ وہان سے فرار ہوا۔ اور فوج جمع کرکے بادشاہ کے لشکر سے جو اس کے تعاقب مین تہا مقابلہ کرکے شکست دی۔ بادشاہ خود بہی لڑانے کے لیئے آیا مگر پسپا ہوکر آخر کار بیمار اور قلعہ بند ہوگیا۔ اس اثنا مین چونکہ فیروز شاہ نے اپنے امرائے دولت و دست راست اشخاص کو احمد شاہ سے درپردہ گرویدہ و موافق دیکہا تو اُس نے سوچا کہ سپاہ و رعیت اور امرا و وزرا کی موافقت کے بغیر بادشاہی مین کیا لطف ہے پس سلطان فیروز نے اپنے ولی عہد

بیٹے حسن خان کو طلب کرکے اور قلعہ کا دروازہ کہولدینے کا حکم فرماکر احمد خان کو یہان تک کہ اپنے بستر کے قریب بلایا اور فرمایا کہ الحمد للہ مین نے تمکو اپنی زندگی مین بادشاہ دیکھا تو ہی سلطنت کے قابل ہے۔ صرف محبت پدری سے مین اپنے فرزند کو بادشاہ بنانا چاہتا تہا۔ اب مین تجھے خدا کو اور حسن کو تجھے سپرد کرتا ہون۔ اب تو جا اور مہام سلطنت مین مشغول ہو۔ پس مشیت ایزدی اور حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی متواتر بشارتِ صادقہ کے موافق محمد خان خانخانان ۵ شوال المکرم ۸۲۵ھ مین تخت فیروزہ پر بیٹھا۔ اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی کیا۔ خطبہ و سکہ دکن مین اب اسکے نام کا جاری ہوا۔ دس روز کے سلطان فیروز اس سلاطین خانہ ما وطین سے راہی فردوس برین ہوا۔ اور گنبد کلان ہفت گنبد سلاطین بہمنیہ مین دفن ہوا۔ (دیکھو نقشہ نمبر ۶)

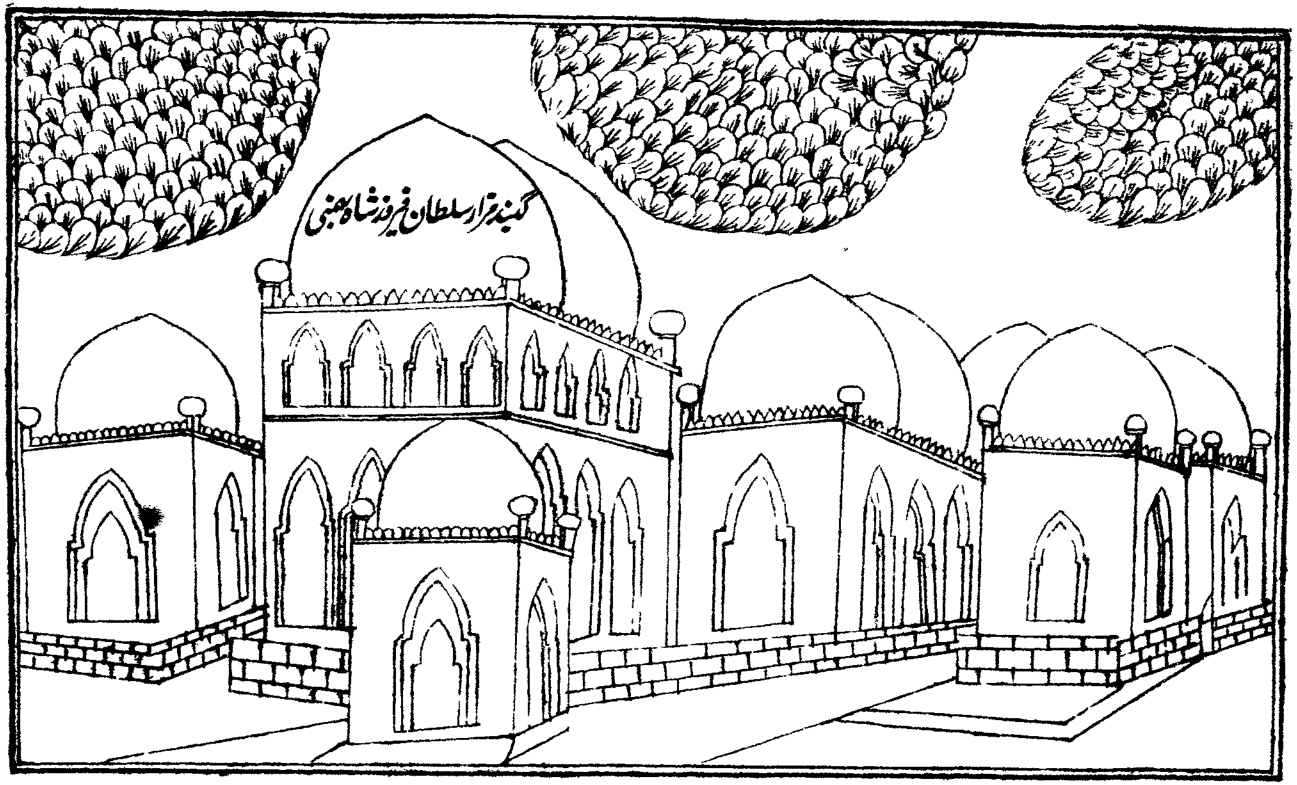
مثنوی

نہ فیروز ماند و فیروز یش	اجل کرد و خاک بہ روز یش
خنک در لحد خفت با بخت خود	نہ آماجگہ بر و نے تخت خود
ہمینست نقش و طراز جہان	یقین ست کل من علیہا فان

سلطنت احمد شاہ بہمنی

سلطان احمد نے صاحب اریکہ وارک ہو کر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب دیا۔ حسن خان کو فیروز آباد مین رکہا۔ وہ بڑا عیاش چالاک تہا۔ اُس نے وہین رہکر ایام زندگی عیش و عشرت مین گذار دیے۔

نمبر (۶) نقشہ ہفت گنبد مزارات سلاطین بہمنیہ واقع گلبرگہ



احمد شاہ بغور تخت نشینی دیورا ے سے مسلمانون کے کشت وخون کا بدلا لینے
کے لیے ایک بھاری لشکر فراہم کرکے کرناٹک کی طرف روانہ ہوا - اور ملک وجیانگر مین
گھس پڑا - اور نہایت بے رحمی سے قتل وخونریزی شروع کردی - یہان تک کہ جب بیس ہزار
ہندو قتل ہوجاتے تو تین روز مقام کرکے جشن کرتا اور وہان سے آگے کو روانہ ہوتا - ایک
دن بہت کم سوارون کے ساتھہ شکار کو نکلا تھا - ہندوؤن نے جو موقع تک رہے تھے
اُس کا پیچھا کیا اور چارون طرف سے ٹوٹ پڑے - اس کے بہت سے ساتھی کام آئے
مگر اس اثنا مین اسکو کمک آپہونچی اور وہ بال بال بچا - پھر تو احمد شاہ نے وجیانگر کی تسخیر کا
مصمم ارادہ کیا - محصورین بلبلا اُٹھے - دیورائے کو یہی مصلحت سوجھی کہ اُس نے
فوراً چند سالہ خراج ہاتھیون پر لاد کر بھیجدیا اور بہت ہی عجز وانکسار کے ساتھہ صلح کی درخواست
کی - دونون مین صلح ہوگئی - اور احمد شاہ گلبرگہ واپس آیا - واپسی کے بعد تلنگانہ پر
ترکتازی کی - راے ورنگل نے بافوج کثیر اسکا مقابلہ کیا - آخر مارا گیا - سلطان نے ورنگل
مین داخل ہوکر خزائن ودفاین پر قبضہ کرلیا - اور جب ہر طرح سے ملک تلنگ پورا پورا
مسلمانون کے تصرف واقتدار مین آگیا اُسوقت احمد شاہ گلبرگہ واپس ہوا -

احمد شاہ کے عہد سلطنت تک تاجداران بہمنیہ کا پایۂ تخت بلکہ انکی رہایش
گاہ بھی شہر حسن آباد گلبرگہ رہا - کتاب تذکرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ ایک روز احمد شاہ
بتقریب شکار سواد بیدر مین داخل ہوا - یہان کی ہوا اُسے اچھی معلوم ہوئی اور ہر فضا
مقام ہونے سے بہت خوش ہوا - شکار کے لیے کتے کو خرگوش پر چھوڑا - خرگوش
گھبرا کر کتے پر جھپٹا اور سے ڈالا - بادشاہ نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ اس سرزمین کی آب وہوا
مین شجاعت وشہامت کا اثر معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش کتے پر غالب آیا - اس مقام کو
ضرور پایۂ تخت بنانا چاہیے - یہان جو لوگ پیدا ہونگے وہ ضرور شجاع وباہمت

ہونگے - پس بنیک ساعت دیکھکر شہر کی بنا ڈالی - اور اسکو آباد کرکے احمد آباد بیدر نام رکھا - (جو اب محمد آباد بیدر کہلاتا ہے -) اور ایک قلعہ تعمیر کرایا اور اپنی بقیہ عمر عیش و آرام سے وہین گذاری - اس نے کل بارہ سال ۹ ماہ چوبیس یوم سلطنت کی اور ۸۳۸ھ مین اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوا - احمد شاہ کو لوگ ولی ٹھیراتے تھے کیونکہ ایک سال جبکہ سلطان مہم وجیانگر سے فارغ ہوکر گلبرگہ واپس ہوا تھا - بہت بڑا قحط پڑا - لوگون کی درخواست پر بادشاہ استسقا کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے مینہ برسا لوگون نے اسکی یہ کرامت تصور کی -

سلطان علاء الدین ثانی بن سلطان احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ کے بعد سلطان علاء الدین ثانی بہمنی احمد آباد بیدر کے تخت پر متمکن ہوا - رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج ادا نہین کیا تھا اس لیے سلطان نے اپنے بھائی شہزادہ محمد کو فوج کے ہمراہ اسکی وصولی کے لیے بھیجا - محمد خان نے رائے وجیانگر سے خراج وصول کیا مگر بعض مشیرون کے اغوا سے خود آدھے ملک کو اپنے تصرف مین لانا چاہا اور فوج فراہم کرکے بادشاہ سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوا - سلطان علاء الدین نے خود اسکا مقابلہ کرکے اسکو شکست دی اور پھر اسکا قصور معاف کرکے اپنے پاس بلالیا - اور رائچور و مدگل اسکو دیدیے - اسی طور پر چند سے اور خانہ جنگیان رہین - ایسے مین دیورائے نے اپنی فوج کو کافی تقویت و ترقی دی اور اس دفعہ بیشتر مسلمان فوج مین بھرتی کیے - جب سب طرح کا اطمینان اُسے حاصل ہوا تو ۸۴۷ھ مین دیار بہمنیہ کی تسخیر کے لیے دریائے تنگبھدرا عبور کرکے قلعہ مدگل سر کرنے کے

بعد اطراف کا بہت سا ملک نیست نابود کر دیا۔ سلطان اپنا لشکر لیکر مقابلہ کے لیے آیا۔ مدگل کے قریب کئی مقابلہ ہوئے جن مین اوّل ہندوکن کو بعد مین مسلمانون کو کامیابی رہی۔ بالآخر اس طرح صلح ہوگئی کہ سلطان آئندہ کرناٹک پر فوج کشی نہ کرے اور دیورائے خراج برابر ادا کرتا رہے۔

سنہ ۸۵۰ھ مین ملک کوکن کی تسخیر کے لیے علاءالدین نے حسن بصری کو فوج دیکر روانہ کیا۔ اُس نے بہت سے راجاؤن کو زیر کیا مگر ایک راجہ حسن بصری کو فریب دیکر اس کے چند ہمراہیون کے ساتھہ اس کو جنگل مین لے گیا اور اُن سب کا کام تمام کیا۔

سلطان علاءالدین کے عہد سلطنت مین مشیر الملک سپہ سالار افواج دیسی کی حیل سازی سے ڈہائی ہزار پردیسی سپاہ سلطانی جن مین بارہ سو سادات اور اکثر شیعہ تھے بغاوت کی تہمت لگاکر قتل کیے گیے۔ مگر جب بادشاہ کو معلوم ہوگیا کہ مشیر الملک کا یہ محض تعصب و اتہام تہا تو اُس نے مشیر الملک اور اوس کے تمام سازشیون کو کو جو اس خون ناحق کے شریک اور موجب تھے۔ ایک ایک قرار واقعی سزائین دین اور انکی جیسی کہ چاہیے ویسی ہی ذلت و خواری کی۔

سنہ ۸۵۷ھ مین بادشاہ کی پنڈلی زخمی ہوگئی۔ اور ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز داد جہانبانی دیکر سنہ ۸۶۲ہجری مین اُسی زخم کے اسباب سے اس خراب آباد پُر رنج و محن کو چھوڑکر گور گزین ہوا۔ اس کے عہد مین ایک بڑا شفاخانہ بمقام بیدر تعمیر کرایا گیا تہا جس مین ہندو مسلمانون کو برابر دوائی ملتی تہی۔ جوا اور شراب فروشی اسکے زمانہ مین بالکل ممنوع و مسدود تہی۔

سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاءالدین ثانی بہمنی

سلطان علاءالدین نے امرا و وزرا کی توقع کے خلاف اپنے بیٹے ہمایون شاہ کو

اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا - اس لیے اراکین سلطنت نے علاء الدین کی وفات کو مخفی رکہکر اس کے چہوٹے بیٹے حسن شاہ کو تخت نشین کیا اور ہمایون شاہ کا گہر لوٹنے اور اسکو مارڈالنے کی فکر کی - ہمایون شاہ نے اس سے آگاہ ہو کر فوراً اپنے بہائی کو قید کیا - اور ان امرا کو قتل کر کے آپ تخت نشین ہو گیا -

جلال خان طرفدار تلنگڈہ کا بیٹا سکندر خان جو ایام شاہزادگی مین سلطان حال کا مصاحب تہا سپہ سالاری تلنگ کے نہ ملنے سے دلگیر ہو کر باپ کے پاس چلا گیا - اور باپ سے ملکر علم بغاوت بلند کیا - بادشاہ نے اسپر فوج کشی کی مگر نقصان اٹھایا - اسنے مین بادشاہ کو کمک پہونچی - سکندر خان مارا گیا - اور جلال خان قید کر دیا گیا - بادشاہ نے اس جہگڑے سے فارغ ہو کر قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور روانہ ہوا - رستہ مین سنا کہ شہزادہ حسن خان نے قید سے رہا ہو کر قصبہ بیڑ پر قبضہ کر لیا ہے - اس خبر کے سنتے ہی وہ اپنے دار الخلافہ کو لوٹا - اور آتے ہی ایک ہزار آدمیون کو جن کے تفویض شہر کی حفاظت سپرد تہی قتل کر ڈالا - کیونکہ انہون نے شہزادہ کو قید خانہ سے بہاگ جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنی مین بند کر کے ہر روز ایک ایک عضو اسکا کٹواتا اور اس کو کہلواتا تہا - اسطرح بیچارہ اسی قفس مین فوت ہوا - بہائی کی گرفتاری کے لیے بہی اس نے بہت سی فوج بہیجی مگر شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی - اس سے ہمایون شاہ اور بہی جہنجلایا مکرر ایک دستہ فوج کا اس کی طرف روانہ کیا - اس دفعہ حسن خان نے شکست پائی - اور وہ چند سوارون کے ساتھ خستہ و خوار حوالی بیجانگر مین پہونچا - یہان کے تہانہ دار خواجہ معظم خان نے اسکو مکر و فریب سے گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس بہیجدیا - ہمایون شاہ نے غضب ڈہایا - حسن خان کی شیر سے تکہ بوٹی کرا دی - اور پہر شہزادہ کے سات سو متعلقین کو انواع مظالم اور پوری سفاکی سے ایک ایک

کرکے مروا ڈالا - کہ کسیکو پہانسی دیگئی - کسیکی گردن اُڑا دیگئی - کوئی کہولتے پانی مین اُبلا - کوئی جلتے تیل مین جہونکا گیا - کسیکو مست ہاتی سے مسلوایا - کوئی شیر کی خوراک بنا - اور بادشاہ خود برآمدے سے دیکہا کیا -

سلطان ہمایون سہت بدگمان واقع ہوا تہا - اسلیئے وہ اسقدر جبر و تعدی بہی کرتا تہا - ارکان دولت جب اس کے حضور مین جاتے تو زن و فرزند کو ضروری وصیت کرکے اُن سے رخصت ہو کر جاتے تہے - کسیکو واپسی کی امید نہین رہتی تہی -

آخر کار ایک رات شراب کے نشہ مین سویا ہوا تہا - ایک حبشن نے اس کے سر پر لاٹہی مار کر اسکے ظلم و ستم سے خلایق کو نجات دلوائی - بعض تواریخ مین لکہا ہے کہ وہ بیمار ہو کر ۸۶۵ھ ہجری مین فوت ہوا - اُس نے کل چہہ سال چہہ ماہ چہہ روز سلطنت کی - نظیری شاعر نے جسکو ہمایون نے قید کیا تہا اس قطعہ مین اسکی تاریخ وفات کہی ہے

ہمایون شاہ مرد و رست عالم	تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون
جہان پر ذوق شد تاریخ مرگش	ہم از ذوق جہان آرید بیرون

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی تخت نشین ہوا - اسکی عمر صرف آٹہہ سال کی تہی - اسکی ماں بڑی فرزانہ تہی - خواجہ جہان ترک اور ملک التجار گاوان کی مشورت سے ملک رانی کرنی چاہی - چونکہ ہمایون کے جور و ستم سے لوگ بدول و برداشتہ خاطر ہو گیے تہے - جب کم عمر بچہ کو تخت پر دیکہا تو چارون طرف سے

بلوے شروع ہوگئے - سب سے پہلے راے مملکت اوڑیسہ نے لشکرکشی کی اور مسلمانون سے سلطنت چہین لینی چاہی - والدۂ نظام شاہ وخواجہ جہان ترک وملک التجار گاوان نے فوج فراہم ومرتب کرکے راے مذکور کو شکست دی اور بہت سی رقم راے اوڑیسہ نے بادشاہ کو دیکر صلح کرلی - نظام شاہ مظفر و منصور احمد آباد بیدر آیا - دفعتہً سلطان محمود کے دیار دکن مین یلغار آنے کی خبر گوش زد ہوئی امراے دکن نظام شاہ کو ساتہہ لیکر اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوے - سلطان محمود گجراتی بہی بادشاہ کی مدد کے لیے اپنی فوج لیکر حاضر ہوا - جب یہ خبر سلطان محمود خلجی کو ملی تو وہ گونڈوانہ کی راہ سے فرار ہوگیا - نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کا شکریہ ادا کیا - اور بیدر کو مراجعت کی - ماہ ذیقعدہ ۸۶۷ھ ہجری مین نظام شاہ علیل ہوا اور مرگیا - اسکی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تہی -

ذکر سلطنت محمد شاہ ثانی ابن ہمایون شاہ

نظام شاہ کے مرنے کے بعد اس کا بہائی محمد شاہ دس سال کی عمر مین صاحب تاج و باج ہوا - بڑا ہونہار نکلا - اس نے اپنے عہد حکومت مین لایق لوگون کو علی مراتب دیئے - سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ کے عہد مین جو فتنہ وفساد برپا تہے اس نے اپنے حسن تدبیر سے انکو دور کیا - خواجہ جہان نے جو خزانہ مین تغلب وتصرف کیا تہا - قتل کیا گیا - ۸۷۴ھ ہجری مین محمود گاوان کو کوکن کے قلعون کی تسخیر کے لیے روانہ کیا - یہان کے راے بڑے مفسد وسرکش تہے مسلمانون سے سخت عناد رکہتے تہے جب محمود گاوان کے آنے کی خبر سنی تو مسلمانون کو قتل کرنے کا عہد کرلیا اور راستون کی

سخت ناکہ بندی کردی - محمود گاوان نے بڑی حکمت عملی سے مورچون اور ناکون پر اپنا قبضہ کرلیا - اور ملک مین گھس کر تین سال تک یکے بعد دیگرے قلعے سر کرتا اور اپنا عمل بٹھاتا چلا گیا - آخر بڑی فتح و نصرت کے ساتھہ احمد آباد واپس آیا - محمد شاہ اُس کے ان کارہائے نمایان سے بے حد خوش ہوا - اعظم ہمایون خواجہ جہان کا خطاب دیا -

سنہ ۸۶۷ ہجری مین راے اوریا مرگیا - اسکا چچا زاد بھائی ہمیر تخت نشین ہوا - مگر راے اوریا کے لے پالک منگل راے نے اسکو تخت سے اُتار دیا - ہمیر نے سلطان محمد شاہ کی خدمت مین مدد دہی کی درخواست کی - اور سالانہ خراج ادا کرنیکا وعدہ کیا - بادشاہ نے ملک حسن بحری کو نظام الملک کا خطاب دیکر ہمیر کی مدد کے لیے مع فوج روانہ کیا - نظام الملک نے ہمیر کے ساتھہ ملکر منگل راے کو شکست دی - ہمیر کو اوریہ کا تخت و تاج دلادیا اور قلعہ ویراکھٹا بھی فتح کرلیا - بعدہ محمد شاہ خود قلعہ پرکتنیہ کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا - جنگ عظیم کے بعد راے پرکتنیہ نے محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر امان چاہی - اس کے قصور سے درگذر کرکے بادشاہ نے اس کا قلعہ اسیکو پھیر دیا - اور اپنے ملک کو واپس ہوکر بیجاپور مین مقام کیا - برسات کا موسم یہین بسر کرنا چاہتا تھا مگر اتفاق سے بارش اس برس بہت کم ہوئی - ذرایع آب نوشی تمام خشک ہوگئے - ناچار بیدر چلا آیا - دوسرے سال بھی امساک باران رہا - قحط کی وجہہ سے اس کے ملک کا بہت بڑا حصہ اُجڑ گیا - اس موقع کو غنیمت جانکر راے اوڑیسہ تلنگ کے رؤسا کی مدد سے مملکت بہمنیہ پر حملہ آور ہوا - مگر بادشاہ نے اسکو شکست فاش دی - دیول ڈہائے اور مساجد تعمیر کرائین اور چند برہمنون کو اپنے ہاتھہ سے تلوار کے گھاٹ اوتارا - اور غازی کا مذہبی خطاب اختیار کیا - خاندان بہمنیہ مین یہی بادشاہ پہلا تھا جس نے برہمنون کو اپنے ہاتھہ سے قتل کیا - اس مہم کے بعد اس کے

اس نے زنگ کے ملک کی تسخیر کی یہ ملک تلنگ وکرناٹک کے درمیان واقع تھا - ان فتوحات کے سبب اس سلطان کے زمانہ مین سلطنت بھمنیہ کا رقبہ اسقدر وسیع ہوگیا کہ اس نے بجائے چار قسمتون کے اپنے قلمرو کی آٹھہ قسمتین قرار دین ۱ دولت آباد ۲ جنبیر ۳ بیجاپور ۴ حسن آباد گلبرگہ ۵ ماہور ۶ کاویل ۷ ورنگل ۸ راجمندری اور ہر ایک قسمت (یعنی صوبہ) پر ایک ایک طرفدار (یعنی صوبہ دار یا چیف کمشنر) مقرر کیا - انتظام مملکت بھی بہ آئین بہین رکھا تھا - بہت سے قوانین مین ترمیمات بھی کین - اخیر زمانہ سلطنت مین لوگون کے فریب مین آکر اعظم ہمایون نے خواجہ جہان کو قتل کرادیا - جس کی وجہ سے بعد مین وہ نہایت متاسف ومغموم رہتا تھا - اس خواجہ جہان کا مارا جانا گویا خاندان بھمنیہ پر زوال آنا تھا - سدو راسے حاکم وبیجانگر نے پہر لشکر کشی کی - یوسف عادل خان مقابلہ کے لیے بہیجا گیا اور ادہر بادشاہ کا انتقال غرہ صفر ۸۸۷ھ ہجری مین ہوگیا - اسکی تاریخ وفات کسی شاعر نے یہ کہی ہے ؎

شہنشاہ جہان شاہ محمد	کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد
دکن چون شد خراب از رفتن او	خرابی دکن تاریخ او شد

۸۸۷ھ

سلطنت محمود شاہ دوم بھمنی

محمد شاہ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمود شاہ دوم تخت نشین ہوا - نظام الملک بحری کو صدر اعظم مقرر کیا - یوسف عادل شاہ حاضر دربار ہوا مگر جب اس نے یہ سن پایا کہ اس کے قتل کے سامان ہو رہے ہین تو وہ بیجاپور چلا گیا - محمود شاہ جب

مہم تلنگانہ پر گیا تو نظام الملک اس کا وزیر وہان کام آیا - اس کا بیٹا ملک احمد جنیر پر قابض ہوگیا - عماد الملک نے برار مین سرکشی کی - قطب الملک حاکم تلنگانہ نے گولکنڈہ مین اپنے کو مطلق العنان کیا - بیجاپور اور برار کی افواج سے سلطانی عساکر کے ساتھ متعدد محاربے ہوگئے - آخر ۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء کو سلطان محمود نے رحلت کی - اس کی سلطنت کا زمانہ ، ۳۷ سال اور ۲۰ روز رہا - اس کے زمانہ مین اہل سیف کے باہمی پرخاش و پیکار سے ملک دکن مین طوائف الملوکی مچی جس کی تفصیل آگے چلکر دیکھئے - یہ بادشاہ قاسم برید کے بیٹے ملک برید طرفدار قسمت بیدر کی بات بہت سنتا تھا - شعر وسخن کا بہی مذاق رکہتا تہا - چنانچہ ؎

در بحر غم فتادہ ام و امواج بے عدد
تا چند دست و پا بزنم یا علیؑ مددؑ

اس کا یہ شعر جسقدر بلیغ اور بانکا ہے اُسیقدر اس کے اندوہ و یاس کی بعینہ تصویر اور دلگداز و سرچشمہ رقت و تازیانہ عبرت ہے -

سلطنت احمد شاہ ثانی

ملک برید نے محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۴ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بٹہایا - یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تہا - ملک برید نے اسکے شراب پینے کا عمدہ سامان فراہم کردیا تہا - اور کسیکو بادشاہ کے پاس پھٹکنے نہین دیتا تہا - جسقدر اخراجات کہ وہ دیتا تہا بادشاہ کے لیے مکتفی نہ تھے لہذا بادشاہ نے آخر تاج بہمنیہ کے چار لاکہ ہُن کا تہا ٹکڑے کرکرکے بیچ کہایا - العظمۃ للہ و احد القہار ؎

عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہو مگس رانی

احمد شاہ اسی افلاس و بے بسی مین دو سال ایک ماہ سلطنت کے دن کاٹ کر مسموم یا بہ قضائے الہی ۹۲۷ھ ہجری مین اپنی حسرت بکام و بال جان زندگی سے درگذرا۔

سلطنت علاء الدین سوم بن سلطان احمد ثانی

سلطان احمد شاہ دوئمین کے چل بسنے کے بعد امیر برید نے اس کے بیٹے علاء الدین سوم کو تخت نشین کیا۔ یہ بادشاہ شراب نہین پیتا تھا اور اس کی خرابی کو سمجھتا تھا کہ ع

چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

اور ملک برید کی کارستانیون سے بھی انجان نہ تھا۔ آخر ملک برید کے مرواڈالنے کا قصد کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ سلطنت کرنیکے بعد معزول مقید ہوا۔ اور اسی قید مین مرگیا۔

شاہ ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ

امیر برید نے شاہ ولی اللہ کو بادشاہ کیا مگر اسکو وظیفہ خوار اور نظر بند کر رکھا تھا۔ بالآخر بادشاہ کو قتل کر کے اُسکی منکوحہ کو امیر برید اپنے تصرف مین لایا۔

شاہ کلیم اللہ بہمنی

کلیم اللہ بہمنی اس خاندان کا اخیر بادشاہ ہوا۔ برائے نام اسکی بادشاہی تھی۔ سب طرف دار

(یعنی صوبہ دار) خود مختار ہو چکے تھے۔ وہی سال اس نے سلطنت کی اور ۹۳۴ھ ہجری مطابق ۱۵۲۷ء مین اجل طبعی یا زہر خورانی سے مرگیا۔ اور پہر کوئی خاندان بہمنیہ مین برائے نام بہی بادشاہ نہین ہوا۔ اور دکن مین سلطنت بہمنیہ کے حصے بخرے ہوکر اسکی یہ پانچ شاخین بمنزلہ پانچ سلطنتون کے جداگانہ قایم ہوگیین۔

سلطنت بہمنیہ کی شاخین

(۱) عادل شاہی۔ یوسف عادل خان نے ۸۹۵ھ ہجری مین قایم کی۔ اس کا دارالسلطنت بیجاپور تہا۔ اور سلاطین بیجاپور کا لقب عادل شاہیہ تہا

(۲) نظام شاہی۔ نظام الملک کے بیٹے ملک احمد نے احمد نگر مین اس سلطنت کی بنا ڈالی۔ اور ہر ایک بادشاہ کے اصلی نام کے ساتہہ اس کے خاندان کا نام بہی یعنی نظام شاہ ہوا کرتا تہا۔

(۳) قطب شاہیہ۔ ۹۰۷ھ ہجری مین قطب الملک اس مملکت کا بانی ہوا۔ اس کا مستقر حکومت گولکنڈہ تہا۔ اور اسکے سب بادشاہون کے نام کے بعد قطب شاہ کا لفظ ہوا کرتا تہا۔

(۴) عماد شاہی۔ جسکو عماد الملک کے بیٹے فتح اللہ خان نے ۸۹۴ھ ہجری مین ملک برار پر قابض و خود مختار ہوکر ایجاد کیا۔ یہان کے بادشاہون کا لقب عماد شاہیہ تہا۔ یہ سلطنت بعد چندے احمد نگر مین شامل ہوگئی۔

(۵) امیر برید کا خاندان بیدر مین سلطنت کرتا تہا۔ اور وہان کے سب بادشاہ برید شاہیہ کہلائے۔ فقط۔

باب تتمہ

تاریخ طبعزاد عالیجناب مولانا مولوی محمد عبدالجلیل صاحب نعمانی اُستاد نواب افسرالدولہ بہادر کمانڈر انچیف افواج حضور نظام خلد اللہ ملکہ

منشی خوش منش نے محنت سے	سیر گلبرگہ اک کتاب لکھی
بولا ہاتف بفکر سال کہ ہاں	لکھدو تاریخ لاجواب لکھی ۱۳۱۹ھ

اعلان

اس کتاب کے تمام حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں - کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے کلاً یا جزاً قصد طبع نہ کریں - ورنہ نفع کے عوض نقصان اوٹھاوینگے - جسقدر نسخہ مطلوب ہوں قیمت مقررہ پر مجہہ سے طلب کرلیں - جس کتاب پر میرے دستخط نہونگے مال مسروقہ سمجہی جاویگی - فقط

المشتہر

محمد سلطان میر منشی سررشتہ تعلیمات صوبہ گلبرگہ - دکن

معذرت

چونکہ سہو بشری سے چند غلطیان رہگئی ہین جنکی نسبت ناظرین کتاب ہٰذا سے معذرت چاہکر امید کیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل غلطنامہ کے بموجب کتاب کو صحیح فرماکر پڑہنا شروع کرین ۔

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۷	عَزّ مُکَرَّم	مُعَظَّم	۷۹	۶	اُن بزرگ نے	اُس بزرگ نے
۱۴	۱۹	تبصرف الخوارقات	تبصرة الخوارقات	۸۰	۹	اسکی فرمائی	اسکی تسلی فرمائی
۱۶	۳	حید آباد	حیدرآباد	۸۱	۶	سب دیکھتے	سب کو دیکھتے
۲۲	۱۳	جرطھ جاتے ہین	چڑہ جاتے ہین	"	۱۲	معتقد ہوگیا	معتقد ہوگئے
"	۲۰	باقاعدہ بقاعدہ	باقاعدہ و بقاعدہ	"	۱۳	چلکر گلبرگہ مین	چلکر گلبرگہ
۲۴	۱۴	دیکھنے ولون کو	دیکھنے والون کو	"	۱۵	اُس کو	اُن کو
۲۷	۱۷	تجویز کی	تجویز کی ہون	۸۳	۱۶	آنکھہ حق ہین	چشم حق ہین
۳۵	۱	نہین کرتے	نظر نہین کرتے	۸۴	۲۰	ہی تم	تم ہی
۴۴	۱	اثنای راہین	اثنای راہ مین	۸۶	۹	جوگیان	جوگیا ن
۴۵	۱۲	مولانہ	مولانا	۹۰	۱۷	وہ ہی	وہی
۵۶	۱	تخت نشینی	تخت نشین	۹۴	۲-۵	۵ ہر	۵
۵۷	۱۱	بیقرار	بیقرار	۹۶	۱۷	سہینس	سہین
۶۲	۱۷	پس	بس	۱۰۴	۵	صاحبزاد	صاحبزادی
۶۶	۱۷	بہانجے وداماو	بہانجے داماد	۱۰۶	۱۱	ولد	والد
۷۱	۸	غلیظ کی	غیظ کی	۱۱۶	۹	مجذوم	مجذوب
۷۸	۱۵	قدس سے	قدس سرہ نے	"	۱۲	کانپتے ہی	کانپتے ہوئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۰	۹	احمد شناس را	احمد حق شناس را	〃	۷	وفات بعد	وفات کے بعد
۱۲۶	۱۹	ٹنو ودریاب	بشنو و دریاب	۱۷۸	۱۴	سنہ ۸۹۰ھ	سنہ ۸۹۵ھ
۱۲۹	۳	نشانی	نشان	۱۷۹	۱۹	دفن کردیا	دفن کردے
۱۳۵	۴	خواجہ جنیدی بغدادی	خواجہ جنید بغدادی	۱۸۱	۶	درگاہی مین	درگاہ ہی [illegible]
۱۳۹	۲۰	مبارک کہ	مبارک کو	〃	۷	صدر دروازے	صدر دروا[illegible]
۱۴۶	۱۹	ٹھان کر	ٹھان لیکر	۱۸۹	۹	لوگون	لوگون کو
۱۴۹	۱۵	اسی	ایسے	۱۹۴	۱۹	تھا	تھے
۱۵۰	۱۸	جاتر	جاترا	۱۹۵	۸	مزار کے	مزار کے پاس
۱۵۱	۱۸	اسباب لاکر	اسباب لادکر	۲۰۱	۹	گلبرگہ کے	گلبرگہ کے لوگ
۱۵۶	۱۳	اس طالع	اس کے طالع	۲۰۶	۱۸	سنہ ہجری	سنہ ۵۹۷ ہجری
۱۵۸	۳	سرکا مسیح	سرکا مسح	۲۱۱	۳	تصویر	تصور
〃	۵	جوٹا	جھٹا	۲۲۴	〃	داخل مدخل	داخل مدگل
〃	۱۱	ایک بن کا	ایک بنگی کا	۲۲۶	۸	دس روز کے	دس روز کی [illegible]
۱۵۹	۵	کھولکر پڑا	کھولکر پڑھا	〃	۱۱	وفیروزنیش	ونفیروزنیش
۱۶۶	۱۰	یہ کہکر	یہ لکھکر	〃	۱۹	عیاش چالاک	عیاش و چالاک
۱۶۸	۳	سجادگی وطن داری	سجادگی و وطن داری	۲۲۹	۱۳	ایک ایک	ایک ایک کرکے
۱۷۲	۱	شیخ الدین	شیخ تاج الدین	۲۳۶	۸	معزول بقید	معزول و مقید

تمت بالخیر